

حضرت فضل شاہ قطب عالم قدس سرہ العزیز

# فاضلی انوار الہی

ملفوظات مبینات حضرت فضل شاہ قطب عالم کا مستند مجموعہ

الکلمۃ  
الکبریٰ  
فی  
تذکیر  
العباد

تصوف و اوندیش

۱۴۱۹ھ

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ  
وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (الفرقان: ۲۶)

تزکیہ نفس اور کتاب و حکمت کی تعلیم

بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقاصد عظیم تھے  
ان ہی مقاصد کے لیے تصوف فاؤنڈیشن وقف ہے۔

# الْحِكْمَةُ بِعِلْمِهِمْ تُزَكِّيهِمْ

تصوف فاؤنڈیشن  
۱۴۱۹ھ

بانی: ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی

فون ۵۹۹۵۴۳-۰۴۲

# فاضلی انوار الہی

احوال مقامات ملفوظات بیانات حضرت فضل شاہ قطب عالم کا مستند مجموعہ

○

افادات

حضرت فضل شاہ قطب عالم قدس سرہ العزیز

مرتبہ

حافظ نذر الاسلام فاضلی قادری

○

## تصوف فاؤنڈیشن

لاہوری ○ تحقیق و تصنیف و تالیف و ترجمہ ○ مطبوعات

۲۳۹ راجن سمن آباد - لاہور - پاکستان

واحد تقسیم کار : المعارف ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور

کیے از مطبوعات تصوف فاؤنڈیشن

○

جملہ حقوق بحق تصوف فاؤنڈیشن محفوظ ہیں © ۱۹۹۹ء

ناشر :	ابونجیب حاجی محمد ارشد قریشی
طابع :	بانی تصوف فاؤنڈیشن - لاہور
سال اشاعت :	۱۴۲۰ھ — ۱۹۹۹ء
تعداد :	پانچ سو
قیمت :	۱۰۰ روپے
واحد تقسیم کار :	المعارف - سچ بخش روڈ - لاہور، پاکستان

۳-۰۳۲-۵۰۶-۹۶۹- آئی ایس بی این

○

تصوف فاؤنڈیشن ابونجیب حاجی محمد ارشد قریشی اور ان کی اہلیہ نے اپنے مرحوم والدین اور مفتی مگر کو ایصال ثواب کے لیے بطور صدقہ جاریہ اور یادگار محرم الحرام ۱۴۱۹ھ کو قائم کی گئی ہے۔ مسکنت اور سلف صالحین بزرگان دین کی احادیث و روایات پر مبنی دینی و تحقیقی اشاعت کی ترویج کے لیے قائم ہے۔



وَهُوَ الْغَفُورُ الْودُودُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ  
فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ

○

شجرہ پاک سلسلہ عالیہ قادریہ فاضلیہ

شمس العارفین، سراج السالکین، قطب العالم  
حضرت فضل شاہ صاحب قادری فاضلی  
قدس سرہ العزیز

ادارہ قادریہ نور والوں کا ڈیرہ



کے از مطبوعات تصوف فاؤنڈیشن

○

جملہ حقوق بحق تصوف فاؤنڈیشن محفوظ ہیں © ۱۹۹۹ء

ناشر :	ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی
طابع :	بانی تصوف فاؤنڈیشن - لاہور
سال اشاعت :	۱۴۲۰ھ — ۱۹۹۹ء
تعداد :	پانچ سو
قیمت :	۱۰۰ روپے
واحد تقسیم کار :	المعارف - گنج بخش روڈ - لاہور، پاکستان

۳-۰۳۲-۵۰۶-۹۶۹- آئی ایس بی این

○

تصوف فاؤنڈیشن ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی اور ان کی اہلیہ نے اپنے مرحوم والدین اور خلیفہ مگر کو ایصال ثواب کے لئے بطور صدقہ جاریہ اور یادگار محرم الحرام ۱۴۱۹ھ کو قادیان کی طرف مسکنت اور سلف صالحین بزرگان دین کی تعلیمات مطابق تبلیغ دین و تحقیق و اشاعت کتب تصوف کے لیے قادیان



وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ  
فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ

○

شجرہ پاک سلسلہ قادریہ فاضلیہ

شس العارفین، سراج السالکین، قطب العالم  
حضرت فضل شاہ صاحب قادری فاضلی  
قدس سرہ العزیز

ادارہ قادریہ نور والوں کا ڈیرہ



## ”نقشِ یائے محمدی“

صاحبزبان لو! کتاب اور شہید! استہ سہیہ! مختصر دینیں سہیہ۔  
مختصر و محبوب سہیہ، جو صاحب، صاحبِ حال سے منکاب ہوں، اُن  
کے لیے ان کی معیت میں رہنا حق سہیہ، چونکہ حال جویشہ و احتیال  
سے غلام ہوتا ہے، اس کے علاوہ فلاح کی کوئی ضرورت ہی نہیں  
۴ اسی لیے ارشاد ہے:

وَأَتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ  
اُس کی تہلیل کرو جو میری طرف رجوع لائے

اللہ کے پیارو! خبردار رہو۔ بزرگانِ دین کے نقشِ قدم  
پر سب بزرگانِ دین تہجد کے وقت اٹھتے رہے ہیں۔ اپنے  
اپنے خاندانوں کی ضرورت سے سب کا عمل اولیٰ ہے۔ اپنے  
راہِ روشن کے مطابق وہ اٹھتے رہے ہیں، اٹھ چکے ہیں اور  
اٹھتے رہیں گے۔

حضراتِ قادریہ رحمۃ اللہ علیہم اس طریقہ سے اٹھتے ہیں

جس طریقہ سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے رہے ہیں وہ  
طریقہ یہ ہے:

تہجد کے وقت اٹھو۔ دو نفل حیدر اچھا جناب حضرت  
خلیل اللہ علیہ السلام کے نام کے پڑھو۔ یہ دو نفل ادا کرنے سے  
اللہ کا فضل شامل حال ہو جاتا ہے اور نفلِ حیدری قبول ہو جاتا ہے  
اور مقبول ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد نماز تہجد ادا کی جائے تہجد  
کی نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سورۃ سورۃ منقول پڑھی جائے اس  
کے بعد شجرہ شریف قادری فاضلی پڑھا جائے۔

ایک مرتبہ تو ضروری ہے۔ اگر وقت زیادہ ملے تو زیادہ  
مرتبہ پڑھا جائے تاکہ عمل اللہ کے دربار میں اور اولیٰ ہو۔ اس  
کے بعد گیارہ اسم پاک جناب حضورِ غوثِ پاک رحمۃ اللہ و برکاتہ  
کے ادا کیے جائیں۔ اس کے بعد درودِ تاج پڑھا جائے اس  
کے بعد اذان ہو اور اس کے بعد دو رکعت سُنتِ داکی جائیں  
اور سُنتین اور فرضوں کے درمیان چالیس مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھیں  
پڑھی جائے اس وظیفہ کے بعد غارِ فخر ادا کی جائے۔ اس کے بعد نماز  
اشراق تک قرآن کریم کی تلاوت کی جائے۔ پھر نمازِ اشراق ادا کی جائے  
پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کہ اس نے کس قدر نعمتیں اور برکتیں

بزرگان دین کے مصحف میں اپنے ہندوں کو عطا کی ہیں۔ سبحان اللہ  
سبحان اللہ، سبحان اللہ — پھیل جاو اللہ تعالیٰ کی نیریں  
پر اور دھونڈو فضل اللہ کا۔

## سورہ مزمل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الْمَزْمِلُ ۚ قُمْ الْيَلِ الْاَقِيلًا ۚ  
بَصْفَةً اَوْ اِنْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۚ اَوْ يَزِدْ  
عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۚ اِنَّا  
سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۚ اِنَّ  
نَاشِئَةَ الْيَلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَّاقْوَمُ  
قِيْلًا ۚ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا  
طَوِيْلًا ۚ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۚ رَبُّ الْمَشْرِقِ  
وَالْمَغْرِبِ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ  
وَكِيلًا ۚ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُوْلُوْنَ  
وَاَهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۚ وَذَرْنِيْ  
وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولٰٓئِ التَّعٰتٰی وَمَهْلَهُمْ  
قَلِيْلًا ۚ اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَحِمِيًّا ۚ  
وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا اَلِيْمًا ۚ  
يَوْمَ تَرٰجِفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتْ  
الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۚ اِنَّا اَرْسَلْنَا  
اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا لَا شَهِدَا عَلَيْنَكُمْ كَمَا  
اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۚ فَعَصٰى  
فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّسِيْلًا ۚ

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ  
الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝ السَّمَاءُ مُنْفِطِرَةٌ  
كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۝ إِنَّ هَذِهِ  
تَذَكُّرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ  
سَبِيلًا ۝ إِنْ رَبُّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ  
أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ  
وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۖ وَاللَّهُ  
يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَنْ لَّنْ  
تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا  
تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ  
مِنْكُمْ مَّرْضَىٰ ۚ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ  
فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ

وآخَرُونَ يُقاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ  
فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا  
الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَقَرِّضُوا اللَّهَ  
قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا تَقْدِمُوا لِأَنفُسِكُمْ  
مِّنْ خَيْرٍ تَحْدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ  
وَأَعْظَمُ أَجْرًا ۚ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ  
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝



صَدَقَ اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ وَبَلَغَ رَسُولُهُ  
النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَىٰ ذَلِكَ مِنَ  
الشَّاهِدِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



## شجرہ پاک سلسلہ عالیہ قادریہ فاضلیہ

در پہ آیا ہوں حشر الہی التجا کے واسطے  
سن مری منہ یاد یارب مصطفیٰ کے واسطے  
کون عاجز کی سنے اور داد دے تیرے سوا  
داد دے شاہ علی شیر خدا کے واسطے  
میں پچھتا ہوں معصیت کے جال میں مولا مدد  
کہ مدد میری شہید کر بلا کے واسطے  
شاہ زین العابدین اور صدقہ باقر امام  
دے پڑھیاں سے تو بحرِ سخا کے واسطے  
اگر اہوں در پہ مولا دستگیری کیجیے  
جعفر صادق و حق امام آفتاب کے واسطے

شبِ عیساں دور کر اور حبِ نیکی دے مجھے  
موسیٰ کا طہم اور علی بارضا کے واسطے  
عاجز و مسکین، گدا و ناتواں پر فضل کر  
حضرت معروف کرخی باہدی کے واسطے  
تو سبے قادر میں ہوں عاجز، عاجزی پر رحم کر  
سرخِ ستمی سقوتِ درہنما کے واسطے  
میں گدے پر خطا ہوں بخش دے جلد گستا  
آلِ جنسید باضیا صاحبِ لا کے واسطے  
میں نہیں کچھ بھی اہل! مجرم و ظالم ہوں میں  
معاف کر بوجہ شہیدی کی دعا کے واسطے  
ابو رحمت کا بوسہ یا الہی دامت  
از طفیل عبد الرحمن پر نسیا کے واسطے  
اے خدا قائم تو رکھو برصراطِ مستقیم  
شیخ سید ابو الفرج باصفا کے واسطے  
دین احمد پر الہی رکھ مجھے قائم سدا  
حضرت بڑا حسن شاہ و مرقا کے واسطے  
کر عطا تقویٰ طہارت زُہد بھی میرے والد

حضرت شاہ مبارک و لڑبا کے واسطے  
 فکر دنیا۔ فکر حقیت و دور ہو دل سے برے  
 شاہ حبیب اللہ غوث اعظم ربنا کے واسطے  
 زوہد یہ بون پڑھا بون بخش دے یہ ہے خدا  
 شاہ عبد الرزاق مولانا ہدی کے واسطے  
 صاحب کراور خدمت صاکیں کی کر عطا  
 شیخ سید صالح کی التبا کے واسطے  
 معاف کراور پار کر بیڑا منجھار سے  
 شاہ شہاب الدین احمد باخدا کے واسطے  
 قلب مژدہ کو مرے کر زندہ اسے رب رحیم  
 شیخ شرف الدین بیک اصغیا کے واسطے  
 دے ضیا اس قلب کو یہ بے ضیا جائے کدھر  
 شیخ شمس الدین ان سیف الدعا کے واسطے  
 شاہ علاء الدین بدر الدین آفت کے طفیل  
 فضل کی برس گھٹائیں پڑھا کے واسطے  
 خاص معراج محبت کر عطا رب العزلی  
 شیخ محی الدین تاج الاولیا کے واسطے

سوز الفت یا الہی کر عطا اپنا مجھے  
 شیخ شرف الدین ان بدر الدجی کے واسطے  
 عشق میں اپنے جلا اور درد دے دل میں مے  
 شیخ شمس الدین ان ماہ عسل کے واسطے  
 عشق کی دولت سے کراؤ دل میرا الہ  
 حضرت شیخ محمد چنیدا کے واسطے  
 یا الہی کر فہم مجھ کو تو سوز عشق سے  
 شیخ فرخ اللہ کی طبر دعا کے واسطے  
 یا الہی توبہ کرجاؤں میں اپنے نام سے  
 حضرت محمود شاہ نور الہدی کے واسطے  
 یا الہی توبہ کرجاؤں میں اپنے جسم سے  
 شیخ عبد الرزاق تاج اولیا کے واسطے  
 یا الہی توبہ کرجاؤں میں اپنے قلب سے  
 شیخ عبد العزیز بر آں غل مہا کے واسطے  
 یا الہی توبہ کرجاؤں میں اپنی روح سے  
 شیخ عبد اللہ تقی مہر سخا کے واسطے  
 بہم بستی وہم میں کا دور ہو دل سے برے



شیخ عبدالعزیز کابل سے ریا کے واسطے  
میں دہن میں، میں نہن میں، میں نہوتن میں مر  
سید شیخ محمد فدا کے واسطے  
میں فنا ہو جاؤں یا رب جس میں جو تیری رضا  
حضرت آں شیخ سید مصطفیٰ کے واسطے

تو ہی تو ہو، تو ہی تو ہو، میرا مل جائے نشان  
حضرت احمد شرف الدین مقتدا کے واسطے

حضرت پرنور، سلطان العارفین، سراج الکین  
قطب الاقطاب، کابل اکمل حضرت یں حساب  
خدا بخش قدس سرہ کے مولا طفیل  
بے نشان ہو جاؤں یا رب میں تبا کے واسطے

جو ہے بے نشان ہو جاؤں یا رب میں تبا کے واسطے

حضرت پرنور، شمس العارفین، سراج الکین  
مصدر فیض و کرم، نجم الہدی، سلطان الحقیقت  
پیر مغان، سرچشمہ رشد و ہدایت، پناہ دے کسان  
معدن جود و سخا، محرم اسرار الہی، سراج اولیاء  
سراج عاشقان، سراج عارفان، سراج کاملان  
حضرت فضل شاہ کی سب سے نمایاں رب العلیٰ مصطفیٰ  
رحم ہو سب پر گروہ اولیاء کے واسطے



مقامی الفاظ

(مشاہدہ صرفی محمد نذیر صاحب ایچ و شریف والے)

## گیارہ اسماء پاک حضرت غوث الاعظم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِجَمَالِكَ  
 وَجَمَالِ حَبِيبِكَ وَنَبِيِّكَ وَشَفِيعِكَ مُحَمَّدٍ وَ  
 آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

سید محی الدین امر اللہ  
 شیخ محی الدین فضل اللہ  
 اولیاء محی الدین امان اللہ  
 مسکین محی الدین نور اللہ  
 غوث محی الدین قطب اللہ  
 سلطان محی الدین سیف اللہ  
 خواجہ محی الدین فرمان اللہ

مخدوم محی الدین برہان اللہ  
 درویش محی الدین امین اللہ  
 بادشاہ محی الدین غوث اللہ  
 فقیر محی الدین مشاہد اللہ



## دُرود تاج

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ  
 صَاحِبِ الشَّجَرِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ  
 وَالْعَلَمِ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَطْعِ  
 وَالْمَرَضِ وَالْأَلَمِ اِسْمُهُ مَكْتُوبٌ

مَرْفُوعٌ مَشْفُوعٌ مَنفُوشٌ فِي اللُّوحِ  
وَالْقَلَمِ سَيِّدُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ حُجَّةُ  
مُقَدَّسٌ مُعَظَرٌ مُطَهَّرٌ مُنَوَّرٌ فِي  
الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ شَمْسُ الصُّبْحِ  
بَذَرِ الدُّجَى صَدْرُ الْعُلَى نُورُ الْهَدَى  
كَهْفِ الْوَرَى مَصْبَاحُ الظُّلَمِ جَبِيلُ  
الشِّيمِ شَفِيعُ الْأَمَمِ صَاحِبُ الْجُودِ  
وَالْكَرَمِ وَاللَّهُ عَاصِمُهُ وَجَبْرِيلُ  
خَادِمُهُ وَالْبَرَّاقُ مَرْكَبُهُ وَالْمِعْرَاجُ  
سَفَرُهُ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهَى مَقَامُهُ  
وَقَابُ قَوْسَيْنِ مَطْلُوبُهُ وَالْمَطْلُوبُ  
مَقْصُودُهُ وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودُهُ سَيِّدُ

الْمُرْسَلِينَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ شَفِيعُ  
الْمُذْنِبِينَ أُنَيْسُ الْغُرَبَاءِ رَحْمَةُ  
لِلْعَالَمِينَ رَاحَةُ الْعَاشِقِينَ مُرَادُ  
الْمُشْتَاقِينَ شَمْسُ الْعَارِفِينَ سِرَاجُ  
السَّالِكِينَ مِصْبَاحُ الْمُقَرَّبِينَ مُجِيبُ  
الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ وَالْمَسَاكِينِ سَيِّدُ  
الثَّقَلَيْنِ نَبِيُّ الْحَرَمَيْنِ إِمَامُ الْقِبْلَتَيْنِ  
وَسَيِّدُنَا فِي الدَّارَيْنِ صَاحِبُ قَابِ قَوْسَيْنِ  
مُحِبُّوبُ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَالْمَغْرِبَيْنِ  
جَدُّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَى  
الثَّقَلَيْنِ أَبِي الْقَاسِمِ سَيِّدُنَا مُحَمَّدُ  
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ نُورٌ مِّنْ نُورِ اللَّهِ يَأْتِيهَا

الْمُشْتَاقُونَ بِنُورِ جَمَالِهِ صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَالِهِ وَأَصْحَابِهِ وَعَلَى مُجِيِّ الدِّينِ  
جِيلَانِي وَأَوْلِيَاءِ اللَّهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ  
يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

فیشرعباد الذین یستمعون القول فیقیدعون احسنه  
پس دے محبوب علی اللہ علیہ السلام خوشی ستاؤ میرے بندوں کو جو ان کا ذکر  
بات و قول سنیں اوس کے بہتر نہیں ————— (تہذیب النظم)

## فاضلی انوار الہی

### ارشادات

حضور پُر نور شمس المعارفین سراج السالکین صدر فخر کرم  
نجم الہدی سلطان حقیقت پیر مغان مرتضیٰ رشید و ہدایت ہما و یکساں مصلحت و ہدایت  
محرم ہمارا الہی مرتضیٰ انوار الہی مرتضیٰ اولیٰ مرتضیٰ عاشقان، مرتضیٰ عارفان، مرتضیٰ  
کائنات، مرتضیٰ الملائکات، غوث انیس دجاں، غلبہ مکان لا مکان، غلبہ الاقطاب  
نور الہی، علامہ، صدر، حضرت فضل شاہ صاحب، شہنشاہ، غلبہ عالم الہدی، علی، غلبہ

### مرتبہ

حافظ محمد احمد رضا کاکڑ الانبیاء والارباب والاعمال

ادارہ قادیانہ نور والوں کا ڈیرہ

انفٹری روڈ، شہر آباد، لاہور

۲۶	بیان شہادت	۱۳۶	۱۸۱	مخزن حقائق
۲۷	بیان خود موعظ	۱۳۸	۱۸۲	کلاصاف حسنہ (مناجیات)
	تشریحات آن ہجو	۱۳۱		ی سوال و جواب مرتبہ
	طر تعارف از مرتب	۱۳۲		صوفی محمد زید صاحب ۱۸۲



## تعارف

ہزاروں سال گزرا اپنی بے فوری پہ ردی ہے  
بڑی مشکل سے جوتا ہے چمن میں دیدہ و پیدا

”دیدہ و در کے تین مقام ہیں۔ نئے نوازی، بے نیازی، پاک باری، یہ الفاظ  
اسی پاک ہستی کے ہیں جو اپنی ہوتی تعریف پر آپ خود شامد ہے جس کی نئے نوازی  
نے گناہوں میں بھڑکے ہوئے انسانوں کو گئے لگا کر، ان کی عادات غیر خیر میں  
تبدیل فرمادیں اور انہیں غرض و غایت سے پاک کر کے اللہ کے فضل سے، واصل یافتہ  
فرمایا۔ جس نے مہارٹ لاکھ میں گھری ہوئی مخلوق کو نہ صرف طمانیت قلب عطا  
فرمائی بلکہ مہارٹ لاکھ کو سلامتی کا پہلو عطا کر کے صبر و شکر کی تربیت فرمائی جس  
کی دعا ہوتی ہے کہ الہی نہ صرف اس کی مشکل حل فرما، بلکہ اسے اس قابل فرمائے  
کہ جس کے لیے یہ دعا کرے، اس کی بھی مشکل حل ہو جائے۔“ یہ ذکر اس ہستی  
کا ہے جو تہمیدوں، سکینوں اور غریبوں کی فریاد رس ہے جس کے دے سے سائل  
جو لینے کیلئے اس سے سوا پاتا ہے جس کی تعلیم ہے کہ ”سائل کا سوال  
حتی المقدور رد نہ کرو اور ساتھ ہی اس کا شکریہ بھی ادا کرو۔“ وہ جس کے  
اسوہ حسنہ نے ساکنان راہ طریقت کی رہبری فرما کر، انہیں الجھنوں سے پاک  
اور حقیقت تصوف سے روشناس فرمایا اور صحیح راہ فطریہ گزرن کر دیا۔ توحید  
کے منہم اور درالت کے مقام سے روشناس کرایا۔ اللہ تعالیٰ سے پاک رہنا سکھایا اور  
مخلوق سے ابتداء کے لیے معاملہ رکھنے کی تعلیم فرمائی اور محبوب (صل اللہ علیہ وسلم)  
سے باطن و رہنے کا شرف حاصل عطا فرمایا ہے۔ ذکر میں مشغول رہنا اور وہود پاک  
میں مصروف رہنا سکھاتا ہے۔ جس کی نگاہ نیم باز نے خوابیدہ انسانوں کو بوس

طرح بیدار کیا کہ جن کی نیند صبح کی نماز کے لیے بھی نہ کھلتی تھی وہ ہجر کے وقت سے جاگنے لگ گئے۔ ایسی دائمی جاگ بیدار فرمائی کہ سب تراب، بیدار اور بیدار محبت میں بے قرار رہنے لگے۔ جسکی توجہ عالیہ نے عبادت میں رہنمائی شروع فرمائی اور نماز الصلوٰۃ معراج المومنین کی مصداق ہو گئی۔ جس کی نظر کیمیا اثر سے قلوب کثیف مصفا ہو گئے۔ ہر حرکت و تہمت دائر الہی کا مرکز بنتے جاتے ہیں۔ وہ ہستی جو نہ صرف اپنے عقیدت مندوں، بلکہ خدا کے سامنے بندوں کے لیے نلاج و بہبود اور دیر و خوبی کی تلاش میں اور دست بدار رہتی ہے۔ اس مقام پر حضور غوث عالم نے فرمایا ہے کہ ناپرسبی لوگوں سے بھاگتا ہے اور ناپرسبی لوگوں کو طلب کرتا ہے کیوں نہ کرے کہ اُس کے پاس اُن کی دوا موجود ہے۔ انوار الہی کا یہ سرچشمہ، جو دوسرا کا یہ معدن، مافوق کا یہ آفتاب، ساکون کی شعلہ راہ، عاشقوں کی راحت جاں، شائقوں کی مرادیں، ولیوں کا یہ سراج انیسویں صدی کے ادوار میں دنیا میں نشر و اشاعت فرمایا۔ جن کا نام نامی، اسم گرامی حضرت فضل شاہ صاحب (قطب عالم دہلی) ہے۔ آپ (حضور پر نور) کی پیدائش سال ۱۲۸۷ھ شریف میں ہوئی۔ آپ کے ابا و جداد اپنے گہراں خلق و شایا پوری سکونت پذیر تھے بعد میں حکمت و فیاضیت عالم دہلی میں آئے۔ آپ کے والد امجد کا نام حضرت شیخ بخش تھا۔ آپ کے والد صاحب دوشیزانہ اوصاف کے حامل تھے۔ اس زمانے میں آپ کی ساری آفاق اکثر غریب فوادی مسکین فوادی اور مہمان فوادی پر ترجیح ہوتی تھی۔

آپ کے والد صاحب حضرت شاہ محمد غوث رحمانی کے مرید تھے اور آپ (حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم دہلی) کو حضرت شاہ محمد غوث رحمانی کے پاس لے جاتے تھے جس وقت صاحب موصوف آپ کو دیکھتے تو گود میں اٹھالیتے اور بہ زبان حال سے کہتے کہ ”یہ میرا بیٹا“ یعنی شاہ ہے۔ اسی طرح غلبہ مال میں بار بار فرماتے رہتے کہ ”یہ میرا بیٹا“ یعنی شاہ ہے، یہ میرا دل اور بیٹا یعنی شاہ ہے یہ میرا بیٹا یعنی شاہ ہے۔ حضرت شاہ محمد غوث رحمانی کے لکھنے سے لکھتے تھے اور جیسی جیسی یاد دہشت نماذہن

کے اپنے وقت پر بہت بڑے غوث اور طلب ہوئے ہیں۔ حضرت قمر فضل شاہ صاحب اس وقت بھی بچہ ہی تھے اور آپ جس چیز پر ہاتھ رکھتے حضرت شاہ محمد غوث رحمانی آپ کے والد صاحب کو فرماتے کہ ”یہ سب جاؤ“۔ آپ کی والدہ صاحبہ سادہ عمر لی بی بی دوشیزانہ اوصاف کھتی تھیں۔ بچپن میں ہی جب ستر خوان بچیاں تو کھلے کئے بچوں کو بھی آپ کے ساتھ جٹائیں تاکہ صغیر ہی ہی سے مہمان نوازی قوامیغ اور سون کا سبق اذہر ہو جائے۔

واقعہ حال بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں آپ کے چچو انوار پر ایک غیر معمولی سید کی اور سائنس تھی اور پیشانی سے انوار و تعلیمات کے اثرات نظر آتے تھے۔ آپ کی گفت و شنید ناشتہ و روز سائنس اور مجال اکیک غیر معمولی شخصیت کی شان دہی کرتی تھی۔ آپ بچپن میں ہی نبیائت درجہ کے خلیق اور مفسر تھے۔ بچوں کے گھر پر ہونے

کے سب سے حجاز کرتے تھے۔ اپنا زیادہ وقت مسجد میں گزارتے تھے یا گھر سے باہر جب کے ساتھ نکل جاتے۔ جو جیب میں پیسے وغیرہ ہوتے وہ بچوں میں یا غریبوں کی غنی میں تقسیم کر دیتے تھے یا اس سے اپنے ساتھیوں کی خاطر قوامیغ کی جاتی۔

بچپن کے ساتھیوں میں حضرت نیاز احمد صاحب برہم، حضرت مولوی محمد حسین صاحب سجادہ نشین، حضرت مولانا غلام رسول صاحب اور حضرت خلیفہ محمد یوسف صاحب مشہور ہیں۔ یہ سب ائمہ دالہ ایک ہی مکتب میں رہتے تھے۔ اور بھی بے شمار بچے آپ کی ہمراہی میں کھیلتے رہتے تھے۔

حضرت برہم صاحب داری نماذہن کے سراج اولیاء میں اب حال پر۔ حضرت مولوی محمد حسین صاحب نقشبندی خاندان کے سراج اولیاء ہیں۔ آپ کا درس پاک گوجرانوالہ میں ہے۔ دس حافظ غلام رسول صاحب باغ والی کوہ بدہنگ۔ دس پاک ہر وقت جاری رہتے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے بے شمار مخلوق ان سب کا خرچہ حضور پر نور ہی ادا کرتے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے بے شمار مخلوق میں دنیا کا نام نہ اٹھا دی ہے اب حال پر حضرت خلیفہ محمد یوسف صاحب اولیاء ہیں

میں شریف رکھتے ہیں اور گونا گوار میں قیام پذیر رہتے ہیں۔ درس پاک مکرر ہیں۔  
 عید محمدیوسف صاحب متراج بھی ہیں اور ذوالا دیبا بھی ہیں اب حال پر۔  
 جتنے بھی کہیں ہیں آپ کے ساتھ کہتے رہے اکثر متراج ادیا ہوئے، طلب  
 ہوئے، متقی اور پرہیزگار ہوئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ حقوق خدا  
 آپ سے اب بھی دین کا بھی اور دنیا کا بھی ناہٹا ہوا ہے۔

آپ کا سب لوگوں کو فرمان ہے کہ کوئی پوچھو۔ دین کی دنیا کی رنگے اجازت ہے۔  
 چودہ سال کی عمر میں ستانی کیفیت کا ظہور ہوا۔ آپ خود فرمایا کرتے ہیں کہ ان دنوں  
 اکثر دعا ہوتی تھی کہ۔ زنداں حائل ملے۔ راست ہو جائیں۔ آخر اللہ تعالیٰ قبول  
 ہوئی اور مقبول ہوئی۔ ستانی حالت میں غلیانی، لگی تو آپ باہر جنگل کی فوٹ نکل  
 گئے۔ وہاں کچھ مکے کا اہتمام تھا۔ نہ پینے کا۔ جو سیر ہو کر کھاتے پیتے۔ اکثر کئی  
 کئی دن بیکار کئے پھر گزرتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ حق تحقیقی ہی اپنے متعلق  
 اور قبول کر لیا، پتا ہے جس طرح حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا  
 اہل بیت عین حق بیٹھیں۔ (حکوت شریف) میں رہا ہوں اپنے  
 رب کے پاس وہی کھاتا ہے مجھ کو اور وہی پاتا ہے مجھ کو۔ اس حالت میں  
 آپ کے پاس صرف تین چیزیں تھیں، ایک تیس، ایک ٹونا اور ایک چھڑی۔ آپ  
 فرمایا کرتے ہیں کہ دو کام اس وقت ہوتے تھے، ایک اپنے آپ کو پینا، دوسرے دنا۔  
 کسی شے تھے نہیں تھے۔ اگر کوئی صاحب کام کے لیے آتا تو اس کو دیکھ کر دوسرے  
 کہنا شروع کر دیتے کہ تیار اہم ہو گیا اللہ کے فضل سے، جائز کاموں کے لیے دنیا بانیوں  
 کے لیے جو حقوق جاتی تھیں ان سے بچے اور انسان کو نزدیک آنے دیتے۔ کبھی یہ بھی ہوا کہ  
 لوگ آپ کو گھر لے جاتے، ان کے دھاکر تھے، وہ ہمارا ہو جاتے۔ آپ مستانی عالم میں  
 بہت کم بولتے تھے اور جب بولتے تو جو زبان پاک سے فرماتے وہ فوراً اللہ تعالیٰ کے  
 فضل سے ہو جاتا۔ بارہ سال ستانی حالت میں ہے۔ ان تمام میں جو کچھ کہتا دیا نہ اور  
 مستان ہو جاتا۔ اس کے بعد آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضور پر نور حضرت میں خدا بخش صاحب  
 کی خدمت میں پہنچا دیا۔

حضور پر نور حضرت میں صاحب کا دسی مسئلے کے درمیں با خدا تھے۔ آپ کا  
 ہمارا آدھورہ (ماندر) میں تھا۔ آپ چالیس سال حضور پر نور غوث الاعظم کے  
 مزار اقدس پر مجید لگاتے رہے۔ آپ (حضرت میں صاحب) کے پیرو مشد حضرت  
 احمد رضا الدین علیہ السلام پر دلوں پر دتے چالیس سال کے بعد متراج ول ہو کر آپ ہاندر شریف  
 لائے جو کہ آپ کو حکم ماندر شریف کا ہوا تھا۔ آپ چار دلوں سلسلوں (قادی) اختیار کی  
 سہروردی اور چیتی کی میت کرنے کے بجائے۔ حضور پر نور سلطان سادہ ہیں،  
 متراج الساکین، قطب الاقطاب، کامل حضرت میں خدا بخش صاحب متراج ادیا  
 کی عمر ایک ۵۰ سال کے قریب ہوئی۔ جب آپ کی عمر سو سال کی پہنچی تو آپ نے انج  
 وغیرہ کھا اچھوڑ دیا، صوف حوی اور انظار کے وقت شریعت الہی کا استعمال کرتے تھے۔  
 لیکن اہتمام کسی چیز کا نہیں کیا جاتا تھا۔ آپ کا وصال ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ  
 برناتوار (سبابق ۹ جولائی ۱۹۵۰ء) تمام اکاڑہ ہوا۔ اور آپ کا مزار اندر  
 منگرمی پیر نماری قبرستان میں ہے جو مرجع مقام نواں ہے۔

آپ حضور پر نور حضرت میں صاحب کی حضور میں سہر وقت سرشار ہو جیتے  
 رہتے۔ بے شمار خلعت پہنا آتی، آپ کو خاموش دیکھ کر لوگ حضور پر نور سے فرماتے  
 کہ وہ اس بچے کو کبھی بولتے نہیں دیکھا۔ حضور پر نور حضرت میں صاحب فرماتے کہ  
 "یہ بچہ اپنے وقت پر بولے اور اس وقت کا ناستا میں لے کر جا رہا ہوں ہوگا" وہ علم الہی  
 فطرت اور سامعین کے سامنے ہے، مگر اس سے غلوں خدا پر ہی طرح استفادہ  
 کر کے۔

حضور پر نور حضرت میں صاحب، صاحب وقت، قطب الہی، متراج ادیا  
 اپنے زمانہ کے معرفت رکھتے تھے۔ حضور پر نور حضرت میں صاحب کا ایک ایک  
 نقطہ قیامت تک ادیائی کا مقام رکھتا ہے۔

آپ (حضور پر نور حضرت فضل شاہ صاحب) ۱۴ سال حضور پر نور حضرت  
 میں صاحب کی خدمت میں رہے۔ وہاں سے چار انعام عطا ہوئے۔ قول کا



انعام عطا ہوا، اعمال کا شرف عطا ہوا، علم کا تصرف عطا ہوا اور اخلاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق کی صورت میں اترنے لگ گئی ہر مقام پر۔ بعد ازاں حضور پر نور کی امانت سے آپ اپنے رحمت خانہ میں تشریف لے آئے مخلوق آپ کی طرف رجوع کرنے لگی۔ اس زمانہ میں جلال کا اثر لوگوں کے قلوب پر عادی تھا۔ لوگ موقع عمل دیکھ کر بات کرتے اور محقر بات کرتے۔ آپ کی محفل میں اکثر یہ حالت رہتی تھی کہ ان گنت مست ہوجاتے اور ان گنت مسرت ہوجاتے۔ ہر وقت دیوانوں اور دستاویز کا میلہ لگا رہتا۔ اس زمانہ کے شہر دست حضرت ہر دم صاحب ہیں جو آج کل بھی مسانی حالت میں ہیں، حضرت ہر دم صاحب نے آپ کی شان میں بہت کلام کہا ہے۔ ان کی ایک نظم جس کا تعلق اس بیان سے ہے۔ تائید کے لیے تحریر ہے۔

فصل شاہ قلم کا عجب جاری ہے بیخاند

پیشا ہر جس نے پانی لے وہ ہر رنگی سے کا پیمانہ

کرے ہے مست ایک پل میں نہیں ہے در ٹھہرنے

پاکسیں چور دیکھا جھٹک میں دو جہ طہانہ

جربہ آتے جربہ آتے سبھی میں ان کے طلبانہ

جو عاشق شاہ جیلاں چودہ دیکھ ان کا چہرہ

ہر دم نے صاف دیکھا ہے عجب ان کا کرمانہ

نظر سب ایک سے طالب کو پار کر دینا

اچھے سر سے غلو بہت سے ایسے بچوں کو لاتی جو علاج مرض میں مبتلا ہوتے اور قریب الگ ہوتے۔ آپ اس بچے کے سر پر دست شفقت پھیلتے اور ساتھ ہی

اس بچے کا نام تبدیل کر دیتے اور گھروں سے یہ خطاب ہوتا کہ تمہارا بچہ تھا وہ بزرگان دین نے لے لیا اور اپنا تندرست بچہ تمہیں عنایت کر دیا اللہ کے فضل سے۔ وہ بچہ اسی وقت صحت یاب ہونے لگا جاتا اور تندرست ہوجاتا۔ اب حال پر بھی

یہی ہو رہا ہے۔

قریباً ۱۰ سال کی عمر میں جا کر متا ہلانہ زندگی اختیار کی۔ اولاد بھی ہوئی جس میں چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی بقید حیات ہیں، سب سے بڑے صاحبزادے عبدالرزاق المعروف برضا حسین ہیں، حال پر آپ کو برضا حسین بھی کہتے ہیں اور عبدالرزاق بھی کہتے ہیں۔ بھائی ہاکم علی عبدالرزاق بلالی جلال ہے۔ آپ کو دو خاندانوں سے فیض عطا ہوا۔ آپ حضرت مولوی محمد حسین صاحب کے مرید ہیں اور ازاوت حضرت بقہ فضل شاہ صاحب قلم عالم مظلہ اعلیٰ سے ہے دو نوں خاندانوں سے آپ کو تعلق اور ازاوت ہے اور دو نوں خاندانوں سے فیض لیتے اور دیتے ہیں اب حال پر آپ سے پھولے صاحبزادے حضرت مقبول الہی صاحب اور ان سے پھولے حضرت مست ذوالہی صاحب سب سے پھولے صاحبزادے اکرم گرامی حضرت علی محمد صاحب ہے۔ سب ہی آپ کے تعلق حسن کے جامع ہیں۔

برصغیر کی تیسری قسم کے بعد آپ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے۔ آئے ہی ہمارے گانجن (مختصیل سندھی ضلع نال پور) سکونت اختیار فرمائی۔ پھر آپ کے عقیدہ کنندہ نے مخلوق خدا کی بہتری اور فلاح کے لیے لاہور اور پاکستان کے دیگر ملکوں میں علاقہ مستقر کیا۔ تمام شہروں سے آپ کے عقیدت مند جرقہ جرقہ آپ سے فیض حاصل کرنے کے لیے آتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ حضور! ہمارے علاقہ کو بھی قدم سمیت لازم سے شرف فرمائیں اور مخلوق مظلہ اس چشمہ فیض سے فیض یاب ہو۔ دین و دنیا کے انعامات انہیں عطا ہوں۔ اب حال پر آپ سے مخلوق، دین کا بھی نائدہ انعامی سطر دنیا کا بھی نائدہ انعامی ہے۔ آپ کے دبا پر جزو کی بھی تیسیم ہو رہی ہے جو عظیم کی بھی تیسیم ہو رہی ہے اور ملک کی بھی تیسیم ہو رہی ہے۔ ایک ہی تیسیم ہو رہی ہے عام کے ساتھ۔ خاص کے ساتھ اور خاص اخص کے ساتھ۔

جو مصلحت آلام میں گھری ہوئی مخلوق آپ کے دبا پر پاک پر حاضر ہوتی ہے۔ ان کے لیے دعائے حیر کرتے ہیں ان کی شکل مل جوتی ہے اور اس کا بل بنایا جاتا ہے کہ جس کے لیے وہ دعا کریں ان کی بھی دعا قبول ہو۔ جو مسائل جس کام

کے لیے بھی آئے ہمارا دہر کر جائے۔

آپ رات کے ۲ بجے تہجد کے لیے اٹھتے ہیں اور تمام جہتیں بھی آپ کے ساتھ  
اسی صول سے اٹھتے ہیں۔ نماز تہجد ادا کی جاتی ہے۔ سوہ نزل کی تلاوت کی جاتی  
ہے۔ فجر و شریف قادیہ ماضیہ، اسمائے غوثیہ اور درود ماج و صلوة و سلام  
پڑھا جاتا ہے۔ چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں ہوں۔ کہیں بھی ہوں یہ عمل جاری  
ساری رہتا ہے۔ آپ کا باغیض ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ آپ نے اپنے لیے کوئی  
وقت نہیں لکھا جو سال جس وقت آئے مراد پائے۔ دن رات میں بیشتر وقت نصیحت  
خلق میں گزارتے ہیں۔ کھانے پر کتنے ہی لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ سب کو کھانا اپنے ہاتھ  
سے کھاتے اور خوش قسم کرتے ہیں۔ آپ خود سب سے آخر میں کھاتے ہیں۔ اپنے  
لیے کوئی علیحدہ اتہام نہیں ہوتا۔ وہی کھاتے ہیں جو اردوں کو کھایا جاتا ہے۔ سادہ  
باس پیٹتے ہیں۔ کوئی حاجت مند آئے بے مراد نہیں ٹوٹاتے۔ آپ کے ہر  
فعل میں آپ کی بلی چال میں منہب نبوی کی جھلک نظر آتی ہے۔ اسوہ حسنہ کے  
کمال جامع ہیں۔ قدرت نے آپ کو خلافت کریمانہ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے  
آپ کو حسی صولت اور حسن سیرت دونوں سے بہرہ ور کیا ہے۔ آپ بڑے عمل مزاج  
مخلوق، خدایہ مشفق، خلیق، منہار، صاحب عزم، بلند صلب، پیکر صبر و شکیں۔  
جو ایک دفعہ آپ سے مل لیتا ہے دوبارہ ہٹنے کی آرزو کرتا ہے۔ کوئی کتنی ہی دشمنی  
سے پیش آئے۔ آپ نرمی سے جواب دیتے ہیں اس کو معاف کر دیتے ہیں اور اس  
کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔ سلام کی ابتداء خود کرتے ہیں۔ بڑوں کی تعظیم چھوٹوں

پر شفقت فرماتے ہیں۔ ضعیفوں، مسکینوں اور غریبوں، ناداروں کی مدد کرتے ہیں۔ اس مقام  
پر حضور پر نور حضرت غوث الاعظم کا ایک ارشاد نقل کرتا ہوں: "ایک دفعہ آپ نے فرمایا  
کہ فرائض کے بعد جب میرا چہرہ کاموں پر نمودار ہوتا ہے تو میرا دل اور ہاتھوں کو کھانا کھانا  
اور عمامہ و خاص کے ساتھ خوش خلقی سے برتاؤ کرنے سے بہتر کسی کام کو نہیں پایا۔ آپ  
کا یہ حال پرہیزگام ہے۔ جو پاس ہوتا ہے سب غریبوں، امراؤں پر خرچ کر دیتے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ خیراتیں پہنچنے یاروں کے لیے۔

دنیا میں دوسرے کے طبیب آتے رہتے ہیں ایک طبیب جسائی، دوسرا طبیب مسائی  
اکثر یہ دونوں مقام اکیسے اکیسے رہتے ہیں۔ جس بندے اپنے پرانہ قلعے انتہائی  
کرم کرتا ہے اس پر یہ دونوں مقام آجاتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
دونوں مقاموں کے جامع ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا محبوب کی بدولت ہے۔ جو  
مریض لا علاج مرض میں مبتلا ہوں۔ آپ کا دست شفا گھنے سے وہ شفا یاب ہو  
جاتے ہیں۔ یہ واقعات اکثر دیکھنے میں روزانہ آتے ہیں۔ آپ جو فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ  
کے حکم سے فرماتے ہیں، ہر نامور دم فرماتے ہیں۔

گفتہ ادگفتہ مراد بورد

آپ کو اللہ تعالیٰ نے عمل الہی عطا کیا ہے۔ آپ جو زبان پاک سے فرماتے  
ہیں اس کا بدلہ کائنات میں نہیں کیونکہ ہر گمان دین کا بے شنیہ سے نہیں ہیں کہ ایک  
شنید بزرگان دین سے ہے۔ عام شنید کے ساتھ ہے خاص کتاب کے ساتھ ہے  
اور عام الہی مکتب کے ساتھ ہے۔ اور ام المکتب اللہ تعالیٰ ہی کو عطا فرمایا  
ہے تاکہ مخلوق پر نہ کہہ سکے کہ اللہ تعالیٰ کو کیا داکتا ہے شنید سے بول رہا ہے

عام اور خاص کو گچھی ہوئی اور سنی ہوئی بتاتے ہیں۔ بزرگان دین اس لیے  
آئے ہوئے ہیں کہ جو ان پر عطا ہو رہی ہے حال پر، وہ عطا کرنے کے لیے آئے ہوئے  
ہیں۔ اس عطا سے پرانا نور فائدہ اٹھا لیتا ہے۔

آپ جو فرماتے ہیں ایک ایک حرف اور لہائی کا مقام رکھتا ہے اور ایک ایک جملہ پر  
کتاب بن گئی ہے۔ یہ کتاب جو آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں آپ کے ارشادات  
مالی ہیں جو آپ نے وقت فوقتاً مجلسوں میں ارشاد فرماتے۔ جو صاحب صداقت  
کی آنکھ سے دیکھے گا، دنیا میں وہ کامیاب ہوگا اور دین میں ہمارا ہوگا۔

اس کتاب میں آج کے ۲۸ بیان ہیں انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں اور شائع کیے  
جائیں گے۔ اس کے باجی نام احمد شاہی نام ہے۔

(٢) مِرَاة الْحَيَاة مِنَ الْمَبْدِ إِلَى الْمَحْدَادِ

خادم الفقراء احقر (حافظ محمد رضا) نذرا لاسلام فاضل قادری  
تبدیخ جنوری ۱۹۶۶ء بمطابق ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ برفہ جمیعہ البدن

ہے میں ہر بیان ایک مسلسل مضمون ہے۔ فقرہ بندی ترتیب کی طرف

(نذر الاسلام)

(نذر الاسلام)

دعا کے لئے کہ وہ زیادہ متفوق و صالح بنے، فیض، رحمت و کرم سے سیریز و مستفیج ہو کے اسی  
 مردِ عظیم کی توجہ سے ایمان کے لئے گمراہ خود کو جی بڑھائے، مگر وہ اس میں بہت زیادہ حسرت و توبہ الٰہی فیروز  
 ملک کی قربانیت، نابالو و ساریجہ اسلیمان کو دلاؤ، ماضی کا تسکیر کرنا، اس کو دے کہ - (آمین ثم آمین)



## دباجہ انکشاف

سب تعریف اللہ کی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ (سب تعریفیں اور خیریاں اللہ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے سارے جہانوں کا) حمد اُس رب کی جو تمام عالموں کا رب ہے۔ پالنے والا۔

الْوَحْدُنُ الرَّحْمِیْمُ۔ جو نہ توں اور ہم ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ ہم ہے اپنی مخلوق کے ساتھ، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بندے کو بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے رحیم رہنا چاہیے۔ جو صاحب رحیم ہوگا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نادرہ انعام ملے گا۔

عَالَمٌ یُّؤْمِرُ بِالْاٰدِیۡنِ۔ (مذکورہ عالم) مالک یوم کاہر کا۔ یوم سے دن مراد ہے۔ حال پر دن عارف کا۔ اللہ تعالیٰ کو صورت کے اعتبار سے دیکھا جائیگا اور معنوں کے اعتبار سے دیکھا جائے گا۔ دن جو ہمیں صورت کے اعتبار سے بھی دیکھا جائیگا، اور معنوں کے اعتبار سے بھی دیکھا جائیگا۔ خلق اللہ سے اللہ تعالیٰ کے معنی ہو جو ہیں اور صورت کے اعتبار سے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نمایاں ہے۔ مقام آدمی نمازیں۔

ایمان ازل۔ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں

ایمان دم۔ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔

اسی تمام پر حضور پرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الْعَلَوۡۃُ مَعَرَّجُ الْمُؤْمِنِیۡنَ۔ "مومنوں کو نمازیں معراج ہو رہی ہے۔

نماز شریعت۔ پانچ وقتی

نماز طریقت۔ سات وقتی

نماز حقیقت۔ ہر وقتی

پنج دیئے۔ ست دیئے۔ ہر دیئے

نماز طریقت۔ تہجد اور اشراق جس وقت اٹھتا ہے

اس نماز (نماز تہجد) کے لیے عجب

اپنے لیے نہیں اٹھتا، محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے اٹھتا

ہے۔ اس عمل سے خوشنودی اللہ تعالیٰ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے باقی

باقی ہے۔ محبت صورت کے اعتبار سے بھی محبوب کے ساتھ ہے اور معنوں کے

اعتبار سے بھی محبوب کے ساتھ ہے۔

محبوب کی صورت کیا ہے۔؟ رات کو اٹھنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی

کے لیے صورت کے اعتبار سے اور وقت کے اعتبار سے۔ صورت کے اعتبار سے

دیکھنا اللہ تعالیٰ کو اور معنوں کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنا محبوب کو کہ کو نہ

محبوب عجب کو دیکھتا ہے اور محبت محبوب کو دیکھتا ہے۔

نماز حقیقت۔ ہر وقت با وضو رہنا محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے

اور پاک رہنا اللہ تعالیٰ کے لیے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

محبوب کے لیے اور درود پاک کو ادا کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے۔

بزرگان دین فرماتے ہیں مخلوق خائے اعمال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ

اللہ کے ہو کر رہنا، یہ مومن کی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے سلوک کرنا یعنی

ایمان ہے۔ سلوک یہ سلوک کا مقام ہے۔ (میر تقی میر نے تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں)

الہی! میں تیرا بندہ ہوں اور تجھی سے مدد چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہنا اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا بندہ رہنا۔

سب تعریف اللہ سے اللہ تعالیٰ سے حمد و ثناء ہو۔

۱۔ بے اللہ سے راضی ہو تو اللہ ہمارے بھر دینی ہو  
 ۲۔ اللہ کو اپنا بنا لو۔ ۴۰۔ پھر وہ خدا ہو جائے گا۔

بندے کی تعریف کی ہے ؟ " اللہ " ہاں اللہ سے بندہ اس کا اور  
 کچھ نہیں جانتا جس بندے کا یہ مقام ہوگا اللہ اس کا ہوگا اور وہ اللہ کا ہوگا۔  
 چنانچہ ہمارا کھانا پینا سونا جاگنا رہنا اور مٹی یا یہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے ہوگا۔ لہذا اور دنیا۔ اللہ تعالیٰ سے ہوگا۔ انسان کے وجود میں دو مقام ہیں  
 داتا اور ملکا۔ جرات اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو جاتا ہے وہ صورت کے اعتبار سے  
 بھی داتا ہو جاتا ہے۔ اور معنوں کے اعتبار سے بھی داتا ہو جاتا ہے۔ اس لیے  
 بزرگان دین فرماتے ہیں صاحبو! سوال مت بڑا جواب بڑا۔

بزرگان دین فرماتے ہیں۔ بندگی کی شرط یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جائے  
 پھر اللہ تعالیٰ بندے کا ہو جائے۔ عمل یہ ہے کہ ہر وقت پاک رہے اللہ تعالیٰ  
 کیلئے اور وقت ہر لمحہ کے محبوب کے لیے (صلی اللہ علیہ وسلم)

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ  
 الہی! ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے انعام فرمایا کیا۔  
 سیدھا راستہ کیا ہے ؟ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنا۔

۱۔ راستہ انعام والوں کا کیا ہے ؟ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 صفت دیکھنا اور وہ دیکھنا پاک بیخیا۔

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ (امین)  
 نہ ان کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ بھٹکے ہوئے (قبل کر)

بزرگان دین فرماتے ہیں غضب کن پر ہوا۔ جن چیزوں سے منع کیا ہے  
 ان ان چیزوں سے منع نہ رہنا۔ اس کے معنی غضب ہیں۔ کیونکہ حکم اللہ تعالیٰ  
 کا ہے۔ "منع" معام نہیں۔ امر کے تابع رہنے کے معنی انعام والوں کے لکھے ہیں۔  
 محبت جو منع کی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے، ان سے منع رہنا ہے۔ اور جن چیزوں  
 کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہاں کا رہنا رہنا ہے۔  
 ناظرین صاحبوں کو یاد رکھنا چاہیے اور مامنین صاحبوں کو نوٹ رکھنا

اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔

۱۔ کوئی لفظ کوئی فقرہ یا کوئی عبارت سمجھیں نہ آئے تو

چاہیے کہ کوئی لفظ کوئی فقرہ یا کوئی عبارت نہ جان سکے جسے اس سے پہلے  
 اپنے آپ کو جانا چاہیے۔ کیا جانا چاہیے ؟ جس جس تفہات کا علم ہو  
 حقیقتاً اسی وہ تعارف نہیں آیا ہوا۔ سالک اگر جان لینا چاہیے جسے جانتا ہے  
 اسے نہ جانتا ہے جسے نہ جانتے حال پر اس کو اللہ تعالیٰ پر حضور نے اللہ تعالیٰ  
 جس وقت علم عطا فرمایا تو پھر یہ مانا جائے گا۔ ناظرین کو اسی تجویز لگے  
 رہنا چاہیے۔ اس کتاب کے ہر لفظ کو صداقت کی آنکھ سے دیکھیں۔ جہاں بھی  
 جو صاحب اٹھا ہوا ہوگا۔ اسی راہ و روش سے وہ تمام انہیں نکل جائیں گی۔  
 دوری چلی جائے گی اور حضرات کا شرف عطا ہوگا بغیر (حضرت عبدالغنی بن فضل شاہ  
 صاحب طب عالم مظلہ العالی) کا اپنا ذاتی اور صفاتی کوئی زیر زبر لفظ نہیں  
 ہے۔ یہ سب امور صداقت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سچا ہے۔ اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پاک ہے اور اللہ تعالیٰ  
 کا کلام سچا ہی سچا ہی ہے۔ سچے پر ہی جلوہ گری کرتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا کلام  
 سچے کا سبھی شاہد ہے اور سچے کا بھی شاہد ہے جو اس کتاب کا لفظ ازیر ازیر نہ  
 جان سکے قرآن کریم کے مطابق یا حدیث پاک کے مطابق، اس پر عمل نہیں کرنا  
 چاہیے۔ بغیر جاننے کے جو صاحب عمل کرے گا وہ اپنے عمل کا آپ ہی دمر دار  
 ہوگا اور خود ہی جوابدہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ساری مخلوق سے رحیم ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس کا  
 کریم ہے۔ ماضی وقت بزرگان دین صاحب دین ہیں۔ مریں کی شان شہان  
 تسلیم ہے۔

تسلیم کیا ہے ؟ بغیر جاننے کے ماننا۔ حکم میں اللہ تعالیٰ نے جاننے کی  
 شرط ہی نہیں رکھی۔ اسی لیے محبت اپنی کوئی صورت نہیں رکھتا محبوب صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے نہ ذاتی اور نہ صفاتی۔ جس صاحب کی یہ صورت ہو یا وہاں  
 پر رنگ چڑھ جاتا ہے رنگ شہودی۔ جس صاحب پر رنگ شہودی پڑھ

اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔

جاتا ہے اس کی کثافت کی سب کیفیتیں علی جاتی ہیں اور لطافت کی صفیں عطا ہو جاتی ہیں۔ اور بعد عناصر سے گزر جاتا ہے عشق سے بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ایسے پتے عشق کو عشق ترک کیا جاتا ہے۔ عزیز کا مقام عطا ہو جاتا ہے۔ پتے صاحب کی تمام صفیں ملو گری کرنے لگ جاتی ہیں جس میں ان عمل میں یہ شان نزول ہو رہا ہو۔ عزیز صاحب کا رہنا ہے ہر مقام پر جب وہاں کوئی ایسی کتاب نہیں ملتا تو صاحب کے پیچھے بیٹ جاتا ہے۔ مرنے لگتا ہے۔ سالک کو کسوفی عطا ہو جاتی ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ ملو گری کرنے لگ جاتا ہے۔ صاحب جو جان لینا چاہیے عمل کو تفصیل نہیں ہے۔ رخ کو تفصیل ہے۔ ملک کو جانے میں تفصیل نہیں ہے مانے میں تفصیل ہے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ کو تفصیل ہے۔

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ بزرگان دین کے آنے کا منشا ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو غرض و غایت سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ داخل کرنا اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے طیب کرنا اور مجلس محمدی میں باریابی حاصل کرنا۔ طالب ہر وقت اللہ تعالیٰ سے پاک رہے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ با وضو رہے جو انسان غرض و غایت سے پاک ہو جاتا ہے وہ شریک تہ پاک ہو جاتا ہے۔ اور جو صاحب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے با وضو ہو جاتا ہے اُسے مجلس محمدی عطا ہو جاتی ہے۔ قرب آ جاتا ہے دوری ختم جاتی ہے۔ قول ہے بسم اللہ ادا ہونے لگ جاتی ہے اور اعمال سے بسم اللہ کا شرف عطا ہو جاتا ہے۔ دُعا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے غیر سے دور رکھے اور صاحب امر کے قریب کر دے۔ غیر سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے اور دیر پر رہے کا شرف عطا فرمائے۔ امین ثم امین

عام مخلوق کی بنیاد اربعہ عناصر سے ہے۔ خاص کی بنیاد اسمان کا مادہ امین

ہو اور زبان برائی سے پاک ہو۔ خاص انعام کی بنیاد۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت پاک رہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر وقت با وضو رہے۔

عشق کی تعریف۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت پاک رہنا جو ہر وقت پاک رہے۔ عشق اس کو عطا ہو جائیگا اور اس کی بنیاد عشق سے رکھی جائے گی۔ عشق کو عشق ترک کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے۔ انعام سے نبھایا جائے گا۔ شہادت کا رنگ چڑھایا جائے گا۔ رنگ شہودی۔ صدق کا پانی دیا جائیگا۔ خوشنودی کی ہوا دی جائے گی۔ پائنے کی گودھے کی۔ حکیم کا مقام عطا ہو جائے گا۔ ٹوں ٹوں میں دور چلایا جائیگا ازل کے ارادے سے۔ جو کرنے کے لیے خرم عطا کی جائے گی۔ طہارت کا نشہ چڑھایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں افضل بھی ہو گا۔ اہل بھی دی ہو گا۔ اکمل بھی دی ہو گا اور انور بھی دی ہو گا۔ حضرت امم علیہ السلام کو اوزار علم سے ہر شے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پیدائی اور محبوب کو اپنے لیے پیدایا۔

حال پر فقیر (حضرت پیر نور حضرت فضل شاہ صاحب۔ تعظیم عالم مظلوم) دوست مدت مدید سے گفت و شنید کرتے رہے۔ یہ کلام جو حال پر ہوا ہے۔ یہ حقیقت کلام کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے کیونکہ فقیر (حضرت پیر نور) علم کسب نہیں کرتا۔ جو بزرگان دین فرماتے ہیں وہ اللہ کے حکم سے فرماتے ہیں۔

جو صاحب علم کسب جاتا ہو اُسے صرف مشاہدہ تھا ہے۔ جو علم کسب نہ کرتا ہو اُسے مشاہدہ بھی ہوتا ہے اور اُس کے لیے عبارت بھی آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اُمّی کے لیے۔ مشاہدہ اور باریت و مقام میں۔

میر انعام۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے سامنے ساری کائنات کا ذرہ



ذوہ پیش نظر کرتا ہے اور مکمل ہوتا ہے، پائے مشاہدہ کرے۔ اس کا بدل ساری کائنات میں نہیں ہے۔ فقیر کا نقطہ ذیہ اور فطر کوئی ایسا نہیں ہے نعمت اتنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نعمت کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا ہوتی ہے محبوب کی طرف سے ہر شان نزول کے مطابق۔ شکر یہ قول ہے قول کا، اعمال سے اعمال کا، علم سے علم کا اور اخلاص سے اخلاص کا اور تقاضا بڑا عظیم ہے اپنے بندوں پر۔

جس وقت سب دوست گفت و شنید کرتے تھے۔ مدت مدید جو بچنے کے بعد بزرگان دین (حضرت پرنور) نے سب دوستوں کو فرمایا اگر یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ رکھو اور محافظ ہے اس کلام کا۔ اللہ تعالیٰ رکھنا چاہیگا تو اس کلام کو رکھنے والا مقرر کیا جائیگا حال پر۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت صوفی محمد زبیر صاحب اچھرہ شریف (لاہور ہایم انٹرنیشنل کو مقرر کیا۔ اہم العارفین (حضرت تلبہ صوفی صاحب) چھ مہینے تک کلام غلوٹ میں جمع کرتے رہے جو مملکت میں ہو رہا تھا۔ چھ مہینے کے بعد فقیر (حضرت پرنور) سے سب دوستوں کی طرف سے اجازت چاہی مملکت میں انکشاف کرنے کی کہ گروائی عطا کی جائے۔

بزرگان دین (حضرت پرنور) نے فرمایا کہ جس شہر میں دورہ ہوگا بزرگان دین کا، جو جو کلام ہوگا وہ آپ کو بھیج دیا جائے گا۔

اہم العارفین (حضرت صوفی صاحب) جمع کرتے رہے۔ حضرت غلام نبی صاحب حال پر بکھتے رہے۔ حضرت محافظ محمد زبیر لاہور اسلام صاحب کو اللہ تعالیٰ نے صیبا وہ مشاہد کے شاہ بن گئے۔

پاکستان کے تمام شہروں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بے حساب دلی اور اولیاء ہر وقت باوجود رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت پاک رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرتے ہیں اور وہ پاک میں مصروف رہتے ہیں۔ حال پر اللہ تعالیٰ نے

فقیر (حضرت پرنور) کو یہ شرف عطا فرمایا۔ یہ کل کی انتہا ہے۔ پاک۔ بلند۔ شرف۔ ابتدا۔ روح اور گمان نیک۔ رخ محبوب کا رخ یہ پانچوں مقام کل کے ہیں جس وجود شہو کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے یہ مقام عطا کر دیتا ہے وہ اس کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کل ہے۔ کل کے یہ پانچوں مقام جسے عطا ہو جلتے ہیں وہ کل۔ کل کل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ رحمان ہے۔ محبوب اس کی شان ہے جس کا یہ بیان ہے۔ پروردگار! اور بھی آسانی عطا فرما۔ کریم کریم اور ہر مقام پر مدد کر۔ الہی! میں تیرا بندہ ہوں اور تیری مہربانی کا امیدوار ہوں۔

حضرت پرنور صوفی اللہ علیہ وسلم آقائے گرامی ہر شے کی نشانی اور ہر حال میں محبوب پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی۔ آقائے نعمت! امجدن جو دروہا۔ سرچشمہ انوار الہی، ہر مقام پر میں و کرم۔

محبوب صوفی اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات کے لیے رحمت بنا کر صبا اور محبوب کی خاطر ساری کائنات کو بنایا۔ کائنات محبوب صوفی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے اور محبوب کو اپنے لیے۔ اس لیے جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صوفی اللہ علیہ وسلم کو چاہتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے محبوب کو جس بھی چاہنا چاہتے تاکہ ہم بھی چاہے جائیں۔

حضرت پرنور حضرت محمد رسول اللہ صوفی اللہ علیہ وسلم اور حضرت پرنور کے اہل اصحاب پر درود و سلام ہو۔ فقیر (حضرت پرنور) حضرت فضل شاہ صاحب قلعہ عالم نظرہ اعلیٰ نے طلبہ گاہ ماہ جن کو نسب از مند بنانے کے لیے اس کتاب کا نام "فاضل انوار الہی" رکھا

(حضرت پرنور) فضل شاہ قلعہ عالم  
(مظاہر العارف)

## بیانِ اجاب

حضرت خلیفہ محمد یوسف صاحب سراج اولیا حضرت مولانا محمد ولید صاحب سراج اولیا حضرت نیاز احمد ہر دم صاحب سراج اولیا یہ کم ہستی میں ہی رب اللہ والے ایک ہی تھے میں رہتے تھے۔ حضرت ہر دم صاحب اہد (حضور پر نور) فضل شاہ صاحب قطب عالم مظلہ العالی ایک ہی جگہ کھیل کھیلتے رہے۔ حضرت ہر دم صاحب نے حضور پر نور کا نام نہ ہی کسی میں "دور اندیش رکھا اور سب دیکھتے حضور پر نور کو "دور اندیش کے نام سے پکارتے تھے۔ خلیفہ محمد یوسف صاحب نے دور دراز کا چکر لگا کر سب لیوں غرقوں قطبوں اور دہانوں کے ساتھ میل جول کیا۔ میل جول ہونے کے بعد جب حضور پر نور سے میل جول ہوا تو آپ نے بیان دیا کہ :-

» صاحبو : سنو ! حضور پر نور کو اب حال پر اللہ تعالیٰ نے جزو کا مرتبہ عطا کیا ہے۔ جزو اعظم کا مرتبہ عطا کیا ہے اور کل کا مرتبہ عطا کیا ہے اس سے نائدہ اضافہ لیا چاہیے۔ حضور پر نور کے دربار تک ایک ہی عطا ہوئی عام کے ساتھ، خاص کے ساتھ اور خاص الخاص کے ساتھ۔ حال پر ایک ہی عطا ہو رہی ہے سب کے ساتھ «

حضرت خلیفہ محمد یوسف صاحب کو شاہد ہوا کہ :-

» جزو اور جزو اعظم ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ کن صدیوں کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حمایت ہوتا ہے۔ اور اب حال پر کل آیا ہوا ہے۔ کل کی تقسیم ہو رہی ہے۔ عام سے۔ خاص سے اور خاص الخاص سے ایک ہی تقسیم ہو رہی ہے «

اولیائے کرام، حضور پر نور حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم مظلہ العالی کے نام سے جلاتے ہیں۔ سراج دلی آپ کو میان فضل کریم کے نام سے جلاتے ہیں۔ غوث کب کو غوث الاعظم کے نام سے جلاتے ہیں۔ قلندر آپ کو قلندر اعظم کے نام سے جلاتے ہیں۔ داتا آپ کو داتا گرتا کے نام سے جلاتے ہیں۔ دیوں کا خزان ہے کہ آج تک سب داتا ہی آتے رہے ہیں اب داتا گرتا یا ہوا ہے حال پر۔ اسی طرح اولیا، اہل، غوث، اقطاب اور ابدال ایسے اپنے مرتبہ اور مقام کے مطابق حضور پر نور کو جلاتے اور اپنے اپنے مرتبہ و مقام کے مطابق نام دے جاتے۔

حضور پر نور کی حالت کسی سے لگا کر اب تک یہی رہی ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے جو سائل جواب دہ ہو گئے یا سزا دے کر گیا۔ سائل جو لینے آیا اُسے وہ بھی ملا اور اُس کے سوا بھی ملا۔ آپ کے دربار غوث شہیر ہو گیا اُسے اس قابل بنا کر واپس کیا جاتا کہ جس کے لیے وہ دعا کرے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں۔ اس کی بھی دعا قبول ہو۔ ہر وقت فیض کا دبار رکھلا رہتا ہے۔ تاہم آپ نے عام کے لیے رکھا ہے خاص کے لیے رکھا ہے اور خاص الخاص کے لیے رکھا ہے۔ حضور پر نور نے دنیا کوئی نام نہیں رکھا جس وقت مائل آئے اُسی وقت مراد پائے غوث اعظم کے در سے دنیا کے لیے شفا ہو رہی ہے اور دین کے لیے عطا ہو رہی ہے۔ مریض و قسم کے میں جسمانی مریض اور روحانی مریض۔ دونوں مقاموں پر ہی عطا ہو رہی ہے۔ بارہ سال تک حضور پر نور مقامی حالت پر رہے۔ حضور پر نور کے جنب کی یہ حالت تھی کہ سال پر جس مردہ کو دیکھتے وہ مردہ اللہ کے فضل سے زندہ ہو جاتا۔ اور حقیقت آما حقیقت دیکھ کر حضور پر نور کے دربار سے فیض پاتا۔ بزرگان دین نے فرمایا۔ بے حقیقت مردہ ہے اور حقیقت زندہ ہے۔ بے حقیقت روحانی مریض ہوتا ہے۔ مریض جنی صاحبوں کو لائق ہوتا ہے وہ جسمانی مریض ہوتا ہے۔ حال پر عارف دالا (ضلع شگرہ) میں حافظ محمد حسین صاحب ہیں۔ جو جہان نالی سے گزر چکے تھے اور ایک ہی لڑکا تھا پورہ ہی نبی بخش کا۔ اُس کے گزر جانے پر

تلاش کر کے نعرہ پر اُٹھے۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا۔ یہ مردہ نہیں ہے زندہ ہے۔ اسے سماع شنائی جائے۔ سماع شنائی گئی۔ وہ اللہ کے فضل سے زندہ ہو گیا۔ آپ کی کرامات (امامتِ انبی) کا یہ حال ہے کہ جو سائل اولاد و نرینہ کے لیے آتے ہیں۔ بچے کا نام سال پیسے۔ دو سال پیسے۔ تین سال پیسے اور چار سال پیسے لکھا جاتا ہے۔ اس کے لیے دعا کرتے ہیں، وہ بچہ عطا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ ان گنت بچے سائے بگتن میں موجود ہیں۔ زبان کو پاکی کا خطاب اللہ تعالیٰ نے انما بر عطا فرمایا ہے۔ جو بات حضور پر نور کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں منظور ہو کر فوراً عطا ہو جاتی ہے۔ آپ کی نگاہ پاک کا یہ اثر ہے جس کو متانی نگاہ سے دیکھتے ہو جتنا دور دیکھنا ہو جاتا۔ آپ کی محفل میں اکثر یہ حالت ہوتی تھی۔ ان گنت سنت تھے اور ان گنت مرمت بھی تھے۔ ہر وقت میلہ لگا رہتا ہے۔ دہار پر دیوانوں اور ستانوں کا۔ مخلوق بہت سے ایسے بچوں کو لاتی حقیقت پر نور کی حضور ہی جو ذریعہ الہرگ ہوتے ہیں بچے کے سر پر دست شفقت پھیلتے ساتھ ہی اس کا نام بدل دیتے۔ گھر والوں سے یہ خطاب ہوتا کہ جو تمہارا بچہ یاد تھا وہ بزرگانِ دین نے لے لیا اور اپنا تندرست تمہیں دے دیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسی وقت صحت ہونے لگ جاتی۔ تھوڑے ہی روز میں بالکل تندرست اور بار آور ہو جاتا۔ جو لوگ حضور پر نور کے دربار پر مصیبت زدہ۔ درود الہم میں گھرے ہوئے انسان آتے وہ اُسی وقت خیر و خوبی کی مراد لے کر جاتے۔

مالی جب پوئید لگا دیتا ہے پھل والے شجر کی پہلی صورت تبدیل ہو جاتی ہے۔ اُسی وقت وہی صورت عطا ہو جاتی ہے جس کا پوئید لگا یا ہے۔ ڈالی، پتہ پھول، اور پھل وہی ظہور میں آتا ہے جس کا پوئید لگا یا گیا ہے۔ مصیبت زدہ اور درد والہ میں گھری ہوئی مخلوق جس وقت حاضر ہوتی حضور پر نور اس کو پوئید لگا دیتے۔ حقیقتاً وہ انسان ہی نہیں رہتا۔ اس کی تقدیر بدل جاتی ہے۔ پیسے جو اس پر حکمِ اکھم ہوتے ہیں وہ نہیں رہتے۔ اللہ کے فضل سے۔ غرض و غایت سے پاک کر کے دہل کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اور مجالس محمدی کا شرف

عطا کیا جاتا ہے۔ وحدانیت کے دمنو کا شرف حضور پر نور عطا فرماتے ہیں اور حقیقت کی نماز کا سبق پڑھاتے ہیں۔ طالب اللہ تعالیٰ کے ساتھ دہل جاتا ہے اور محبوب علی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ با وضو ہوتا ہے۔ پہلے شریعت کا وضو اور نماز پھر طریقت کا وضو اور نماز اور پھر حقیقت کا وضو اور نماز یہ ہر وقت جاری رہتا ہے۔ اور ہر تمام بر فیض جاری ہے۔ مخلوق ہر قسم کا فیض آپ سے اٹھا چکے ہیں۔ ہر قسم کا فیض اٹھا لیتے ہیں حال پر اور ہر قسم کا فیض قیمت لے لیتے ہیں گے جو صاحبِ قرب جرائیں رہتے ہیں وہ بھی فیض اٹھا رہے ہیں اور جو دور دراز رہتے ہیں انہیں وہیں فیض پہنچ رہا ہے۔ دور دراز کے فیض کی کیا صورت ہے؟ پہلے محبت کی طرف محبوب کی طرف سے صفت آتی ہے وہ صورت وہیں آ جاتی ہے۔ معنوں کے اعتبار سے بھی ہر جگہ جلوہ گری ہو رہی ہے اور صورت کے اعتبار سے بھی ہر جگہ جلوہ گری ہو رہی ہے۔ یہ فیض گراں بزرگانِ دین کے دربار سے عطا ہو رہا ہے۔

حضرت قبلہ میاں خدابخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجالس سالانہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے دربار پر چکر لگاتے رہے۔ وہاں سے آپ کو تیز چلی ہونے کا خطاب عطا ہوا۔ حضرت شیخ عبدالحق اور سلیمان محبوب سبحانی قطبِ ربانی غوثِ صمدانی جیسے روضہ مبارک پر چالیس ابدال ہر وقت موجود رہتے ہیں اور جن حصوں پر تقسیم ہوتی ہے کسی کو جو وہ سال کے بعد فارغ کر دیا جاتا ہے۔ کسی کو کہیں سال کے بعد فارغ کر دیا جاتا ہے اور کسی کو چالیس سال کے بعد فارغ کر دیا جاتا ہے۔ جس عہدہ کا جس کو حکم ہو جاتا ہے وہ وہیں جا کر مخلوق خدا کو فیض پہنچاتے ہیں اور لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں دین اور دنیا کا حضور پر نور حضرت میاں خدابخش صاحب متراج ولی کو جانندہ شریف کا حکم ہوا۔ جانندہ شریف میں آپ کا دربار آباد ہو رہا تھا۔ تمام مخلوق آپ سے دین کا بھی فائدہ اٹھاتی رہی اور دنیا کا بھی فائدہ اٹھاتی رہی۔ حضور پر نور



حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم چودہ سال آپ کی خدمت میں روپیہ  
رہے اور وہاں سے قول کا انعام عطا ہوا، اعمال کا شرف عطا ہوا۔ علم کا نصیب  
عطا ہوا اور مخلص اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسن کی صورت سے آئینے لگ  
گیا ہر مقام پر۔ حقیقتاً یہ اللہ تعالیٰ کا افضل ہے اور بزرگان دین کی دعا و برکت  
ہر حال میں۔

حضرت فضل شاہ صاحب محبوب عالم قدس سرہ الغریب آپ کی ولادت  
اٹلی کا یہ حال تھا۔ اب حال یہ بھی پوچھی ہے کہ جس کو چہ دیا نہ میں جانتے صدق  
و صفا کی آپ پر ایسی چلنے لگ جائیں۔ توجیہ کا پرچم لہرانے لگ جاتا، اللہ تعالیٰ  
کی مخلوق غرض و غایت سے پاک ہو کر اللہ تعالیٰ سے واصل ہونے لگ جاتی۔  
بزرگان دین کے آنے کا منشا ادا ہو جاتا۔ بزرگان دین کے آنے کا منشا صرف  
یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو غرض و غایت سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ  
سے واصل کیا جائے۔ جو حضور پروردگار کے واسطے لگ جاتا ہے۔ اس کا دین  
پاک ہو جاتا ہے۔ جو صاحب حضور پروردگار کے قدم قدم ہو جاتا ہے۔ اسے مقام دوم  
عطا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور کی شرف  
عطا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سب محبوبوں کو خیر و برکت عطا فرمائے اور بزرگان دین کے نقش قدم  
پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اپنی رحمت سے۔ (دعائیں تم آئیں)

②

## بیانِ قادر

طریقہ قادری تین طریقوں پر ہے

پہلا طریقہ ——— زاہد کی قادری

دوسرا طریقہ ——— سروری کی قادری

تیسرا طریقہ ——— فاضل کی قادری۔ (جو حال پر ہو رہا ہے)

پہلا طریقہ — زاہد کی قادری  
نامہ ہی قادری یہ صوف اپنی ذات سے  
قلبی رکھتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ  
اپنی ذات سے بے نیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے کچھ نہیں چاہا۔ زاہد کی کامی  
بھی اگر اپنے لیے کچھ نہ چاہے تو اس کو تمام نانی اللہ عطا ہو جاتا ہے۔ فقیر جس  
وقت نانی اللہ ہو جاتا ہے۔ آگے اس کے بقا با اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مانوس  
ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔  
زہد کیا ہے؟ مَنْ عَمِلَ فَنَفْسُهُ عَصَا فَرَّطَ سَاجِدٌ۔ اللہ تعالیٰ  
پاک ہے انسان کو بھی اس (اللہ) کے لیے ہر وقت پاک رہنا چاہیے۔ وہ انسان  
اللہ کا ہو جاتا ہے اور اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہر  
دوسرا طریقہ — سروری کی قادری  
پر متکشف ہوا، جناب رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ اس مقام پر فرماتے ہیں بزرگان دین حال پر  
اللہ تعالیٰ دینے والا ہو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دلانے والے  
ہوں اور حاضر وقت بزرگان دین تقسیم کرنے والے ہوں۔ حضرت سلطان باہر

اللہ تعالیٰ نے فقیر (حضرت پرورد حضرت فضل شاہ صاحب طب عالم دہلہ تعالیٰ) کو  
بیشرف حال پر عطا فرمایا کہ مستقبل اس کا مستقبل ہے۔ حال اس کا حال ہے  
اور ماضی اس کا ماضی ہے۔ ماضی اس کا شاہد ہے۔ حال اس کا شاہد ہے اور مستقبل اس  
کا قریب کریم ہے۔ جس فقیر پر تینوں تمام آجائے ہیں وہ ابد القادر (عبدالقادر)  
ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اُسے قادر ہونے کا تزیین عطا فرماتا ہے چاہی  
رحمت ہے۔

فقیر (حضرت پرورد حضرت فضل شاہ صاحب طب عالم دہلہ تعالیٰ) کو جناب حضرت  
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوازا اس صورت سے خواب میں کہ سب نبی رسول صحابہ  
تابعین تابعین، غوث، نقیب، قلندر، ابدال، امام، ولی، ادیب، مؤمنین صالحین  
اور مسلمین جو پہلے ہیں اور جواب حال میں اور قیامت تک ہونے والے ہیں۔

سب جمع ہوئے۔ ساری کائنات میں سے ایک بزرگ مال پر حاضر تھے۔ چوتھار پور  
کے نزدیک پہاڑی پہاں کا منار ہے۔ شاہ نور مال فرماتے ہیں بزرگان دین ان کے ز  
چلنے کا لڑتے ہوئے پر نور رہی یہ اعلان ہو گیا کہ شاہ نور جلالی تھے حاضرین۔ جناب  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیر (حضرت پرورد) کو تخت مبارک پر بٹھایا۔ تاج مبارک  
اچھے ہاتھوں پہنے اور تمام حاضرین کو فرمایا کہ سب خاکرو اللہ تعالیٰ کے دربار میں

کہ اللہ تعالیٰ اس فقر کو ابد الکا بادیم ماری اور ساری رکھے۔ (آمین تم آمین)  
وہ تاج مبارک جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو عطا کیا اور جناب غوث الاعظم  
نے اپنے ہاتھ مبارک سے وہ تاج مبارک فقیر (حضرت پرورد) کے سر مبارک پر رکھا  
اور حاضرین ہونے کا خطاب عطا کیا۔ سب دعا کر رہے تھے۔ حضور پرورد صلی اللہ  
علیہ وسلم اپنے امین امینوں سے تخت کو اشارہ کر رہے تھے اودہ آسمان کی  
طرف بلند ہوئے گئے۔ پھر آپ نے اشارہ کیا پھر بلند ہوا۔ پھر آپ نے اشارہ کیا  
پھر بلند ہوا۔ اسی طرح اشارہ اللہ حضور پرورد صلی اللہ علیہ وسلم نے لہذا کی وجہ  
شرف عطا فرمایا ہے وہ قیامت تک بلند ہوتا رہے گا اور قیامت کے بعد بھی

کو مقرب کیا گیا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ سرور ہونے کا  
اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام عطا کیا۔ سرور نے جناب  
غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو سرور کا علم عطا فرمایا اور حضرت سلطان باہو کو  
اس سروری کی نصیب کرنے کی اجازت دی حال پر۔ زاہدی قادری زہر کرے  
اپنے آپ سے تو زاہدی قادری ہو جاتا ہے۔ اور سروری قادری زہر کرے اپنی  
خلوت سے اور خلوت سے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنا ثبوت پیش کیا سب  
کچھ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنایا۔ اپنے لیے کوئی شے نہیں بنائی یہ ذاتی  
زہر ہے۔ چاہت کی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی کوئی چاہت نہیں رکھی یہ  
صفائی زہر ہے۔ جس کو زہر ادا کیا فرماتے ہیں بزرگان دین۔ اللہ تعالیٰ نے  
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات سے بھی پاد رعایت کیا اور صفات سے  
بھی پاد رعایت کیا۔

زاہدی اپنی ذات کے لیے کچھ نہ چاہے تو زاہدی قادری ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ  
نے سرور بنایا محبوب کو (صلی اللہ علیہ وسلم) جو اللہ تعالیٰ کے محبوب کو  
چاہے گا اُسے سروری قادری ہونے کا خطاب عطا ہو جائے گا۔ پہلے زاہدی  
قادری ہوتا ہے۔ اس کے بعد سروری قادری ہوتا ہے۔ اس کے بعد مصلی قادری ہوتا  
ہے۔ یہ تینوں مقام ہر وقت جاری رہتے ہیں سروری قادری کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت  
عطا فرمائی۔ اس لیے ماضی قادری ہونے کا خطاب عطا فرمایا حال پر۔

فاضل قادری کیا ہے؟ سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کن  
معنوں سے قادر ہے؟ اللہ تعالیٰ ان معنوں  
سے قادر ہے کہ مستقبل کا مالک اللہ تعالیٰ حال کا بھی مالک اللہ تعالیٰ اور ماضی کا  
بھی مالک اللہ تعالیٰ۔ یہ تینوں زمانے اللہ تعالیٰ کے حکم میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ابد  
سے قادر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے قادر ہوتا ہے وہ بھی ابد سے قادر ہو جاتا ہے۔  
اسی لیے حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو ابد القادر (عبدالقادر) فرماتے ہیں۔

عبدالرحیم

پہلا اشارہ — نامہ قادی — دوسرا اشارہ — سروری قادی اور  
تیسرا اشارہ فاضل قادی — اس لیے اب فقیر (حضور پر نور حضرت فضل شاہ  
صاحب طب عالم مظلعا علی) کو حال پر اشارے قائل نے کل ہونے کا خطاب فرمایا۔  
نامہ قادی — ہر وقت اشارے قائل کے لیے پاک رہنا  
سروری قادی — اشارے قائل کے لیے ہر وقت پاک رہنا اور سرور (صلی اللہ علیہ وسلم)  
کے لیے ہر وقت با وضو رہنا۔

فاضل قادی

(۱) اشارے قائل کے لیے پاک رہنا اور سرور کے لیے با وضو رہنا۔

(۲) اشارے قائل کے نام کو ثبت ذکر تا اور ذکر میں مشغول رہنا۔

(۳) درود پاک میں مصروف رہنا۔

یہ تین مقام حقائق کی انتہا ہیں اور دو مقام حقائق کی استہدائیں۔

(۱) سالن کا ہاتھ امین ہو۔ (۲) اور زبان برائی سے پاک ہو۔ جس مبارک  
وجہ میں یہ پانچ مقام آجائیں گے وہ صاحب اللہ کا ہو جائے گا اور اللہ اس کا ہو  
جائے گا۔ وہ بزرگان دین کی صف میں شمار ہو جائیگا۔ قیامت کے دن بھی پاک  
اٹھایا جائے گا اور بزرگان دین کی صف میں سے با وضو اٹھایا جائیگا۔

یاد رکھنا چاہیے ہر صاحب با وضو مہربا ہے وہ کسی مردان خدا کی تلاش  
میں رہے مردان خدا جس کا وضو کرادیں گے، وہ اشارے قائل کے دربار میں  
منظور ہو جائیگا۔ کیونکہ پاک ہونا دعویٰ ہے جس دعویٰ کا کوئی شاہد نہ ہو وہ  
دعویٰ قابل سماعت نہیں ہے۔ اسی تمام پر حضرت سلطان باؤڑ فرماتے ہیں:-

”جو پاک بن پاک کسی سے سو پاکی جان پلیدی ہو“

مردان خدا جس کا وضو کرادیں گے، اس کے وہ شاہد ہو جائیں گے۔ جس نے  
وضو کر دیا ہے اس کا پہلے کسی نے وضو کر دیا ہے مردان خدا نے۔ وہ اس کا

شاہد ہے۔ جس نے اس کا وضو کر دیا ہے اس کا پہلے کسی مردان خدا نے وضو  
کر دیا ہے۔ وہ اس کا شاہد ہے۔ بغیر

تیمہ کی ہر کا ۹ اشارے قائل کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم شاہد نہیں گے اس پاک جماعت  
کے اور اشارے قائل شاہد ہے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ وہ ایک پاک بندہ  
کی لای برائی اور ہی بزرگان دین کی صف ہوگی۔

صراط مستقیم۔ یہی راستہ ہے سیدھا سچا اشارے قائل نے پسند فرمایا اپنے  
محبوبوں اور محبت کے لیے۔ وہی ہیں راہ دلسا اور راہ ان کا۔

اشارے قائل ساری کائنات کو سیدھے راستے پر پہنچے کاشف عطا فرمائے  
اپنی رحمت سے اور بزرگان دین کی دعا و برکت سے۔ (آمین)

حال پر اشارے قائل نے حضرت معروف کرخی کی تمام سبب کاشف عطا  
فرمایا فقیر (حضور پر نور) کو۔ معروف کرخی قادی۔ سری سقنی کو سرور صلی اللہ علیہ وسلم

نے مکہ مکرمہ کو معروف کرخی کے پاس چلے جاؤ۔ جناب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ  
نے کرمانی میں حاضر ہوئے۔ سری سقنی کو بھی قادی ہونے کا مقام عطا ہے۔ معروف

کرخی (حضور پر نور حضرت میاں خدا بخش صاحب) چالیس سال حضور پر نور  
غوث الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر چکر لگاتے رہے۔ چالیس ابدال ہر وقت

حضور غوث اعظم کے روضہ مبارک پر حاضر رہتے ہیں جس کا وقت پورا ہوتا ہے  
اسے ایک عہد رعایت ہوتا ہے۔ چالیس سال کے بعد معروف کرخی کو مکہ ہوا

کہ وہ جالندھر تشریف میں قیام کریں۔ جالندھر تشریف کے نزدیک ایک مقام تھا جس  
کا نام سید کبیر تھا۔ اویس نے کرام کے وہاں مزارات تھے وہاں آپ کا سکون تھا۔

سری سقنی (حضور پر نور حضرت فضل شاہ صاحب طب عالم مظلعا علی) چودہ سال  
ایک معروف کرخی حضرت میاں خدا بخش صاحب کی خدمت میں رہے۔ وہاں سے

چار مدارج عطا ہوئے۔ قول، عمل، علم اور انصاف۔ حضرت معروف کرخی نے  
سری سقنی کو ہونے کا فقیر (حضور پر نور) کو خطاب عطا فرمایا اور ساتھ ہی بلال عا در



ہونے کا خطاب عطا کیا۔ آپ صلوا کے لیے سجدہ کرکے اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ حضرت میاں غلام بخش سراج ادا کرتے۔ جو صاحب حضور پر نور (حضرت میاں صاحب) کی خدمت میں حاضر ہوئے، اللہ تعالیٰ کے لیے کہ اس کو خدا بخش دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے وقت پاک ہے۔ جو صاحب اللہ تعالیٰ کے لیے جو بزرگوار دین پاکس جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لیے پاک ہو جاتا ہے۔ جو اللہ کے لیے پاک ہو جائے وہ اللہ کا ہے۔

بزرگان دین کے ہاں میں تین عوارج ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ خاصاً انہیں  
 کا عوارج یہ ہے کہ وہ اللہ کے لیے بزرگان دین کے پاس جاتے ہیں۔ خاصاً کا عوارج  
 یہ ہے کہ وہ دین کے لیے بھی جاتے ہیں اور دنیا کے لیے بھی جاتے ہیں اور عوام کا عوارج  
 یہ ہے کہ وہ صرف دنیا کے لیے جاتے ہیں

سبب دنیا - عام کے لیے سبب دنیا ہوگا۔ خاص کے لیے سبب دین ہوگا  
اور خاص انہی کے لیے سبب مولا ہوگا۔ جس سبب کا نتیجہ رب مودہ سبب مل  
ہے اور جس سبب کا نتیجہ دنیا مودہ سبب ناقص ہے۔

جب سے انسان پیدا ہوئی ہے قاعدہ کلیہ یہ رہا ہے کہ مصیبت زدہ انسان ہر گناہ جن کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور سب دنیا کے کرتا ہے۔ ہر گناہ میں اُن کے لیے دو حکم کرتے۔ اللہ تعالیٰ پر لگاؤ ایسا کہ اس کی مشکل حل ہو جاتی۔ اب حال پر یہ سو رہا ہے۔ پہلے مصیبت زدہ انسان کے لیے دو دعائیں غیر کہ جاتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یہ دعا کی جاتی ہے کہ اللہ یہ تو سب دنیا کے کر گیا۔ اس کے سبب دنیا کو بھی آسان کر دے اور جو کچھ میں عطا فرما ہے اُس میں سے بھی دینے کا حکم صادر فرما دے اور اس کو اس تعاقب نداد سے جس کے لیے یہ صاحب دُعا کرے اُس کی بھی ضرورت ختم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے خالق پر فقیر (مستحق) فرمودہ کہ تو شرف عطا فرما دے سب دنیا پر دین ہو اور اموال ہو سب کے لیے ایک ہی فقیر ہو رہی ہے۔ حکم سے خاص بن جاتا ہے اور

اس سے خاص النماص بن جاتا ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ کرمان میں پہلے اشد قتلے کی آیات پڑھتے ہیں۔ یہاں  
کرم میں اور پھر کتب اور محکمات کا علم حاصل کرتے ہیں۔ معروضہ کرمی حضور پر نور  
العلیہ السلام علیہن الطیبین قطب المصطفیٰ کامل اکمل حضرت میاں صاحب بخش حبیب الرحمن کرمی  
کرمی سرور الغزیز کرمسری شعلی (حضور پر نور فضل شاہ صاحب ذلہ العالی) کو  
حاصل معلومات میں جب علم منظور ہوتا تھا میاں فضل کرمی کے نام سے بلاتے —  
اور حضور کرمی شعلی کو فضل شاہ قطب عالم کے نام سے بلاتے۔ اور اباحقر  
کرمی شعلی کو فضل دین کے نام سے بلاتے۔ تھیں۔ حضور کرمی شعلی کو  
الاعظم اعظم کے نام سے بلاتے۔ تمام دی۔ اولیا غوث قطب اور ابدال  
مجاہد اہل انواروں سے اپنے اپنے سرچے اور اسم کے مطابق حضور کرمی شعلی  
(حضرت فضل شاہ صاحب) کو بلاتے اور نامہ اٹھاتے۔ وقتی بھی نامہ اٹھاتے  
اور وہ بھی نامہ اٹھاتے۔

دوسری تعلق ایک تمام کام ہے اور تمام ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ تمام دائرہ  
کے لیے بنائے ہوئے حکم سے آتے جاتے ہیں۔ کسی نام کا انسان جو جب دوسری تعلق  
تمام چلا جاتا ہے پھر کسی تعلق جو رہتا ہے۔ قیامت تک یہ مقامات جاری رہیں گے۔  
نام پہلے ہی کے کہیں کہیں مابعد کو تفریق دھندلے کے عطا ہوتا ہے۔ جس زمانے  
میں صاحب اس تفریق پر جاتا ہے اسی کے تمام عطا ہو جاتا ہے۔ اور اس تمام کے  
اس میں ہوتا رہتا ہے۔

اولیاء حضرت سرکشی تھی (حضرت پرنور رضی اللہ عنہ صاحب قسط عالم نظر الدیالی)  
 راضو ہوتے اور اللہ تعالیٰ سے پاک رہنے کا وعدہ فرماتے یہ وعدہ وعدائے  
 اللہ ہے اور یہ وضو بھی واصلیت کا حصو ہے یہ پاک بھی واصلیت سے  
 اللہ کے محبوبیت کے مالک سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کا غار و مضائقے اور  
 اللہ تعالیٰ کا نام کو فیکر کرنے کا وعدہ فرماتے یہ وعدہ واصلیت کا وعدہ ہے۔

اس عمل سے بندہ اللہ کا ہوجاتا ہے اور مدد پاک میں مصروف رہنے کا شرف عطا ہوجاتا ہے۔ یہ انعام وصالیت کا انعام ہے۔

مالک کے لیے متقبل قسیم ہے۔ مال بہت ہے اور مال بھی کاشگریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جس صاحب پر یہ تینوں تمام آجاتے ہیں وہ منوں کے اعتبار سے بھی قادر ہو جاتا ہے اور صورت کے اعتبار سے بھی قادر ہو جاتا ہے۔ صاحب مال جو وقت حال کو تسلیم کر لے اور پھر وہ عبدالقادر (ابوالقادر) ہو جاتا ہے۔ اسی لیے جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں: اشد قسما ان منوں سے قادر بنے۔ مشکل اس کا مبارک کرنا ہے حال کو نعمت بنا کر مضرب علی اللہ علیہ وسلم کو عطا کرنا ہے اور اسی کو جو بک شکر ہے۔ اشد قسما تینوں زلفوں پر قادر ہے ان منوں سے قادر ہے اور ابد سے قادر ہے متقبل پر قادر۔ حال پر قادر اور ماضی پر قادر ہے۔

سلاک کے لیے متقبل اندھے کے لیے پاک بننا اور اندھے کے محبوب  
صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باضو رہنا ہے۔ اندھے کے پاک بننا یا پیغمبر ہے اور  
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باضو رہنا یا پیغمبر ہے۔ اندھے کے ذکر میں  
مشغول بننا یا اعمال درمال سے درو پاک میں معروف دنیا سے علم اور علم سے۔  
درو پاک علم سے صنعت و شاعری علم ہے۔ کیونکہ اندھے کے علم کو ذرشتہ  
نہیں جانتا۔ عبودیت پر اپنا عطا فرما۔

جس بندے اپنے کو اللہ تعالیٰ میں تمام عطا فرمادیتا ہے وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔

اندر تعلق ابد سے قادریہ جو اللہ تعالیٰ سے قادر ہوتا ہے وہ بھی ابد سے قادر ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس کو عبد القادر (ابو القادر) کہتے کا خطاب مل جاتا ہے اور اب قیامت تک عبد القادر ہی کہتے ہیں گے۔

صاحبو! جان لینا چاہیے جس ماضی کا حال شاید نہ ہو گا وہ ماضی ستیا

ثابت نہ ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ جس صاحب کو حال عطا کرتا ہے۔ اسی میں اس کا  
 شہرہ ہو جاتا ہے اور وہ صاحب اسی کا سرفراز اور اگر اسے حال سے ناامد  
 اٹھاتا ہے اور مستقبل اس کے لیے نعت ہے تو قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ نعت جس  
 وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عیادت ہو اور پہلے جو صلہ پر نعتیں عطا ہو چکی  
 ہیں۔ ان کا شکریہ ادا کیا جائے یہ نعت کا شکریہ ہے۔ نعت کا شکریہ ادا  
 ہو تو نعت کی بکرت برقرار رہتی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی طرف واپس منی جاتا  
 ہے اور انسان کے ہاتھ میں صرف ات جیت ہی رہ جاتی ہے۔ یہ حقیقت  
 ہو جاتا ہے نہ وہ اپنی بات سے آپ ناامد اٹھ سکتا ہے اور نہ کوئی دوسرا عیاضی  
 اس سے ناامد اٹھ سکتا ہے۔

صاحبو! قول کا شکریہ قبول سے ادا کیا جاتا ہے۔ اعمال کا شکریہ اعمال سے ادا کیا جاتا ہے۔ علم کا شکریہ علم سے ادا کیا جاتا ہے اور اخلاص کا شکریہ اخلاص سے ادا کیا جاتا ہے۔ اخلاص خاص۔

قول سے شکریہ — اللہ تعالیٰ کا نام کوہنہ کرو۔  
اعمال کا شکریہ — جو اللہ تعالیٰ نے عمل دیا ہے اس کے راستے  
میں خرچ کرو۔

علم کا شکر کیے۔ ————— جو اللہ تعالیٰ نے علم حقیقی عطا فرمایا ہے۔  
اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو علم عطا کرو۔ علم الہی!  
اندام کا شکر کیے۔ ————— خالص رہو اپنی ذات کے ساتھ اور غیور  
رہو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ۔

زندگی کی شرط یہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا بندہ اللہ تعالیٰ کی زندگی گزارتا ہے۔  
 وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جائے تو زندگی ہے ورنہ نیک عادت رہیگی۔ قول می  
 کا، اعمال کی صورت نہ ہوگی۔ قول بھی وہ قول جس کی برکت اللہ تعالیٰ  
 طرف واپس مہیا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سب صحابوں کو قربِ جوار کی نعمت عطا فرمائے۔ دوسری سے دور رکھے جس طرح اپنے پیادوں کو دور رکھا اپنی رحمت سے باوجود ضروری کائنات عطا فرمائے اپنی رحمت سے اور بزرگانِ دین کی دعا و برکت سے۔ 'امین ثم امین'۔



۳

## بیانِ نیت

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

نیت ہر ایک انسان کی حقیقت ہے اور حقیقت حق سے تسبیح رکھتی ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت پاک رہے تو یہ خلوت کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر وقت با وضو رہے تو یہ خلوت کا زمانہ ہے اس زمانہ پر ہم رہے بزرگانِ دین کی ادویہ زہد و انبیاء ہے۔ جس صاحب پر یہ دونوں مقام آجاتے ہیں۔ وہ صاحبِ زہد و انبیاء ہو جاتا ہے۔ جو صاحب اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت پاک رہے اسے زہدِ غایت ہو جاتا ہے اور جو صاحب اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر وقت با وضو رہے اسے زہد و انبیاء عطا ہو جاتا ہے۔ اسی صورت سے خلوت کی صورت سے ذکر کرے تو یہ ذکرِ ثانی ہے اللہ تعالیٰ کے نام کو لبس نہ کرے تو یہ ذکرِ ثانی ہے۔ جو صاحب ذکر میں ہر وقت مشغول رہے اس صورت سے اس مشغولی کو فارغ کر دیا جاتا ہے۔ فارغ اللہ تعالیٰ کے لیے اور مشغول بزرگانِ دین کے واسطے۔ دود پاک میں مصروف رہتا یہ اس کا انعام ہے۔ بزرگانِ دین کے دوستوں کے ساتھ دوستی ہو سکے اور ان کے متعلقین سے باادب رہتا یہ اس کا فرمان ہے فرمان اللہ تعالیٰ کا۔

محب کا عمل قول کی صورت میں بھی ادا ہو رہا ہے اپنے لیے اور عمل کی صورت سے ادا ہو رہا ہے خلقِ اللہ کے لیے۔

یہ زمین تمام (پاک و با وضو۔ ذکر و دود پاک) گل کے ہیں اور یہ انتہائی گل کے تمام ہیں مانتا ہی گل کے دو تمام ہیں۔



مسلمان کا ہاتھ این مواد زبان برائی سے پاک ہو۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو این ہونے کا خطاب عطا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور آپ کی زبان مبارک کو پاک کا انعام عطا کیا اللہ تعالیٰ نے جس کا ہاتھ این ہوگا دل بھی اسی پاک ہوگا ورنہ دل کے پاک ہونے کی اور کوئی صورت نہیں۔

صاحبو! دیکھو غور کر کے جس کا ہاتھ پاک ہو جائیگا۔ اس کی نیت درست ہو جائے گی۔ جس کی نیت درست ہو جائیگی اس کا عقیدہ درست ہو جائیگا۔ جس کا عقیدہ درست ہو جائے گا اس کا اعمال درست ہو جائیگا۔ حقیقتاً نیت جو ہے یہ عموماً کی زمین ہے۔ جس کی نیت اچھی ہوگی اس کی زمین اچھی ہوگی اس کا بیج ادر پھل بھی اچھا ہوگا۔ بجز زمین میں کتنا ہی اچھا بیج ڈالو وہ بار بار نہیں ہوگی۔ اس لیے مسلمان کا ہاتھ این مواد زبان برائی سے پاک ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لیے پاک رہے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے با وضو رہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کو بند کرے اور درود پاک کو ادا کرے۔ وضو اور نسا ز کے تین تمام ہیں۔

ماہی بیچ دیئے۔ خاص منٹ دیئے اور خاص انعام ہر دیئے۔ محبت ادب کا لال ہے۔ اور علم تقسیم کی زبان ہے علم الہی۔ جس علم کے معنی جاننے کے نکلتے ہیں۔

نیت وہ ہے جو حق کے ساتھ تعلق رکھتی ہو۔ علم وہ ہے جو حقیقت کے ساتھ تعلق رکھتا ہو حقیقت بزرگان دین۔

علم حسن ہے اور محبت صحت ہے۔  
حسن کیا ہے؟ گمان ملک رکھو۔  
صحت کیا ہے؟ نیت نیک رکھو۔  
برہان نیت — نور — اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نور اتر رہا ہے۔

سب کے لیے ایک ہی اندر رہا ہے۔ نور کی قیمت نیت پر ہر دہی ہے۔ وہی نور مسلمان کو مسلمان ہونے کی بندی عطا کرتا ہے۔ وہی نور عموماً کو عموماً ہونے کی بندی عطا کرتا ہے۔ وہی نور اس کی نیت کھڑی ہے۔ وہی نور اس کو کافر ہونے کی نیت منقوت کی ہے۔ اس لیے وہی نور اس کو منافق ہونے کی بندی عطا کرتا ہے۔

اس لیے مسلمان کی خلوت کی صورت سے بھی نیت ٹھیک ہونی چاہیے اور خلوت کی صورت سے بھی نیت ٹھیک ہونی چاہیے۔ نیت ایک حقیقت ہے جس کی نیت ٹھیک ہوتی ہے وہ ٹھیک ہو جاتا ہے اور جس کی بری ہوتی ہے وہ بُرا ہو جاتا ہے۔

اچھا اعمال اچھی نیت سے بنتا ہے۔ بری نیت سے اچھا اعمال بھی بُرا ہو جاتا ہے اس کے لیے۔ اللہ تعالیٰ سب ماحول کو بری نیت سے محفوظ رکھے اور اچھے اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ بزرگان دین کی دعا و برکت سے۔ آمین

نوٹ!

صاحبو! آخرت میں جو انعام ملنے والا ہے اس کا ذائقہ چکھنا جو تو دنیا میں ہی چکھ لیتا تو تاکہ سرخرو ہو کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔ انعام کیا ہے؟ ساری کائنات راحت کی خواہاں ہے۔ راحت سوائے درد کے کسی مقام پر نہیں ہے نہ ساری کائنات میں کوئی صاحبِ ثبات کر سکتا ہے نہ کہ راحت سوائے درد کے کسی مقام پر ہو۔

## بیانِ ایقان

جو صاحبِ اللہ تعالیٰ کے لیے پاک ہو جاتا ہے وہ معنوں کے اعتبار سے وحدت کو قبول کر لیتا ہے۔ اور جو صاحبِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے با وضو رہتا ہے وہ سترِ وحدت کو قبول کر لیتا ہے معنوں کے اعتبار سے بھی اور وحدت کے اعتبار سے بھی۔ جو صاحبِ وحدت کو قبول کرتا ہے اس کا ساتھ اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہو جاتا ہے۔ جو سترِ وحدت کو قبول کرتا ہے اس کا ساتھ سترِ وحدت کا ساتھ ہو جاتا ہے۔

سترِ وحدت کے ہاتھ کو تمام کیا ہے؟ آمین

جو صاحبِ اللہ تعالیٰ کے لیے پاک ہو جاتا ہے اس کی بسم اللہ جو ماتی ہے اللہ تعالیٰ سے۔ جو صاحبِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے با وضو رہتا ہے اس کی بسم اللہ جو ماتی ہے۔ اس صاحب کی بسم اللہ ہر مقام پر معنوں کے اعتبار سے بھی اور وحدت کے اعتبار سے بھی جاری رہتی ہے۔

(۱) جو صاحبِ اللہ تعالیٰ کے لیے پاک ہو جاتا ہے وہ صاحبِ ایمان ہو جاتا ہے۔

(۲) جو صاحبِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے با وضو رہتا ہے وہ

صاحبِ ایقان ہو جاتا ہے۔

(۳) جو صاحبِ اللہ تعالیٰ کے نام کو غنہ کرتا ہے وہ صاحبِ عرفان ہو جاتا ہے۔

(۴) اور جو صاحبِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ثنا کرتا ہے اور

درد و بیعتا ہے وہ صاحبِ فرمان ہو جاتا ہے۔ فرمان اللہ تعالیٰ کا۔  
کل کے یہ چار طبعی مقام ہیں اور صفاتی پانچ ہیں۔  
صفات کی استبداد۔ (۱) مسلمان کا تقدس امین ہو۔ (۲) مسلمان کی زبان پاک ہو۔

صفات کی انتہا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے پاک رہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے با وضو رہے۔ (۳) اور

اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرے (۴) اور

اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ثنا کرے اور درود بھیجے۔ (۵) (۳۰)

جس صاحب سے میں۔ تو تمام ایمان کے چار طبعی اور پانچ صفاتی۔  
اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی جو جانیگا۔ جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی جو جانیگا۔  
وہ صاحبِ سچائی سے کل کی جو جانیگا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ وحدت ہے

محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) سترِ وحدت ہے۔

شرعیات کا وضو اور نماز یہ جزو ہے طہارت کا وضو اور نماز یہ جزو اعظم ہے حقیقت کا وضو اور نماز یہ جزو ہے۔

یہ جزو بھی بزرگانِ دین کا جزو ہے۔ یہ جزو اعظم بھی بزرگانِ دین کا اعظم ہے اور کل بھی بزرگانِ دین کا کل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی جماعت فرشتوں کی جماعت ہے اور پاک جماعت ہے۔  
اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت عبودیت کی جماعت ہے۔ فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرتے ہیں اپنے لیے ذاتی۔

عبودیت کیلئے؟ اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کیا جائے۔  
محبوب کی جماعت معنوں کے اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنا چاہا اور وحدت کے اعتبار سے بھی بلند کرتی ہے۔

اس لیے مومن پر جہاد ہر تمام پر فرض رہتا ہے اور ہر وقت فرض رہتا ہے۔ پیارو! شریعت کا جہاد وہ وقتی ہو تا ہے وہ عظیم رکھتا ہے نفس کا جہاد یہ عظمت رکھتا ہے اور نفس کے جہاد کو بزرگان دین جہاد کہہ فرماتے ہیں۔ اولیٰ کا نفس جس وقت عزیز تر رکھتا ہے اس کا جہاد اسی وقت اس سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے اولیٰ عظمت رکھتا ہے۔ جو نفس بزرگان دین کی طرف رکھتا ہے اُسے جہاد کہہ غایت ہو جاتا ہے جس صاحب پر یہ تینوں تمام آجاتے ہیں وہ صاحب اللہ کا ہو جاتا ہے اور اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

جو صاحب اللہ کے لیے پاک ہو جاتا ہے وہ عاشق ہو جاتا ہے۔ جو صاحب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے با وضو رہتا ہے اُس کو عشق عطا ہو جاتا ہے اور اس عشق کو عطا لک جاتی ہے۔ اس عطا میں خطا نہیں ہے۔ پیارو! بس لو ساری کائنات میں اس کا بدل نہیں ہے۔ کائنات

میں رہے تو اس بن چھکارا بھی نہیں۔ اس لیے سب صاحبوں کو فوراً اللہ کی پاکی کو قبول کر لینا چاہیے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جو ہر وقت با وضو رہنے کی ہے اس کو بھی قبول کر لینا چاہیے۔ یہ رحمت و برکت کی لوث ہو رہی ہے۔

(۵)

## بیان حقوق العباد

ہر وقت اللہ تعالیٰ کے لیے پاک رہنا؟  
اللہ تعالیٰ سے پاک رہنا اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہر کر رہنے کے معنی نکلتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ با وضو رہنے کے معنی بالانبات کے نکلتے ہیں۔ پانچ وقت کا وضو اور نمازیہ شریعت کا وضو اور نماز ہے۔ سات وقت کا وضو اور نماز یہ طریقت کا وضو اور نماز ہے۔ مہم پنج دیے۔ خاص ست دیے اور خاص النہم ہر دیے۔

وضو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر وقت اور نماز اللہ تعالیٰ کے لیے پاک رہنا اللہ تعالیٰ سے اس پاکی کو ادا کرنا مخلوق اللہ سے مخلوق اللہ ہے جس وقت یہ عمل ہو وہ اس پاکی کی ریت ہر وقت بندھی رہتی چاہیے اور بزرگان دین کا ساتھ ہر ملکہ ساتھ رکھنا چاہیے۔ وضو کے ساتھ جو وضو کے ساتھ ساتھ ساتھ رہتا ہے اُسے بزرگان دین کا ہاتھ غایت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا اللہ عطا کیا۔ اس ہاتھ کو اللہ تعالیٰ نے امین ہونے کا خطاب عطا فرمایا اور اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کو پاکی کا خطاب عطا فرمایا۔ منقرہ ہونے کا خطاب عطا فرمایا اور اظہر ہونے کا خطاب عطا فرمایا۔

جس صاحب کا ہاتھ امین ہو جاتا ہے اُس صاحب کا دل پاک ہو جاتا ہے



انہی کو پاکی کا خطاب عطا ہو جاتا ہے۔ جس صاحب کا دل پاک ہو جاتا ہے اس کی نیت درست ہو جاتی ہے۔ جس کی نیت درست ہو جاتی ہے اس کا عقیدہ درست ہو جاتا ہے جس کا عقیدہ درست ہو جاتا ہے۔ اس کا اعمال درست ہو جاتا ہے۔ ہر انسان کی نیت جو ہے وہ اس کی حقیقت ہے۔ جس کی نیت بگڑ جاتی ہے اس کا اعمال بگڑ جاتا ہے جس کا اعمال بگڑ جاتا ہے اس کا علم بگڑ جاتا ہے۔ اس صاحب پر اخلاص کا مقام ہی نہیں آتا کیونکہ مقام تین ہیں:

۱۔ قول، اعمال اور علم۔ اخلاص انعام ہے۔  
 ۲۔ نور کی تقسیم نیت پر ہو رہی ہے۔ نور ساری کائنات کے لیے جو اتر رہا ہے۔ ایک ہی اتر رہا ہے۔ وہی نور مسلمان کو مسلمان کی روشنی عطا کرتا ہے۔ وہی نور مومن کو مومن کی روشنی عطا کرتا ہے۔ وہی نور اولیاء کو اولیاء کی روشنی عطا کرتا ہے۔ اسی نور میں سے کافر کفر کی روشنی لیتا ہے۔ اسی نور میں سے منافق منافقت کی روشنی لیتا ہے۔ اسی لیے مومن کو ہر مقام پر خلوت میں بھی نیت ٹھیک رکھنی چاہیے اور خلوت میں بھی نیت ٹھیک رکھنی چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کی خلوت کو بھی دیکھ رہا ہے اور خلوت کو بھی سمجھ رہا ہے ایسے پہلے شریطان کی غیب پر کئی ہے اور ایمان کا مقام محبت کے ساتھ دکھا ہے اور ایمان کا مقام بزرگان دین کے ساتھ رکھا ہے۔  
 جو صاحب بزرگان دین کا ساتھ رکھیگا اُسے ایمان بھی عطا ہو جائیگا۔ ایمان بھی عطا ہو جائے گا اور عرفان بھی عطا ہو جائے گا۔

## بیان ادب

محبت ادب کا کل ہے اور تقسیم کی جان ہے۔ علم الہی۔ جس علم کے معنی جاننے کے نکلے ہیں۔ علم وہ ہے جو حقیقت کے ساتھ تعلق رکھتا ہو۔

محبت وہ ہے جو حق کے ساتھ تعلق رکھتی ہو۔ اسی لیے بزرگان دین فرماتے ہیں کہ شنید پر بھی غیر کا تسط موجود ہے۔ جزو پر بھی غیر کا تسط موجود ہے غیر کے لیے کل پر غیر کا تسط نہیں ہے۔ دامن خیر کا تسط موجود ہے۔

کل کیا ہے؟ صاحبو! اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت پاک رہو۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہو کر رہو اور اسو اسے پاک رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر وقت با وضو رہو۔

جو صاحب اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک رہتا ہے اُسے خیر عطا ہو جاتی ہے۔ جو صاحب اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ با وضو رہتا ہے اُسے خوبی عطا ہو جاتی ہے۔ اس خوبی کے معنی محبوبی کے نکلے ہیں۔ اس لیے بزرگان دین حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہ خیران کے نام سے پکارتے ہیں

جو صاحب اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک رہتا ہے اُسے زہد عطا ہو جاتا ہے۔ جو صاحب اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ با وضو رہتا ہے اُسے زہد انبیاء عطا ہو جاتا ہے۔ اس زہد پر مہر ہے بزرگان دین کی۔ وضو اور نماز کے تین مقام ہیں۔

”پنج ویلے، ست ویلے، ہر ویلے۔“  
پانچ وقت کا وضو اور نماز یہ شریعت کا وضو اور نماز ہے۔ سات  
وقت کا وضو اور نماز یہ طہریت کا وضو اور نماز ہے۔ ہر وقت کا وضو اور نماز یہ  
حقیقت کا وضو اور نماز ہے۔ عام پنج ویلے، خاص ست ویلے اور خاص  
انصاف ہر ویلے۔

اللہ تعالیٰ کے دُکریں مشغول رہنا یہ اس کا مقام ہے۔ درود پاک میں  
مصرف رہنا یہ اس کا فرمان ہے، فرمان اللہ تعالیٰ کا  
جس مبارک وجود میں یہ عین تمام کُل کے آماں گے وہ انسان  
کُل کُل ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کُل ہے جو صاحب کُل کے ساتھ لگ جاتا  
ہے وہ کُل سے کُل کُل ہو جاتا ہے۔

جو صاحب پاک ہوتا چاہے وہ کسی مردانِ عزا اور دلی تلامش میں  
رہے۔ جس ولی کی اللہ تعالیٰ کے دربار میں پاکی بھی منظور ہو چکی ہو اور  
وضو بھی منظور ہو چکا ہو۔ جسے وہ پاک کر دیں گے۔ وہ پاک ہو جائیگا۔ جس  
کا وہ وضو کر دیا دیں گے اُس کا وضو بھی منظور ہو جائیگا۔ کیونکہ ولی ہر وقت  
اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ وضو رہتا ہے۔ جو ان سے لگ جاتا ہے۔ اس لگنے کے معنی لگنے  
کے نکلنے ہیں۔ اُس صاحب کی پاکی بھی منظور ہو جاتی ہے اور وضو بھی منظور  
ہو جاتا ہے۔

شعوت۔ پاک ہونا ایک دعویٰ ہے جس دعویٰ کا کوئی شاہد نہ  
ہو وہ دعویٰ قابلِ ساعت ہی نہیں۔ مردانِ عزا جس کا وضو کر دیا دیں  
گے اُس کا وضو منظور ہو جائیگا۔ جسے پاک کر دیں گے وہ پاک ہو جائے گا۔  
جو صاحب آپ کا وضو کر دیا دیکھا اور پاک کر دے گا۔ اس کا پہلے کسی مردانِ  
عزا نے وضو کر دیا ہے۔ وہ اُس کا شاہد ہے۔ حال پر، جس نے آپ کا

وضو کر دیا ہے وہ تمہارا شاہد ہے جس مردانِ عزا کا وضو ہو چکا ہے اس  
کا پہلے کسی مردانِ عزا نے وضو کر دیا ہے۔ جس صاحب کا وضو ہو چکا ہے اس  
کا پہلے کسی مردانِ عزا نے وضو کر دیا ہے۔ نتیجہ کیا ہو گا؟ دن یوم  
(قیامت کا دن) میں اس پاک جماعت کا شاہد اللہ تعالیٰ کا محبوب صلی اللہ  
علیہ وسلم ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ وہ جماعت  
ہے جس جماعت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا کہ انعام دالی صفت۔ یہ  
راستہ وہ راستہ ہے۔ صراطِ مستقیم؛

صاحبو! سن لو یہ ذہبی جماعت ہے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم  
کا جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جماعت فرشتوں کی جماعت ہے۔ پاک جماعت  
ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت عبودیت کی جماعت  
ہے۔ فرشتہ بھی اللہ تعالیٰ کے، مہر کو لب نہ کرتا ہے ذاتی۔

عہدیت کیلئے ؟

اللہ تعالیٰ کے نام کو لب نہ کیا جائے ذاتی اور منقانی۔

اس لیے فرشتے کا عبادت کُل ہے۔

نبی کے عبادت جزو ہے۔

فرشتے کی اتہا عبادت اور نبی کے کی اتہا عبادت۔ اس لیے برہان میں  
اللہ تعالیٰ ہی بندہ عبادت کے لیے بھی ہے اور عبودیت کے لیے بھی ہے۔ فرشتہ  
عبادت کے لیے ہے اور عبادت بندے کے لیے ہے۔

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو غیر سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرمائے  
اور میرے کام لیے کاشرف عطا فرمائے۔

اپنی رحمت سے نوازے اسی صودت سے جس صودت سے اللہ تعالیٰ  
محبوبوں اور محبوبوں کو نوازتا رہا ہے، نواز رہا ہے اور قیامت تک نوازتا  
رہے گا۔ آمین ثم آمین



## بیانِ مجالس

جس صاحب کو خلوت کا زہر عطا ہو جاتا ہے۔ وہ پاک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے۔ اور جس صاحب کو خلوت کا زہر عطا ہو جاتا ہے اُسے مجالس محمدی عطا ہو جاتی ہیں۔ (اصلی اندیشہ و سلم)

صاحبو! سنو! انسان دیدار کرنے کے لیے آیا ہوا ہے اور خود دار پر رہنے کے لیے آیا ہوا ہے کیونکہ دار نہ ہو تو دیدار نہیں۔ دار بال سے زیادہ ایک دیدار سے زیادہ تیز۔ کل صراط دار کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ذاتی غرض و غایت سے پاک ہو جانے تو دار کا تمام آجاتا ہے۔

دیدار کیا ہے؟ صفائی غرض و غایت سے منزہ ہو جانے تو دیدار کا تمام آجاتا ہے۔ اس مقام پر حضرت مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

اج دیدار نہاں مل لہراتے دھج کر زلفا رے

پھر شکر وصل لے یا نہ لے دلبر سے دربار سے

اسی مقام پر حضرت میراں سید بیکھہ فرماتے ہیں :-

(جے کوئی اپنا آپ پر کیجے  
نہا موت کا میلہ دیکھے)

لاگے الی دوار میں تو رے بہار پر بھجی

میں تو رے بہار

صاحبو! اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلق اللہ کی طرف ایک ہی نور کا درود ہو رہا ہے۔ مسلمان کو مسلمان ہونے کا شرف عطا ہوتا ہے۔ مومن کو مومن ہونے کا شرف عطا ہو جاتا ہے۔ ادیب کو ادیب ہونے کا شرف عطا ہو جاتا ہے۔ کافر جو ہے اُس کی نیت کفر کی ہے۔ وہی نور اس کو کفر کی بلندی عطا کرتا ہے۔ شائق جو ہے اُس کی نیت منافقت کی ہے وہی نور اس کو منافقت کی بلندی عطا کرتا ہے۔

نیت ایک حقیقت ہے ہر ایک انسان کی جہاں ایک کے ساتھ لگ جاتا ہے وہ ایک ہو جاتا ہے۔ جو غرض و غایت میں الجھ جاتا ہے اس کی حقیقت الجھ جاتی ہے جس کی حقیقت الجھ جاتی ہے اس کی نیت الجھ جاتی ہے جس کی نیت الجھ جاتی ہے وہ غرض و غایت سے لگ جاتا ہے۔ جو غرض و غایت سے لگ جاتا ہے اُس کا عقیدہ الجھ جاتا ہے جس کا عقیدہ الجھ جاتا ہے اس کا اعمال الجھ جاتا ہے۔ اسی لیے فرما! انفسا لا عمال بالنیات۔

نیت جس صاحب کی ٹھیک ہوتی ہے وہ ٹھیک ہو جاتا ہے جس صاحب کی نیت الجھ جاتی ہے وہ انسان الجھ جائے اپنے اعمال کی وجہ سے۔

جو صاحب اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ٹھیک رہیگا وہ ٹھیک ہو جائیگا۔ (علاج)

جو صاحب اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باطن و رنگا وہ ٹھیک سے ٹھیک ہو جائیگا۔

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو دنیا کے ہر پیر سے محفوظ رکھے اور بزرگان دین کا ساتھ عطا کرے۔ دنیا کے معاملے میں اور دینی کے قرب میں۔

(آمین ثم آمین)



کہتا ہے اور پیر پر لیت سے حال کا فائدہ اٹھاتا ہے۔ جس محبوب کو پیر حقیقت عطا ہو جاتا ہے وہ پیر پر لیت کا شکر ادا کرتا ہے اور پیر حقیقت کے منت کا فائدہ اٹھاتا ہے۔ جو بزرگ جزدی ہیں ان پر ایک اکیلا مقام جاری رہتا ہے یعنی عبادت اور صفت ڈنٹا۔ یہ دونوں مقام حقیقی حقائق کے جزدی ہیں۔ یہاں مقام جزدی ہے۔ دوسرا مقام جزدی اعظم ہے اور تیسرا مقام کل ہے۔ جس صاحب کو پیر کل عطا ہو جاتا ہے۔ اس صاحب کے پیچھے دونوں مقام۔ جزدی اور جزدی اعظم۔ جزدی جو جلتے ہیں اور کل اس کو عطا ہو جاتا ہے۔۔۔ اسی لیے بزرگان دین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کل ہے جس کا ہو جاتا ہے وہ کل سے کل ہو جاتا ہے۔ صاحب تعریف پر صفت ہر مقام پر اور ہر وقت جاری رہتی ہے حقیقت نشا کل ہے۔ جس وقت تک سالک کو کل عطا نہ ہو اس وقت تک عاجز ملے کرتا رہے۔ درحالت راستہ ہیں اور حقائق انتہا ہیں۔

حقائق یکتین مارج ہیں

پہلا نشا طالب کا ہے۔ دوسرا نشا اللہ تعالیٰ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہے۔ تیسرا نشا اللہ تعالیٰ کا ہے۔ طالب کا نشا اپنے آپ کو ماننے کا ہے۔ محبوب کا نشا محبوب کو ماننے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نشا اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کا ہے۔

(۹)

## بیان طرف (شریعت)

اور

## بیان عقیدہ (طریقہ)

اللہ کے پیارو! سنو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فائدہ اٹھاؤ۔ لے لو لینے والو، جیتیں اور برکتیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَادْعُوا  
الْأُمَّمَ مَعَكُمْ

اللہ تعالیٰ نے یہاں ایک صداقت کا پیر منقول کو صفت فرمایا ہے ساری منقول۔ پتہ چل جائے کہ میری طرف کس کی طرف ہے؟

اللہ تعالیٰ کی طرف اللہ والوں کی طرف ہے۔ جن لوگوں کی اللہ والوں کی طرف ہے وہی صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنا ثبوت ذاتی اور صفاتی پیش کیا۔ ساری منقول کے سامنے۔ یہ عمل متقبل کی صورت سے جاری رہیگا۔ حال کی صورت سے جاری ہے اور پہلوں کی صورت میں جاری رہا ہے۔

عمل کیا ہے؟ درود پیر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر محبوب کے دوستوں پر اور محبوب کی آل پر۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

توسلہ پر اور حضور کے دوستوں کے ساتھ دوستی رکھنے کا اور آل

کا خیال رکھنے کا اس کی طرف بزرگان دین کی طرف ہوگی۔

جس صاحب کی طرف بزرگان دین کی طرف نہ ہوگی اس کی طرف غیر کی طرف ہوگی۔

اور جس صاحبوں کی طرف بزرگان دین کی طرف نہ ہوگی ان کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی۔ اس طرف تمام تیلیسی سجدہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے مخصوص ہے۔ اور دوسرا سجدہ جو حضرت آدم علیہ السلام کی ذات کے متعلق ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایتلیسی سجدہ ہے۔ جس کے یہ دونوں سجدہ ہو جاتے ہیں اس صاحب کے معنی بزرگان دین کے مطابق نکلتے ہیں ہر مقام پر۔

جس کی طرف ابلیس کی طرف ہوگی اُس کے معنی بزرگان دین کے مخالف نکلتے ہیں ہر مقام پر، چاہے عمل کی کوئی خصوصیت ہو۔ اس مقام سے صاف پتہ چل گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کس صاحب کی ہے اور غیر کی طرف کس صاحب کی ہے۔ ابلیس کی طرف ہو تو نفس امارہ ہوگا۔ بزرگان دین کی طرف ہو تو

نفس و امیر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس نفس کو قوام نہ ہونے کا خطاب ملا اس کا عمل ادلی ہوا حصول کے اعتبار سے اور صورت کے اعتبار سے۔

ادلی ہونے کا خطاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجنبی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور حاضر وقت بزرگان دین کی طرف سے عطا ہو جاتا ہے۔ یہ بڑے

کرم کا مقام ہے۔ اور اسی نفس کو طینت ہونے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام اثر آتا ہے۔

غور کر کے دیکھو پیارو۔ اللہ تعالیٰ دینے والا ہوا اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دلائے والے ہوں اور حاضر وقت بزرگان دین کو قسم کرنے والے ہوں اس پر اللہ تعالیٰ نے جو صفت عطا کی ہے ساری مخلوق کو تو پھر یہ حکم ادا کر

ہو جاتا ہے۔

اطيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَادْعُوا الْاُمَمَ مَعَكُمْ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ اس کا ہر جائیگا اور وہ اللہ تعالیٰ کا ہر جائے گا۔ پھر اس صاحب سے جس قسم کا اللہ تعالیٰ کا مینا چاہے گا،



اُسی قسم کا خود تیار فرمائے گا۔ وہ علاج اور برکت کی سورت پیدا ہوگی اللہ کے فضل سے۔

پیارو! ساکن ہوا اپنی ذات سے اور متحرک رہو ذات و صفات سے۔

(۱) ساکن کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت پاک ہو اور محبوب کی لہ

عید و مسلم کے لیے ہر وقت با وضو رہو۔

(۲) متحرک کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کر دین یعنی ہر وقت ذکر میں مشغول رہو۔

(۳) شرف کیا ہے؟ درود پاک میں مصروف رہو۔

اللہ کے پیارو! غور کر کے دیکھو جو حالات مطابق نہ ہوں انہیں دیکھنا چاہیے کہ یہ منجانب اللہ ہیں یا کسی غیر کی طرف سے۔ حقیقتاً منجانب اللہ ہی ہیں اور منجانب اللہ ہی انہیں جاننا اور سمجھنا چاہیے۔ اور جو اللہ تعالیٰ نے حال عطا کیا ہے وہ حال بزرگان دین کا ماننا چاہیے پھر سوائے غیر مطابق حالات مطابق حالات میں شامل ہو جاتے ہیں اور سوائے نقصانات والے مقامات فوائد میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ شیوہ بزرگان دین کا شیوہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ رات اللہ مع الصابریں۔

تحقیق اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں اور شکر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ سچوں کے ساتھ ہے۔

صاحبو! یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنا ساتھ ان لوگوں کا ساتھ فرمایا ہے جنہیں صبر اور شکر کی نعمت عطا فرمائی ہے تو مطلب یہ ہوا ہمارا ساتھ ان کا ساتھ ہو جن کا ساتھ اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہے اور ساتھ جس وقت ساتھ والے کے ساتھ ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں پر رحمت و برکت نازل فرمائے اور اپنے

پیادوں کا ساتھ نصیب فرمائے۔ بزرگان دین کی دعا و برکت سے۔ آمین۔ تم آمین۔

بزرگان دین فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دوسری تمام رکعے ہیں۔ نور کا اور مار کا۔

حیات جو ہے وہ نور کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور موت مار کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ موت کو موت ہے۔ حیات کو موت نہیں۔ حیات کل ہے۔ موت حیات کا ایک جزو ہے۔ ماسوا اللہ کے جو بھی ہے موت ہے۔ جو اللہ کے ساتھ ہے وہ حیات ہے۔ اللہ دے اللہ کے ساتھ ہیں وہ حیات ہیں۔ اس لیے وہ اپنے لیے کچھ نہیں چاہتے۔ ماسوا اللہ سے کچھ چاہنا اس میں دنیا کی بھی موت ہے اور دین کی بھی موت ہے۔

اللہ والے ہر مقام پر راضی ہر ضار دیتے ہیں۔

جیسے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو رکھنا چاہتا ہے ہر مقام پر چاہے یہ حال ہے باقی سب قال ہے ہاں۔ اسی لیے وہ چاہے جاتے ہیں۔

ہم لوگ کھانے پینے پھینے اور جیس دوا کے مترالے رہتے ہیں۔ یہ لوگ فانی چیزوں سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے وہ فانی ہیں اور اللہ والے باقی سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے وہ باقی ہیں۔

بزرگان دین کی صورت کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ اس لیے جو صاحب بزرگان دین کی صورت جمع اس کے اجزاء یعنی قول، عمل، علم اور اخلاص کے پسند کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُسے پسند کرتا ہے۔

ہر مقام پر عقیدہ یمن، تحقیق ہے۔ اللہ تعالیٰ سب صاحبوں پر رحمت و برکت نازل فرمائے۔ صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی دینی اور

نیادی ملاؤں کی کثرت کر کے اور اپنی نعمتوں پر شکر گزاری کی توفیق عطا فرمائے۔ بزرگان دین کی دعا و برکت سے۔ آمین ثم آمین

✽ اللہ تعالیٰ نے یہ ناعدہ رکھا ہے۔ "قاعدہ قدرت" جس کا عقیدہ درست ہو اس کا اعمال درست ہو جاتا ہے۔ جس کا عقیدہ درست نہ ہو اس کے اعمال درست ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ اس کا اعمال درست ہی نہیں ہوتا چاہے اعمال کی کوئی صورت ہو۔

✽ عقیدہ کیا ہے ؟

"پہچان" اس کو عقیدہ پہچان فرماتے ہیں بزرگان دین۔ جو صاحب بزرگان دین کی صفت دُعا کرے گا اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک بھیجے گا وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے۔ اور جو صاحب خدمت کرے گا وہ غیر ہے۔ غیر کے معنی غرود ہے۔ غرور کے معنی غرض و غایت ہے غرض غایت کے معنی دینا ہے۔ دینا اعمال نفس ہے اور حجاب ہے غرض غایت کا حجاب اٹھ جائے تو دین ہے۔

نفس کے عمل کی طرف ہوگی تو خدمت ہوگی بزرگان دین کی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہوگی تو مرج ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر، محبوب کے دوستوں پر، محبوب کی آل پر اور محبوب کے اہل پر۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ و ازواجہ و اولادک وسلم وصل علیہ۔

یہ بزرگان دین نے ساری کائنات کے سامنے "آئینہ قدرت" رکھ دیا ہے۔ اس میں آنے والے حضرات جو قیامت تک دیکھتے رہیں گے۔ وہ ابلیس کے شر سے محفوظ رہیں گے اللہ کے فضل سے۔

آئینہ کیا ہے ؟ صفت دُعا، درود پاک پہلوں پر، حاضر پر اور حاضر ہونے والوں پر، سب پر۔ درود پہلوں پر، حاضر کی مسلم اور آنے والوں

پر ایمان۔

بسمی، اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكِتٰبِهِ وَرَسُوْلِهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدَرِ خَيْرِيْنَ وَشَرِّهِ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَا لَبِثْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ ط۔

نوٹ ۱۔

✽ عقیدہ ایک مقام کا نام ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو عطا کیا کیا ہوا ہے۔ جو ان سے پار کرتا ہے اسے عقیدہ بھی عطا ہو جاتا ہے اور مقام بھی عطا ہو جاتا ہے۔ عقیدہ کتاب اور شنید سے تعلق نہیں رکھتا۔ ثبوت ۱۔ اگر عقیدہ کتاب اور شنید سے تعلق رکھتا ہے تو ساری کائنات کا ایک ہی عقیدہ ہوتا۔

✽ محبت کے معنی عقیدہ ہے اور عقیدہ کے معنی ایمان ہے۔ اس عقیدہ کے معنی اولی الامر کے نکلتے ہیں۔ اولی الامر کے معنی اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نکلتے ہیں اور رسول کے معنی اللہ تعالیٰ کے نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اطيعوا الله واطيعوا الرسولا وادلى الامر منكم۔

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں پر رحمت و برکت نازل فرمائے اور غرور سے دور رکھے۔ حضوری کا شرف عطا فرمائے۔ اپنے قرب جوار میں رکھے غیر سے محفوظ رکھے۔ بزرگان دین کی دعا و برکت سے (آمین ثم آمین)

## بیان عبودیت و عبادت

بندے کے معنی کو مکمل میں رہے۔ اگر مکمل میں ہے تو بندہ ہے۔ بندہ عبادت کے لیے بھی ہے اور عبودیت کے لیے بھی ہے۔ عبادت بندے کے لیے ہے اور فرشتہ عبادت کے لیے ہے۔

عبودیت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کیا جائے۔ فرشتے کا عبادت کل ہے۔ بندے کا عبادت جزو ہے۔ بندے کی استیلا عبادت ہے اور فرشتے کی انتہا عبادت ہے۔ بندے کا مستقبل عبادت ہے اور فرشتے کا عمل عبادت ہے۔

اسی لیے نے کوئی بڑی نہیں عبادت بڑی ہے۔ اگر نے کو برا کہو گے تو معنوں کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کو برا کہو گے۔ نے بھلے کے لیے بھل اور بڑے کے لیے بڑی۔ دیکھنا چاہیے اس مقام پر کہ بڑی نے ذاتی بڑی ہے؟ اگر ذاتی بڑی ہے تو جہاں ہو وہیں اس ہے بڑے اخراج خاص ہو جانے چاہئیں بھلی نے استعمال کرنے سے بھلے اخراج معلوم ہوتے ہیں اور بڑی نے استعمال کرنے سے بڑے اخراج معلوم ہوتے ہیں۔ تو نتیجہ یہ ہے کہ میل ہونے کے وقت حقیقت بھلے کے لیے بھلی اور بڑے کے لیے بڑی ہوگی۔

نوٹ:-

جو صاحب حکم کو اپناے گا اس کے معنی بندہ ہوں گے۔ بندے کا ابتدا عبادت ہے۔ بندے کا مستقبل قرآن حکیم ہے اور فرشتے کا عمل عبادت ہے۔

## بیان نفی

کرم عمل کو نہیں دیکھتا احترام کو دیکھتا ہے۔ احترام خلوت میں ہو تو اسے نہیں دیکھتا۔ وہی خلوت جلوت کی صورت میں پذیر ہو تو اسے دیکھتا ہے۔

ذکر کے تین شاہد ہیں۔ تین شاہد کون ہیں؟

پہلا۔۔۔ ذکر

دوسرا۔۔۔ درود پاک

تیسرا۔۔۔ سالک کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے لیے پاک رہنا چاہیے اور

مہربان کے لیے ہر وقت با وضو رہنا چاہیے۔ سنی اللہ علیہ وسلم۔

جن کے یہ تین شاہد ہو جائیں وہ اسی وقت صاحب مقام ہو جاتا ہے۔

اسی وقت صاحب عرفان ہو جاتا ہے، اسی وقت صاحب انام ہو جاتا ہے، اور اسی وقت صاحب

زمان ہو جاتا ہے۔ زمانہ اللہ تعالیٰ کا، اُس کے لیے جس کی نوعیت (ن) اسے ہو۔

ذاتی "ن" کے معنی نفی اور معنائی نوعیت۔ نوعیت وہ جو حال پر ہو

مومن کوئی کام کرے۔ دیکھنا یہ ہے کہ جو میں کر رہا ہوں اس کے ساتھ

دوری پیدا ہوتی ہے کہ حضوری پیدا ہوتی ہے۔ اگر دوری پیدا ہو تو قطع کے

معنی نکلیں گے اور اگر حضوری پیدا ہو تو منظوری کے معنی نکلیں گے چاہے عمل

کی کوئی صورت ہو۔ دوری ہو تو نفس تہرج ہوگا۔ حضوری پیدا ہو تو

قرآن شاہد ہوگا۔ اسی لیے بزرگان دین فرماتے ہیں کہ غیر کا گھر ماضی ہے

عارف کا شاہد ماضی ہے۔ قول ماضی کے لیے ماضی، مستقبل کے لیے

متقبل حال کے لیے حال ہے۔

مومن کی شان۔ شانِ سلیم۔

اُس کے لیے جس کی نوعیت وہ ہے۔

ذاتی نوعیت۔ اپنے لیے ہر مقام پر فارغ رہنا۔

مقام نفی۔ نفی کے معنی لا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ مشغول رہنا۔ مخلوق کے منافع کے لیے تیار رہنا الا اللہ ہے۔ یہ مدارج اللہ تعالیٰ کا مدارج ہے۔ بزرگانِ دین کا شیوہ ہے اور محب کے لیے میوہ ہے۔ جس حجب پر یہ مقام آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔

میدانِ عمل۔ حقیقتاً عمل کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ مشغول رہے اور اپنی ذات و صفات سے فارغ رہے تو شاغل ہے اللہ تعالیٰ کے لیے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ہر جائیگا اور وہ اللہ تعالیٰ کا ہر جائیگا۔ سالک کے لیے یہ دونوں مقام جس وقت نفی اور اثبات کے پورے ہو جاتے ہیں۔

ل ت ، ڈ ، ب تین حرف (نون) (الف) (با)

نون (ن) کے پہلے الف (و) ہے۔ الف احدیت ہے اور

احدیت سے الف ہے۔ مدارج الف کا ب (با)۔ احدیت بے بہا۔

الف کا مدارج بے بہا۔ اس لیے محب اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے! اللہ تعالیٰ

کا مدارج بے بہا ہے۔ اس لیے محب بھی بے بہا ہو جاتا ہے۔

ضرورت کے قول کی ابتدا پانچ سے ہے۔ پانچ رکنی اسلام کے

طریقہ کے قول کی ابتدا نون (ن) سے ہے۔

حقیقت کے قول کی ابتدا الف (و) سے ہے اور معرفت

کے قول کی ابتدا ب سے ہے۔ ب بے بہا ہے۔ اور بے بہا اللہ تعالیٰ

کے علم کو فرماتے ہیں بزرگانِ دین۔ علم کے معنی "جاننا" اور جاننے کے

معنی "معرفت" ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جسے میں نب سے بڑا انعام عطا کرتا ہوں، اُسے اپنے علم کی سمجھ عطا کرتا ہوں۔ اپنا علم بھی عطا فرماتا ہوں اور سمجھنے کی بھی توفیق عطا فرماتا ہوں۔

اسی لیے قول کے چار مقام رکھے ہیں۔ اسی طرح عمل کے بھی چار مقام رکھے ہیں۔ اسی طرح علم کے بھی چار مقام رکھے ہیں اور اسی طرح اخلاص کے بھی چار مقام رکھے ہیں۔

"کہنا۔ کرنا، ہونا، نہ ہونا اپنے لیے۔ ہونا اللہ تعالیٰ کے لیے۔ رہنا مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے لیے۔

(ب) کشف کی ابتدا اس لفظ سے ہے؟

پہلے سب سے تلامش کرد کائنات میں کہ کشف کی بسم اللہ کا کون سا لفظ عنوان کا مدارج رکھتا ہے۔ الف سے لے کر والنا س تک،

ایک بے لے کہ پانچ تک اور پانچ سے لے کر پچیس تک اور پچیس سے لے کر ایک تک اور ایک سے لے کر پچیس تک پچیسواں لفظ نون (ن) ہے۔

نون (ن) کی نوعیت ذات کے ساتھ نفی کا مدارج رکھتی ہے اپنے

لیے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ نوعیت کا مدارج رکھتا ہے۔

نون (ن) لفظ ایک ہے مدارج اس کے دو۔



## بیان تصور

جو لوگ خیالی تصور باندھتے ہیں بزرگان دین کا ردہ انہیں تصور ہے۔  
بزرگان دین کے وجود کو اللہ تعالیٰ نے عمل کی صورت سے آمارا ہے مخلوق اللہ

کی طرف۔  
اور بزرگان دین کے دل کو اللہ تعالیٰ کا علم جانا چاہیے اسی لیے حضرت

مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں  
مگر معنی قرآن ہم ہیں قرآن بیان ہمارا  
جو زبان پاک سے بزرگان دین فرماتے ہیں وہ قول ہے بزرگان دین  
کا وجود اعمال ہے ان کا جو دل ہے وہ اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ یہ تین حقائق  
ہیں جہاں یہ تین حقائق آجاتے ہیں اللہ کے فضل سے وہ انسان زندہ ہو  
جاتا ہے اور پائندہ ہو جاتا ہے۔ حیات امی عنایت ہو جاتی ہے اُسے۔  
اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُس کے پاس خلاصہ کا انعام آتا ہے جس کی صورت  
میں توفیق کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ اُس کا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ہو  
جاتا ہے۔

خیال ختم سے آج تک کوئی نادر تصور باندھنے والے کو وصول نہ  
ہوا، نہ ہے اور نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا منشاء جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کی طرف  
آمارنے کا دبعوث فرمائے گا یہی ہے کہ ساری مخلوق کو حقائق حقانی سے  
متعارف کرایا جائے۔ آپ بھی جہاں سے رہے دنیا اور آخرت میں اور آپ کے

ساتھ رہنے والے بھی جہاں سے رہیں دنیا اور آخرت میں۔

مسلمان کا ہاتھ امین موارد زبان برائی سے پاک ہو۔ یہ دو مقام ذاتی  
ہیں مسلمان کے۔ اللہ تعالیٰ کی ابتداء سے۔ اور تین مقام متعلق ہیں۔ مکتبہ  
لکھنؤ نے فقہ حنفی کے متعلق لکھا۔

(۱) سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے انسان کو کرم دنیا میں کس لیے  
آیا ہوا ہے؟

انسان اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت پاک رہنے کے لیے اور مجرب صلی اللہ  
علیہ وسلم کے لیے ہر وقت باوصو رہنے کے لیے آیا ہوا ہے۔ یہ اس کا حقیقی  
اور منشاء ہے۔

(۲) پھر دیکھنا یہ ہے کہ بزرگان دین کس لیے آئے ہوئے ہیں؟  
بزرگان دین اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔

بزرگان دین کا منشاء ہے۔

(۳) تیسرا مقام۔ دیکھنا یہ ہے کہ جن کو کس طرح پانا چاہیے؟  
حق کو پانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ درود پاک پڑھا جائے۔ یہ حق کا منشاء  
ہے۔

جس وجود میں یہ پانچ حقائق ظاہری اور باطنی موجود ہو جائیں گے۔ وہ  
انسان بزرگان دین کی صف میں شمار ہو جائے گا اور قیامت کے دن مردان خدا  
کی صف میں اٹھایا جائے گا۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کے سامنے نقشہ انزل رکھ دیا ہے۔  
پہلا سجدہ اللہ تعالیٰ کو مخصوص ہے یہ سجدہ تسلیمی سجدہ ہے۔ بزرگان  
دین کے وجود کو اعمال تسلیم کی جائے تو یہ تنطیلی سجدہ ہے۔  
جہاں یہ دو مقام آجاتے ہیں اُسے اللہ تعالیٰ اپنا علم عطا فرما دیتا ہے۔

(مسلمان کی لکھنؤ کا دوسرا باب)

یہ علم حقیقی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام آتا ہے اس لیے انھیں حسن کی صورت سے۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو جائے وہ صورت کے اعتبار سے اور معنوں کے اعتبار سے۔

بزرگان دین فرماتے ہیں: اے مخاطب! حیرت انگیز قوتیں ملے گی اسی بنیں پھر اہل حق۔ قول اللہ عالم نہیں۔ تو دنیا دا عالم اس۔ قول وہ حقیقتاً اللہ ہی گل اے جس وقت تیرے ہند بزرگان دین و اقدم آگیا پھر توں اللہ دا عالم ہو جائیگا۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو میں سب سے زیادہ فضل عطا کرنا چاہتا ہوں اُسے اپنا علم عطا کرتا ہوں۔ اور سمجھنے کی توفیق بھی ہر تمام پر عطا کی جاتی ہے وقت و وقت پر صاحب حال کو۔ وہ معنوں کے اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ کا عالم ہو جائیگا اور اللہ کے اعتبار سے بھی عالم ہو جائیگا جیسا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں فرمایا کہ عالم نائب رسول ہے۔ اس لیے بزرگان دین آئے ہوئے ہیں۔

بزرگان دین جو فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا حکم فرماتے ہیں۔ یہ قول ہے۔ بزرگان دین کا وجود اعمال ہے اور بزرگان دین کو جو اللہ تعالیٰ نے دل عنایت فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے دل نہیں عنایت فرمایا، عمل عنایت فرمایا ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں سے نام پوچھے تو وہ نہ بتا سکے۔ کیونکہ ان کا مقام ہی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دل عنایت فرمایا، علم عنایت فرمایا اور سب چیزوں کے نام سکھائے۔

صاحبو! جان لو! فرشتے کا مرتبہ جو ہے وہ اعمال تک ہے (قول اور عمل) حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا علم عطا فرمایا اور انھیں بھی عطا کیا۔ یہ دوسرے فرشتے سے ادنیٰ اور ارفع ہیں۔ اس لیے بزرگان

دین کو فضیلت ہے سب فرشتوں پر۔ کیونکہ بزرگان دین کو اللہ تعالیٰ نے قول عنایت فرمایا، عمل عنایت فرمایا، علم عنایت فرمایا اور انھیں انھیں عنایت فرمایا۔

نوٹ :-

- (۱) بزرگان دین کے قول کو تسلیم کیا جائے تو یہ تصور ہے قول سے
- (۲) بزرگان دین کے وجود کو اعمال تسلیم کیا جائے تو یہ تصور ہے عمل سے۔
- (۳) بزرگان دین کے دل کو اللہ تعالیٰ کا علم تسلیم کیا جائے تو یہ تصور ہے علم سے۔

(۴) بزرگان دین کے انھیں کو تسلیم کیا جائے تو یہ تصور ہے مولا سے۔ جس صاحب کے یہ چاروں تمام پورے ہو جاتے ہیں حقیقتاً اس انسان کی ایک طرف بن جاتی ہے۔ اس طرف کے معنی بزرگان دین کی طرف ہے، وہی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔

اطہیو اللہ واطہیو الرسول واطہیو الامم چنانکہ

نوٹ :- (۲)

صفات سے پہلے تصور ناقص ہے۔ صفات کے بعد تصور کامل ہے۔ کیونکہ تصور صفات کامل ہے اور صفات اعمال کا جزو ہے۔

صفات رحمت کی ابتدا ہے اور تصور فضل کی انتہا ہے۔

صفات حسن ہے اور تصور حسین ہے

صفات تسلیم ہے اور تصور قدیم ہے

قدیم سے قدم بزرگان دین کا

نقش قدم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واطہیو اللہ واطہیو الرسول واطہیو الامم چنانکہ

دبارک وکرم۔

نوٹ :- (۳)

قرآن پاک کو جاننا۔ ہو تو بزرگانِ دین کو جانو۔ اگر بزرگانِ دین کو نہ جانو گے تو قرآن پاک کا جاننا تمہارا اپنے علم سے ہوگا۔ انسانِ عاقل ہے۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور قدیم ہے۔ قدیم قدم سے بننا ہے۔ قدیم بزرگانِ دین کا نقش قدم صاحبِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔

بزرگانِ دین کو جاننا یہ قرآن پاک کو جاننا ہے۔ ان کے قول کو سننا یہ قرآن پاک کا سننا ہے۔

اسی تعام پر بزرگانِ دین فرماتے ہیں۔ قرآن پاک کو پڑھنا سنت ہے اور سننا فرض ہے۔ مولانا روم کا فرمان ہے گلر  
میتے قرآن ہم ہیں قرآن بیاں ہمارا

نوٹ :- (۴)

جو صاحبِ بزرگانِ دین کی صفت کو پاتا ہے۔ صفت پانے والا صفت میں حلول ہو جاتا ہے (ذاتی) با صفت کی صفت جس وقت جہاں آ جاتی ہے تو اسی صفت کا تصور بھی ساتھ آ جاتا ہے۔ یہ تصور ہمہ صفت موصوف ہے۔ ذاتی صفت جس وقت حلول ہو جاتی ہے اسی طرح تصور میں تصور کی پابست میں تصور حلول ہو جاتا ہے صفات میں مجسم جن کا تصور آتا ہے اور جس کے پاس آتا ہے وہ مجسم ہی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب ماحولوں کو بزرگانِ دین کے قدمِ قدیم چنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

۱۲

## بیانِ قدم - قدم بزرگانِ دین

جس طرح عام مخلوق کتابِ شہیدیں لکھی ہوئی ہے۔ اسی طرح عام لوگ بھی کتابِ شہیدیں لکھے ہوئے ہیں وہ اس بات کی تلاش و جستجو میں لگے ہوئے ہیں کہ تہذیبِ جاری ہو جائے۔ جب کسی طور پر جاری ہو جائے تو وہ حرکتیں ہی وہی ہونے لگتا ہے۔ اسی کو مخلوق بزرگی سمجھتی ہے اور اسی کو وہ بزرگی سمجھتا ہے۔ اس لیے وہ اپنے ناقص عمل کی وجہ سے اس میں اُلجھ جاتا ہے وہی اس کے لیے حجاب بن جاتی ہے۔

بزرگی تو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک رہنے کے معنی نکلتے ہیں۔ اور بزرگی کی عظمت محبوبِ صلی اللہ علیہ وسلم سے با وضو رہنے سے ہے۔ الطیفان لو میں مشغول رہنے والے کو عطا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دوزخی تمام ہیں موجودہ اور مقبوضہ۔ موجودہ اللہ تعالیٰ سے۔ مقبوضہ اللہ تعالیٰ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نفلِ اللہ کے لیے جتنی اللہ تعالیٰ کی اوسلے محبتیں ہیں ان کے ایک تمام پر جمع ہو جانے کا نام مقبوضہ ہے۔ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا مقبوضہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نفلِ اللہ کا مقبوضہ بھی محبوب ہی ہے۔

## عرفانِ حقیقت

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی صفاتیں اوتارے ہیں ان کو اپنا لینے کا نام مقبوضہ ہے۔ صفتِ محبوب کا جزو ہے اور تمام صفاتوں کا محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) منظرِ کلی ہے۔ اسی لیے بزرگانِ دین نے بیان دیا ہے کہ عمل کو فضیلت نہیں ہے رُخ

کو فضیلت ہے۔ حقیقتاً اعمال محبوب کی صفت کا نام ہے۔ سچے جتنے متواتر ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عطا کیے ہیں اور جو لوگ کے جتنے تمام میں وہ سب غیر کے ہیں۔ جان لینا چاہیے سچ محبوب کا کُرخ ہے اور غیرت غیر کا کُرخ ہے۔ جتنے کائنات میں فرشتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے مانوس ہو جاتے ہیں۔ اور سب فرقوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ مانوس کرنے کا تمام عطا کیا ہے۔ دین کی بنیاد بزرگان دین سے ہے۔ جو صاحب بزرگان دین کے تہذیب و تمدن ہو جاتا ہے۔ اس صاحب کی دین سے بنیاد رکھی جاتی ہے۔ اُس کی دنیا دین بن جاتی ہے اور دین مولا۔

نام لوگ اور خاص لوگ۔ وہ پرمی ہوئی اور سنی ہوئی بناتے ہیں۔ بزرگان ہیں۔ وہ پرمی ہوئی اور سنی ہوئی بناتے ہیں اور جو ان پر عطا ہوئی ہے وہ عطا کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ عطا کیا ہے؟ محبوب کی ایک صفت اولیٰ اور یہ خیر ہے۔ خیر کیا ہے؟ محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)

صاحب! جان لینا چاہیے جب اللہ تعالیٰ کا محبوب مقصود ہے تو ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مقصود بنالینا چاہیے۔ صفت اولیٰ محبوب کی صفت ہے اور محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) با صفت ہے۔ جو صاحب با صفت کی صفت کو میں وقت اپنا لیتا ہے اُسے خیر عطا ہو جاتی ہے اور جو محبوب کو جان لیتا ہے۔ اُسے محبوبی عطا ہو جاتی ہے۔ اسی لیے فرماتے ہیں بزرگان دین

”عمل کو فضیلت نہیں ہے رُوح کو فضیلت ہے۔“ عمل اور فرقوں میں بھی جو راجہ اور دین کی بنیاد، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا کُرخ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نقشہ کھینچ کے دکھایا ہے۔ اہلسنیس اللہ تعالیٰ کے ساتھ پہلے بھی مانوس تھا۔ اُس وقت بھی مانوس تھا اور اب بھی مانوس

ہے۔ راندہ کس لیے گیا؟ محبوب کے کُرخ کی تعلیم نہیں کی۔ جو صاحب اللہ تعالیٰ سے مانوس ہو جاتا ہے۔ تسلیم اُسے عطا ہو جاتی ہے اور جو صاحب اللہ تعالیٰ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ بارصوف ہو جاتا ہے تعلیم اُسے عطا ہو جاتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے۔ نام صفت کے ساتھ بنتا ہے۔ خاص محبوب کے تہذیب و تمدن سے بننا ہے اور خاص انہیں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت سے بنتا ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے۔ محبوب کسی عمل سے نہیں بنا محبت سے بننا ہے۔ ”صل۔“ پڑھاؤ اور ساڑاؤ۔ جو لوگ اربعہ عناصر سے تعلق رکھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کو بھی اربعہ عناصر کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ اور جو صاحب محبوب کی عطا کی ہوئی صفت سے دیکھتے ہیں۔ انہیں عشق کی آنکھ عطا ہو جاتی ہے وہ نظر بصیرت سے دیکھتے ہیں۔ جو صاحب نظر بصیرت سے دیکھتے ہیں انہیں اولے صفیں عطا ہو جاتی ہیں۔ اور جو لوگ اربعہ عناصر کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ وہ اپنی ناقص صفت میں محول ہو جاتے ہیں۔ اُسی میں زمیں جلتے ہیں اور فانی ہو جاتے ہیں۔ جو صاحب محبت سے دیکھتے ہیں محبوب کو وہ نساے گزر جاتے ہیں بنا، انہیں عطا ہو جاتی ہے۔

صاحب! جس آنکھ سے ہم دیکھ رہے ہیں یہ خود کثیف ہے اور کثیف ہی کو دیکھتی ہے۔

لطیف چشمہ (میک) نے جو محبوب سے تاکہ تم بھی لطیف ہی کو دیکھنے لگو۔

لطیف کیا ہے؟ محبوب کی ایک صفت۔ کثیف کیا ہے؟

اربعہ عناصر کی ایک صفت

اسی لیے بزرگان دین نے فرمایا کہ ساری کائنات کی بنیاد اربعہ عناصر سے ہے اور بزرگان دین کی ہم اللہ عشق سے ہے۔

عام لوگ جو اربعہ غصہ کی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں ان کی ذہنی یہ ہے۔ وہ یہ جان رہے ہیں۔ جس طرح ہم کھاتے پیاتے ہیں اسی طرح محبوب کھاتے پیاتے ہیں۔ جس طرح ہم چیتے پھرتے ہیں اسی طرح محبوب چلتے پھرتے ہیں۔ جس طرح ہم رہتے ہیں اسی طرح محبوب میں بھی یہ ساری صفیں ہیں۔

خاص لوگ وہ یہ دیکھ رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے محبوب کو اپنے صفیں عطا کی ہیں۔ ہم میں تو ایک بھی نہیں۔ اس لیے وہ جان لیتے ہیں کہ محبوب کی ایک ایک ادنیٰ صفت کو اپنا لینا چاہیے اور محبوب سے لے سونے چاہئیں۔

صاحبزادہ قال کے دور دورے میں نہ ہو۔ قالی کا ہمیشہ ہاتھ خال رہا ہے۔ صاحبزادہ کے قریب ہوا تو اگر اپنی بہتری اور فلاح چاہے ہو تو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہ چار مقام رکھے ہیں۔ قول کا حال (اعمال) شہادت ہو تو تپا ثابت ہو جاتا ہے ورنہ قول کی برکت اللہ تعالیٰ کی طرف واپس چلی جاتی ہے۔ صرف چھٹا ہی انسان کے ہاتھ میں رہتا ہے۔

قول کا اعمال شہادت ہو تو قول تپا ثابت ہو جاتا ہے۔ اعمال کا علم شہادت ہو تو تپا ثابت ہو جاتا ہے۔ علم کا اخلاص شہادت ہو تو تپا ثابت ہو جاتا ہے۔ قول شریعت ہے۔ اعمال طریقت ہے۔ علم حقیقت ہے اور اخلاص معرفت ہے۔ جس صاحب کو یہ چاروں مقام عطا ہو جاتے ہیں وہ صاحب اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔

نوٹ ۱۔

کافر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں پریم ہوں جو میرا گنہگار ہو گا میں اُسے بخش دوں نہ بخشوں یہ میری مرضی ہے۔ مگر منافق کو میں نہیں بخشو گا جو اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا وہ کافر ہے اور جو محبوب کو نہیں مانتا وہ منافق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو ادنیٰ صفیں عطا کی ہوئی ہیں محبوب کو منافق اس صفت کو نہیں مانتا اور جو محبوب اصل خطیہ علم کو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی طرف

بسیا ہے وہ محبوب کو نہیں پہچانتا اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں مانتا۔ جو صاحب بزرگان دین کی اولیٰ صفت کو نہیں مانتا وہ دنیا سے ادگت چلا جاتا ہے۔ اور جو صاحب محبوب کو نہیں مانتا وہ دین سے ادگت چلا جاتا ہے۔ اس لیے وہ منافق ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو میرا گنہگار ہو گا اُسے بخشوں نہ بخشوں یہ میری مرضی ہے۔ اور جو منافق ہے اُس کو نہیں بخشو گا۔ کیونکہ کافر میرا گنہگار ہے اور منافق میرا بھی گنہگار ہے اور میرے محبوب بھی گنہگار ہے۔ اللہ تعالیٰ سب صاحبوں پر رحمت و برکت نازل فرمائے۔ دوری سے دور رکھے اور حضور کی کاشف عطا فرمائے، بزرگان دین کی دعا و برکت سے۔  
(امین ثم امین)



## بیان غرض دعائیت

عام لوگ جو بولتے ہیں وہ غرض دعائیت کے ماتحت بولتے ہیں۔ عالم لوگ فرماتے ہیں وہ شنیدار کتاب سے فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو پکارنا زبان حال سے بولتے ہیں۔ غرض دعائیت دنیا ہے۔ کتاب اور شنیدار تو لی ہے اور حال شرہ ہے۔ قول متقبل ہے اور حال شرہ ہے۔ جس قول کا ملنا شاید نہ ہو وہ قول سچا ثابت نہیں ہوتا۔ قول سراسر ہے جو حال تک پہنچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے عنایت کی ہے۔ اعمال جس وقت تیار نہ ہوتے ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے دربار میں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اعمال کو علم کی آئینہ عطا فرما دیتا ہے۔ علم کی ہے جو حال جو فرمایا کہ وہ علم ہوگا اور علم الہی ہوگا۔

دنیا غرض دعائیت کے ساتھ ہے۔ قول سے جو عالم حلق رکھتے ہیں وہ قول کی صورت سے فرماتے ہیں شنیدار کتاب سے۔ پڑھی ہوئی اور سنی ہوئی بات بتاتے ہیں۔ بزرگان دین بات بتاتے ہیں اور اعمال عنایت کرتے ہیں۔ اعمال کیا ہے؟ صاحبو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے آنے سے پہلے سب کچھ عطا کیا ہوگا۔ اس لیے ہمیں جانتا چاہیے کہ عطا کرنے والا تو آنا کریم ہے کہ ہمارے ذمہ کوئی کام نہ رکھا اور جو کچھ عطا کیا نہ کوئی اس میں شغف رکھی نہیں چاہیے کہ ایسے کریم سے لگ جائیں۔ دنیا کی نعمتیں پیہ عطا کر چکا ہے اور دین کی نعمتیں اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے لے لینی چاہئیں۔

لینے کی صورت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ پاک ہے ہمیں بھی اس کے لیے پاک ہو جانا چاہیے۔ ہر وقت پاک ہو جانا چاہیے اور جہاں رہیں پاک رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ

کی انونق کے ساتھ۔

جو انسان پاک ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے اسے خلوت کی پاکی عنایت ہو جاتی ہے وہ فرد ہو جاتا ہے۔ اور جو صاحب اللہ تعالیٰ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ باطن ہو جاتا ہے اسے خلوت کی پاکی عنایت ہو جاتی ہے وہ فرد ہو جاتا ہے اور مردان خدا ہو جاتا ہے۔

خلوت کی پاکی تیسیم ہے اور خلوت کی پاکی تنظیم ہے۔ جس صاحب کے یہ دونوں سجدے ہو جاتے ہیں دعو اس پر سنت ہو جاتا ہے اور سجدہ اس پر فرض ہو جاتا ہے۔

صاحبو! دیکھو غور کر کے سجدہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دونوں صورتوں میں ہو رہا ہے اور ساری کائنات میں ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا۔ ہماری شنیدار ہماری کتاب، ہمارا اپنا علم اور عقل یہ سب اسے مقام میں یہ حادث مقام میں۔ محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جو اللہ تعالیٰ نے مقام عطا کیا وہ قدیم کا مقام ہے۔ اسی لیے بزرگان دین فرماتے ہیں۔ جو صاحب بزرگان دین کے قدم بقدم ہو جاتا ہے۔ اسے تمام قدیم عنایت ہو جاتا ہے۔

قدیم کیا ہے؟ پاک رہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور باطن ہو اللہ تعالیٰ کے محبوب کے ساتھ۔ جس صاحب کو تمام قدیم عطا ہو جاتا ہے وہ بزرگان دین کی صف میں شمار ہو جاتا ہے اور با جماعت ہو جاتا ہے۔ جماعت کے ساتھ ہو جانا ہے۔ یہ ایسا ساتھ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں اللہ والوں کا گروہ ہی جائیگا۔

اللہ تعالیٰ نے قول کو اعمال پر آمار ہے۔ اعمال کو علم پر آمار ہے اور علم کو انصاف پر آمار ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے کتاب حبیبی اور اعمال پر حبیبی نشا؟ کتاب نشا ہو اور نمونہ محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صورت ہو۔

قول اعمال تک پہنچا دیتا ہے۔ اعمال بزرگان دین۔ جن لوگوں کا بزرگان دین کے ساتھ میل جول ہو جاتا ہے وہ لوگ اعمال تک پہنچ جاتے ہیں۔ جن کا میل جول نہیں ہوتا وہ قفل ہی کے دور دورے میں رہتے ہیں۔ حقیقتاً قول لے جاتا ہے کثافت کو لطافت کی طرف اس وقت جس وقت کثافت کا میل ہوتا ہے لطافت کے ساتھ۔ لطافت کی جتنی صنعتیں ہیں وہ اہل ہیں۔ کثافت کی جتنی صنعتیں ہیں وہ ضائع ہو جانے والی ہیں۔

میل جول کی صورت میں ایک ناجائز صورت چلی جاتی ہے اس کی جگہ ایک جائز صورت آ جاتی ہے۔ پھر ناجائز صورت چلی جاتی ہے جائز صورت آ جاتی ہے۔ اسی طرح پھر ناجائز صورت چلی جاتی ہے، جائز صورت آ جاتی ہے۔ ایک ایک کر کے ناجائز سب نکل جاتی ہیں۔ جائز سب آ جاتی ہیں۔ کثافت پر لطافت کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ رنگ ٹھوڑی۔

• رنگ ٹھوڑی، بری صنعتیں چلی جاتی ہیں اچھی صنعتیں آ جاتی ہیں اچھی صنعتیں ہو جانے کا نام اعمال ہے۔ جب اعمال سچا ثابت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بار میں تو اس سچے اعمال کو اللہ تعالیٰ علیہ السلام عطا فرماتا ہے۔ وہ صاحبِ دُشمن نہیں ہو جاتا ہے۔ انسان جس تکبر سے دیکھ رہا ہے۔ کثافت سے تسکون رکھتی ہے اور کثیف ہی کو دیکھ رہا ہے اور جسے نور بصیرت عطا ہو جاتا ہے وہ صاحبِ معنوں کے اعتبار سے دیکھتا ہے جس صاحب کے معنی لطیف ہو جاتے ہیں۔ وہ صاحبِ ضرورت کے اعتبار سے بھی لطیف ہو جاتا ہے۔ مالک کو جو دار و باریا ہے مالک تمام پر قرب اور مالک کی صورت کیا ہے؟ اگر پہلی عادات اس میں ہیں گی تو یہ کیسی صورت ہے۔ جو مالک اپنی عادات کو بزرگان دین پر قربان کر دیگا۔ اسے قرب کی صورت عنایت ہو جائے گی۔ معنوں کے اعتبار سے بھی اور صورت کے اعتبار سے بھی جس صاحب کے عادات تبدیل ہو جاتے ہیں وہ صاحبِ معنوں کے اعتبار سے بھی ادیا ہو جاتا ہے اور صورت کے اعتبار سے بھی ادیا ہو جاتا ہے۔

صاحبو! سنو اور عمل سے فائدہ اٹھاؤ۔ چھوٹی سے چھوٹی مہربانی عادت سے بھی دور رہنا چاہیے اور اس سے گزر جانا چاہیے۔ اسی لیے ادیان میں کوئی کام مازنا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر بلا ہوتا ہے۔ عادت جاتی نہیں ہے تبدیل کی جاتی ہے۔ بری عادت دے کو جب اچھی عادت دلا مل جاتا ہے تو وہ بری عادت اس کی بدل دیتا ہے اور اچھی اس کو عطا کر دیتا ہے۔ یہ نام اور صداقت کے ساتھ تحقق رکھتے ہیں۔ اسی لیے صدق ہی صدیق سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مہربانی صدق پر ہی گنتی ہے صدیق کی۔

صدق پر صدیق کی مہربانی ہے۔ صدق۔ مہربانی ثابت ہی نہیں ہوتا اور نہ سچا ثابت ہونے کی کوئی صورت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔

مقام صدق۔ سب صاحبوں کے لیے مقام تسلیم کو لازم پکڑو اور بری عادتوں سے دور رہو۔ قرب والی عادتوں کے قرب و جوار میں ہے۔ جس وقت یہ مقام آ جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، مہربانی جتنی ہوتی ہے ایک ایک کر کے نکل جاتی ہیں۔ اچھی جتنی ہوتی ہیں ایک ایک کر کے شامل ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہی مقام رکھا ہے۔ فائدہ اولیٰ۔ مقام ایک ہے نام دو ہیں۔ جو دوست ہوتا ہے اس کو فائدہ پہنچتا ہے اور جو غیر ہوتا ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جس کو قرب کی نعمت عطا فرماتا ہے۔ ساتھ ساتھ اسے ترچے اور پھیرنے کی بھی توفیق عطا فرماتا ہے۔ تلب ترضی کا عطا ہو جاتا ہے۔ سوز صدیق ہونے کا انعام اتر آتا ہے بزرگان دین کی طرف سے۔ کیونکہ ان کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔

جس کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہو یہ سب کامل ہے۔ دنیا کی صورت سے جو سبب ہو وہ سبب ناقص ہے۔ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کے لیے کریم ہے۔ اپنے پیاروں کو قرب کی نعمت عطا فرماتا ہے۔ سبب سبب کامل۔

راستہ دہی راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہر طرح پرستقیم۔ یوں کے لیے شاہد اور مسلمانوں کے لیے شرع۔ شرع محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ مولا کے لیے فراق ہو تو یہ سوزِ صدیق ہے۔ اپنے لیے ہو تو یہ دوری ہے اور مجاز ہے۔ محبت کو مزاجات سے دور رہنا چاہیے۔ یہ فرق ہے۔ اس کا فراق۔ فراق دینا ہے۔ سوزِ صدیق ہو تو وہ فراق کامل ہے۔ جو اپنے لیے ہر وہ فراق ناقص ہے۔ مزاجات کے معنی فرق ہے۔ مزاجات سے دور رہے تو قرب کی نعمت اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عطا کر دیتا ہے اپنے فضل سے۔

اللہ تعالیٰ نے بزرگانِ دین کو اتنا بڑا شرف عطا فرمایا ہے نہ مانے بزرگانِ دین کو تو دفعہ نہ مانے مخلوق۔ صدیق کو اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی شان عطا فرمائی ہے صدیق پر صدیق کی مہر نہ گئے تو قول سچا ثابت ہی نہیں ہوتا۔ نہ پہلے بھی ایسا ہوا ہے نہ اب ہو رہا ہے نہ قیامت تک ہوگا کہ "قول سچا ثابت ہو بغیر صدیق کی مہر کے"۔

صدیق ہونا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مقام ہے۔ طالب صدیق ہے اور مادی صدیق ہے۔ اسی طرح ناروق ہونا بھی محبوب کا ایک مقام ہے۔ غنی ہونا بھی محبوب کا ایک مقام ہے اور ملا ہونا بھی محبوب کا ایک مقام ہے۔ سترِ وحدت (صلی اللہ علیہ وسلم) ان تمام مقامات کی جان ہے۔ سترِ وحدت جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسی لیے حدیثِ پاک میں فرمایا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔  
جُئْتُكَ رَجُلًا مَحْبُوسًا لِحُبِّي - دُلْتُكَ دَرْجَتِي - رَوَّحْتُكَ رَوْحِي -

سترِ وحدت ————— جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اعلاص ————— حضرت علی کریم اللہ وجہہ

علم ————— حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

عمل ————— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

قول ————— حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

یہ چاروں مقام سترِ وحدت کے ہیں۔ یہ چاروں نام بھی سترِ وحدت کے ہیں۔ یہ چاروں انعام بھی سترِ وحدت کے ہیں۔ اور یہ چاروں فرمان بھی سترِ وحدت کے ہیں۔ فرمان اللہ تعالیٰ کا۔

اسی لیے حضرت میراں تیرہ جگہ حتمِ تاج اولیا فرماتے ہیں۔

بھیکھا وہ نہ کوڑے ہو کر گز کو جانے اور

ہر دے گئے گریبلسی گز دے نہ بخور

یہ مال ہے اس کے علاوہ جو ہے وہ سب تال ہے۔

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو مقام صدیق عطا فرمائے۔ سوز عطا فرمائے۔

قربے جوار عطا فرمائے اپنی رحمت سے۔ (امین شامین)



## بیان مصائب و آلام

اللہ تعالیٰ نے پانچ مقام پایسے کے لیے آزمائش کے رکھے ہیں۔

پہلا مقام — خوف  
دوسرا مقام — عبودیت  
تیسرا مقام — کمی مال  
چوتھا مقام — کمی جان  
پانچواں مقام — لذت کی کمی

اللہ تعالیٰ نے یہ پانچ مقام صبر کے رکھے ہیں جو پورا رہے اللہ کے فضل سے، اُسے خوشخبری اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہو جاتی ہے۔

خاص انخاص جو مصائب آلام میں گھر چکے ہوئے ہوتے ہیں جو مصائب آلام ان پر گزر رہا ہوتا ہے، وہ کسی غیر کی طرف سے نہیں سمجھتے۔ خاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے اور جانتے ہیں کیونکہ ان کے لیے سب پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہر حال میں شامل مال ہیں۔ یہ خاص ان خاص راہ والے ہیں اور راہ ان کے لیے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ دو مقام اپنے پایسے کے لیے رکھے ہوئے ہیں مضافاً اور مزہ۔ یہ حج گھر کا حج ہے اور مقام عمرو ہے۔ احرام کا مقام ہے۔ وہ ہمیشہ کے لیے پاک ہو جاتے ہیں جو خوشی سے رہے اس مقام پر اس کی اپنی بھی نعمتی ہو جاتی ہے اور اس کے عالم کی بھی نعمتی ہو جاتی ہے اور خوف و خطر سے گزر جاتا ہے۔

ہم لوگ بیماری کے بیماریں۔ خاص لوگ زار کے بیماریں۔ زار، زار، زاری۔ خاص انخاص لوگ بیماری کے بیماریں۔ ہم لوگوں پر جب بیماری آتی ہے تو وہ بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کوہ آلام ان پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ خاص لوگوں پر جب بیماری آتی ہے وہ اللہ کے خوف سے رونے لگ جاتے ہیں۔ اسی لیے وہ زار زار کے رخص ہیں۔ خاص انخاص لوگوں پر جب بیماری آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ سے لگ جاتے ہیں کیونکہ وہ یاد رکھے ہیں ہمارے ہوتے ہیں اور بیماری ان کے لیے سواہی بن جاتی ہے۔

ننگے کی صورت کیا ہے؟ وہ (خاص انخاص) بسط کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہیں اور بعض کو اپنی طرف سے سمجھتے ہیں۔ اور جب بعض کا مقام آتا ہے وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کا مقام ہی نہیں رکھا۔ بسط کا مقام رکھا ہے۔ اس طرح ان کے وجود میں قرب کی طبعیاتی آ جاتی ہے اور جو ان کی آنکھ سے گہرا راز چپک رہے ہوتے ہیں عشق الہی ہیں۔ وہ ہر قطر و ہر حال کا بلاوے کر آتے ہیں۔ اللہ والے جان چکے ہیں اللہ کے فضل سے،

بسط کے معنی راہ راست۔ بعض جس پایسے کو آتی ہے اس کے معنی انام کے نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اور انعام دینا چاہتا ہے اس لیے بعض کا مقام آیا ہوا ہے۔

اللہ والے جب بعض ہوتی ہے تو صبر کرتے ہیں اللہ سے۔ جب بسط ہوتی ہے تو شکرت کرتے ہیں اللہ سے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "میں صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں اور شکرت کرنے والوں کے ساتھ ہوں" ۱۱

یہ رحمت و برکت کی صورت ہے اللہ تعالیٰ جسے نوازتا ہے اُسے پناہ بندہ نہایت ہے۔ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندے کا ہو جاتا ہے۔

صاحبزادہ بنو، جس طرح عام لوگوں پر مصائب آلام آتے رہتے ہیں اسی طرح ولیوں، اولیاء، غوثوں اور قطبوں پر بھی آتے رہتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے عام لوگوں پر جب آتے ہیں تو وہ کسی صورت کی طرف سے سمجھتے ہیں خاص لوگوں پر جب آتے ہیں تو وہ اپنے اعمال کی وجہ سے سمجھتے ہیں اور خاص ان خاص لوگوں پر جب آتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہیں۔

جو لوگ کسی صورت کی طرف سے سمجھتے ہیں وہ مصائب آلام میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ خاص لوگ ہوا اپنے اعمال کی وجہ سے سمجھتے ہیں وہ آئندہ کے لیے غیر اعمال سے پاک ہو جاتے ہیں۔ خاص ان خاص لوگ جو مانتے ہیں کہ مطالب اور غیر مطالبی مصائب اللہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے لیے کفیل ہو جاتا ہے۔ اس کے راستہ میں غیر نہیں رہ سکتا۔ جتنی صفیں مینہ جو دروں وہ سب ہٹا دی جاتی ہیں۔

جان لینا چاہیے، اگر مصائب آلام ختم ہو جائیں تو انعامات سب ختم ہو جائیں اور درجات بھی سب ختم ہو جائیں۔

(۱) عام لوگوں کے لیے مصائب آلام کی صورت ہے؟ وہ قول کی صورت سے ہوتا ہے۔

(۲) خاص لوگوں کے لیے مصائب آلام کی کیا صورت ہے؟ وہ ان کے اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۳) خاص ان خاص لوگوں کے لیے مصائب آلام کی کیا صورت ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ حقیقتاً انہیں اور انعام بنیاد سے ہوتا ہے۔

عام اور خاص وہ ہیں جاتے ہیں جو کسی صورت کی طرف سے سمجھتے ہیں یا اپنے اعمال کی وجہ سے نہیں سمجھتے۔

خاص ان خاص جو اللہ تعالیٰ سے مل جاتے ہیں وہ ثابت رہتے ہیں اور کامیاب رہتے ہیں ہر تمام پر۔ وہی لوگ ہیں دنیا جن کی دین ہے اور دین مولا ہے۔ جس وقت مصائب آلام کی صورت ہو تو دیکھنا چاہیے کہ

(۱) دل چال کی صورت سے ہو رہا ہے۔

(۲) اپنے ان خاص اعمال کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو رہا ہے۔

اگر دل چال کی وجہ سے ہو رہا ہو تو نام بدل دینا چاہیے۔

اپنے اعمال کی وجہ سے ہو رہا ہو تو اپنے اعمال سے توبہ کرنی چاہیے۔ ایسے اعمال سے جس سے نسا دیر ہو۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو رہا ہو تو صبر کرنا چاہیے۔

مصائب آلام کو سلامتی کا پہلو عطا ہو جائے تو شکر ادا کرنا چاہیے۔

اس تمام پر حضرت مولوی غلام رسول فرماتے ہیں۔

مت صورت دل دیکھ پیا کسے معنیان تھیں دل پاویں

بھیک بھلی بیگیاں صورت کس کس نون گل لاویں

دوست کے ساتھ دوستی کرو۔ اور مخالفت کے مطابق رہو اپنی خلوت

کی صورت سے اور مہلت کی صورت سے۔

اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے اپنے بندوں پر۔ وہ کرم کرنا دیتا ہے ہر حال میں۔

اللہ تعالیٰ صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر تمام پر سلامتی سے رہنے

کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر تمام پر بزرگان دین کا ساتھ ساتھ رہے، اسی طرح

نواز سے جس طرح اپنے پیادوں کو نوازنا ہے نواز رہا ہے اور نوازنا رہیگا۔

(امین تم امین)

یہ نقشہ (نقشہ تقدیر ازلی مابدی) بزرگان دین نے ساری کائنات

کے آگے رکھا ہے۔ عالم باصوت میں جو تکلیف اور مصائب آلام چھنتے



ہیں ان سب کا مال بیان کیا۔ ساتھ ساتھ ہی مال کے سبب حاصل رفتہ راہ  
برکتوں کے ساتھ فرمایا

(۱) پہلا مقام عالم ناموسوت۔ عالم ناموسوت میں حقیقت بھی  
موجود رہتی ہے اور مصائب آلام بھی موجود  
رہتے ہیں۔ امر کا کوٹ موجود ہے۔ پیار و داخل ہو جاؤ کیونکہ رحمت کا  
دروازہ کھلا ہوا ہے جو داخل نہ ہو گا وہ عالم ناموسوت میں موجود ہے۔ اسے  
لازمی ہر مصیبت کا سرحد لے کر نا ہوگا۔ جو صاحب تقدیر ابدی کو قبول نہ کرے  
گا اسے تقدیر اذلی کو مجبوراً قبول کرنا پڑے گا۔

۲۔ دوسرا مقام مقام حقیقت۔ ہر مصائب آلام میں حقیقت  
موجود رہتی ہے۔ جو کام کرنے سے ہمیشہ  
نقصان پہنچتا ہے۔ اس کام کو جو کر رہا ہے اسے کرنے والا چھوڑ دے جتنی بھی  
اپنی صورتیں دکھتا ہے عالم ناموسوت میں ان سب کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے  
ذکر کو لازم کر دے۔ یہ صورت رحمت، برکت اور فلاح کی ہے۔ ہم سے پوچھو  
تو یا دو دو ہے۔ نہیں تو آپ اپنے لیے جو سنا بھی ذکر چن لو گے وہ بزرگانِ حق  
کا ہی چنا ہوا ہوگا۔ ذکر کی صورت کوئی بھی ہو، کسی مقام کی ہو وہ بزرگانِ حق  
کی ہی صورت ہوگی۔ دنیا میں ایسے اللہ والے کو دھونڈو جو با حقیقت ہوں جس  
انسان میں حقیقت نہ ہو وہ مردہ ہے۔ جو با حقیقت ہے وہ زندہ ہے حقیقت  
حق سے ہے۔ بھول جانا پیارے کی خاص صفت ہے۔

۳۔ تیسرا مقام مقام شفاعت۔ اللہ تعالیٰ نے بھول جانے  
پر پیارے کو آنا انعام عطا فرمایا جو لوگ  
قیامت تک بھولتے رہیں گے اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کی بدولت معاف  
فرماتے ہیں گے۔

۴۔ چوتھا مقام مقام ساکن۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے جو انسان  
مصائب آلام میں گھر چکا ہو اسے اپنی تمام

حس و حرکت چھوڑ کر ساکن ہو جانا چاہیے، اپنی ذات سے بھی اور صفات سے  
بھی۔ اللہ تعالیٰ جس قسم کا اپنے پیارے سے کام لینا چاہے گا۔ اُسی قسم کا  
نیا رکھا جائیگا۔ جہاں جائے پیارا اُسی مقام پر اُسی قسم کا علم عطا کیا جائیگا۔  
اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا ہے۔ میرا چنے پیارے سے جیسا بھی کام لینا چاہتا  
ہوں اُسے خود تیار کرنا ہوں۔  
اللہ تعالیٰ رحمت و برکت نازل فرمائے بزرگانِ دین کی دعا و برکت  
سے۔ آمین ثم آمین

(۱۶) تعبیر خواب : خواب کی تعبیر کے تین مقام ہیں۔

پہلا جزو : وہ کتاب اور شئید سے تعبیر بیان کرتے ہیں۔

دوسرا جزو : جو روح و ظلم پر لکھا ہوا ہو وہ دیکھ کر بیان کرتے ہیں۔

تیسرا لکل : کل کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ شرف عطا ہے جو بیان

کرے اور جس کی تعبیر بیان کرے۔ اسی کا شان نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔ یہ وہی مقام ہے جس مقام پر حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : صاحب حال

۱۔ مکیاں روح ظلم ویاں بھلاں ہر دیاں آباں میں ہی ٹالاں

۲۔ تہہ درج میرے ممکن پونجی ملک مسلم سیاسی

۳۔ اسی مقام پر حضرت احمد رضا خان صاحب مجدد صاحب حال فرماتے ہیں۔

۴۔ نعتیں با شاعر جس سمت دوزی شان گیا

ساتھ ہی مثنوی رحمت کا قلم دان گیا

اسی مقام پر خباب قادری صاحب فرماتے ہیں۔

۵۔ وجود واحد ہے چوں سیاسی تعبیر اس کے حروف سائے

بجز سیاسی اسے قادی دیکھ کر کیم کیا ہے اور وال کیا ہے۔

(۱۷) کلمات : صاحبو! جان لو! بزرگان دین کے عارج

اوتنے کا عنوان کیا ہے۔ ان کا عنوان عشق

ہے۔ ساری کائنات کا عنوان اور بعد عناصر ہے جس میں یہودی، نصاریٰ، ہندو

چوہرے، چار، کا فزاد فانی ملک۔ اللہ تعالیٰ نے مقام کلمات جو رکھا ہے

یہ مشترک مقام ہے۔ البتہ عناصر سے جو کائنات متعلق رکھتی ہے وہ کسی ہے۔ بزرگان دین

سے جو کائنات متعلق رکھتی ہے وہ وہی ہے۔

صاحبو! جان لو! اور جتنے فرشتے ہیں انہی کے متعلق جو وہ کہیں گے ہونے

لگ جاتا ہے کسی علم سے اسی کو نام اور نام لگ سکتے ہیں بزرگی حقیقتاً

پیارو یہ بزرگی نہیں ہے یہ بھی کسب ہے اور کسبوں کی طرح ہاں یاد رکھنا چاہیے۔

کسب اور کسبوں سے بالا ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے سب فرشتے اللہ تعالیٰ سے کس

ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وہ کام کرتے ہیں اس کا انعام آتے

لگ جاتا ہے۔ نیک کے متعلق بزرگان دین کو اللہ تعالیٰ نے شرف عطا فرمایا ہے دین کا۔

دین کیا ہے؟ وضو۔ وضو کے تین مقام رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے نہ مانا نہ کسے ہی نام

رکھے ہیں پہلا وضو جو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے محبوب علیؑ نہ دیکھو کہ وہ شریعت کا وضو ہے نہ دگر

وضو جو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے جبکہ وہ طہارت کا وضو ہے۔ تیسرا وضو جو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے محبوب

وہ حقیقت کا وضو ہے۔ پہلا پانچ دقتی ہے، دوسرا سات دقتی ہے اور تیسرا

پہر دقتی ہے۔ یہ بھی جان لینا چاہیے یا رو عام سے خاص بندے اور خاص سے

خاص انہی میں سے جو صاحب پانچ دقتی ہوگا سات دقتی بھی وہی ہوگا۔ اور چوتھی

دقتی جو گاہر دقتی بھی وہی ہوگا پہلا جزو ہے، دوسرا جزو علم اور تیسرا لکل

مانا کے بھی تین ہی مقام رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے، پانچ دقتی شریعت کی

نماز ہے۔ سات دقتی طہارت کی نماز ہے اور ہر دقتی حقیقت کی نماز ہے۔ پانچ

دقتی شریعت کی صورت ہے سات دقتی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی

کے لیے اور ہر دقتی اللہ تعالیٰ کے لیے۔ صاحبو! جان لینا چاہیے وضو کی جو

شرط ہے یہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شرط ہے۔ جو انسان وضو نہیں کرتا اس پر

سجدہ فرض ہی نہیں ہوتا۔ حکم جاری رہتا ہے۔ ساری کائنات کے لیے اور ہر

وقت جاری رہتا ہے۔

عشق کیا ہے؟ پاک۔ اللہ تعالیٰ کے لیے پاک رہے انسان اور ہر مقام پر

پاک رہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ عرض و رعایت سے پاک رہے۔ محبوب

صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر وقت وضو رہے اور ہر مقام پر با وضو رہے اور پاک

رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جس وقت چن لیتا ہے اسے ذاتی علم عطا کرتا ہے

اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی صفیں وضو کی ہیں جس بندے اللہ تعالیٰ

ہیں وہ باقی جائیں اُسے صفاتی علم بھی عطا کر رہا ہے اور وقت وقت پر عطا ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے بندے کے پاس جس وقت کوئی سوال ہے کرتا ہے اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترتا ہے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اپنا صفت، زہر، زہر اور قطر کچھ بھی نہیں ہوتا (بزرگان دین کا بھی یہی حال ہے) محبوب آنا پاک ہے ماسوا اللہ کے کچھ بھی نہیں رکھتا۔ جو صاحب ماسوا اللہ کے کچھ نہ رکھے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کفیل ہو جاتا ہے۔ اور ہر مقام پر کفیل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے کا چلنا پھرنا، بٹھنا اٹھنا، سونا جاگنا، کھانا پینا اور سنا سہنا، دوستی اور دشمنی پر سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جاتی ہے۔ بزرگان دین جو کہتے ہیں اللہ کے ملک سے کہتے ہیں۔ اور لوگ جو اربعہ صفتیں رکھتے ہیں وہ جو کہتے ہیں وہ ملک کب سے کہتے ہیں جو بزرگ جزدی ہیں جس وقت کوئی ان کے پاس کوئی سبب نہ کر جاتا ہے اس سبب کا اُسے انعام عطا ہو جاتا ہے۔ بزرگان دین کے پاس جس وقت سبب دنیا کے کر مخلوق مافی ہے تو وہ دعا کرتے ہیں یا اللہ! اس کے لیے جو بہتر ہو وہ کرے سبب دنیا کے لیے۔ اور اس انسان کو فرشتے میں بزرگان دین۔ پیچھے وضو کر دینے والے کی نماز ادا کرو۔ جس وقت وہ پانچ گنا کرے لگ جاتا ہے پھر سات وقت نماز کا وضو کر دیا جاتا ہے اور سات وقت نماز کا سب سے پہلے جاتا ہے اور سات وقت نماز کی تربیت دی جاتی ہے جس وقت سات وقت پر وہ قائم ہو جاتا ہے تو اس کو ہر وقت وضو کر دیا جاتا ہے اور ہر وقت نماز کا عزم پیدا کیا جاتا ہے۔ جس وقت وہ ثابت قدم ہو جاتا ہے۔ تینوں مقاموں پر وہ صاحب پتہ ہو جاتا ہے اسے سبب بھی عطا ہو جاتا ہے اور سبب بھی عطا ہو جاتا ہے۔ اس لیے بزرگان دین فرماتے ہیں جس سبب کا خیر دنیا ہو وہ سبب ناقص ہے جس سبب کا خیر دین ہو وہ سبب کامل ہے۔ بزرگان دین کے دربار پر دونوں چیزیں عنایت ہوتی ہیں۔ دین اور دنیا۔ جو صاحب جزدی ہیں وہاں دنیا ہی عنایت ہوتی ہے دین نہیں۔ جس صاحب کو تینوں مقام وضو اور

نماز کے عطا ہو جائیں وہ دنیا میں کامل ہو جاتا ہے اور دین میں کامل ہو جاتا ہے۔ مولا کے لیے اکل ہو جاتا ہے۔

صاحبوا جان لو! بزرگان دین ساری کائنات کا میل کرانے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ اسی لیے بزرگان دین کا ہر مقام پر میل لگا رہتا ہے۔ خلوت کی صورت سے اور جلوت کی صورت سے۔ وحدانیت کی پالی کے تعلق حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں۔

جو پاک بن پاک باقی دے مولا کی جان پیتی ہو

جو صاحب دین اور دُعا کا انعام لینا چاہتا ہے۔ وہ مولا کی خدا کی تلاش میں رہے۔ مولا خدا پاک ہیں اللہ تعالیٰ سے اور با وضو ہیں اللہ تعالیٰ کے محبوب صلائے عید کے رسم سے۔ جو ان بزرگان دین کی ماضی میں ماضی ہو جاتا ہے اسے شریعت کی بھی پالی عطا ہو جاتی ہے طہارت کی بھی پالی عطا ہو جاتی ہے۔ اور حقیقت کی بھی پالی عطا ہو جاتی ہے۔ وہ انسان اربعہ صفت سے گزر جاتا ہے اور کثافت کے جتنے دھب ہیں اس پر سے سب اتر جاتے ہیں۔ لطافت کے جتنے مقام ہیں وہ سب جلوہ گری کرنے لگ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔

### ۱۸۱، ساتی

حضور پُر نور حضرت میاں خد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب وقت قطب ان، سرانچ اولیا اور اپنے وقت کے حضور حضور کرخی تھے۔ اس لیے آپ جو بھی زبان پاک سے فرماتے وہ ایسا معلوم ہوتا کہ فرماں اللہ کا فرمان ہے۔ جو حضور پاک فرمایا کرتے تھے حال ہوتا، ماضی میں پایا جاتا اور مستقبل میں پایا جانے والا۔ پایہ دہی پایہ جو بزرگان دین نے پایا۔ اور پایہ چاہنے والے کا پایہ۔ پایہ بزرگان دین کا قدم۔ قدم سے نقش قدم۔ معدوم کرخی کی خلوت سری ستمی اور سری ستمی کی جلوت معدوم کرخی۔ اسم پاک جو بزرگان دین کے ہیں یہ اسم ہستی میں۔ اپنے اپنے مقام پر، اپنے اپنے



زمان میں اپنے اپنے جہان میں، اپنے اپنے وقت میں اور اپنی اپنی ساعت میں۔ یہ جلوہ افروز فرما رہی، سرتاج عاشقان اور سرتاج لاطن، سرتاج غارنوں، جلوہ کا عاشقان، جلال محبوبان، پیائے خیر والے

تے خیر والے، ناز والے تے یار والے۔ تاج والے تے معراج والے، غریب والے تے نور والے۔ جاگنے والے اور جگانے والے، بات والے، چاہے جانے والے اور چاہنے والے۔

پیادو! یاد رکھنا چاہیے جو جو مقام اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں ان میں تیس ایک جاری ہیں گئے نام بدلتے ہیں گئے۔ اسی لیے اب حال پر نام سے انکار کرنا چاہیئے اور نہ مقام سے انکار کرنا چاہیئے۔ انکار کرنے والا نام سے تارک اور مقام سے گزر جاویگا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جتنے اللہ تعالیٰ کے مقبول اور محبوب کے نام پاک ہیں۔ ایک ایک نام پر ایک ایک مقام رکھا ہوا ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ نامنے والا ہمیشہ نامہ میں رہتا ہے اور نہ نامنے والا وہ ہر وقت نقصان میں رہتا ہے۔

(۱۹) کسے اکثر گناہ لاحق ہو جاتا ہے بزرگانِ دین ملتے ہیں باحقیقت زندہ ہے اور بے حقیقت مرده ہے۔ باحقیقت اللہ تعالیٰ پر انحصار کرتا ہے اور بزرگانِ دین کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ اور بے حقیقت اپنے عمل پر انحصار کرتا ہے۔ جو عمل ہل کرنے والا کر رہا ہو اس میں جب خوبی پیدا ہو جاتی ہے اور مخلوق اللہ کو اس سے نادمہ پہنچنے لگ جاتا ہے تو اسے نفس امارہ دیتا ہے کہ اب تو دلی ہو گیا ہے۔ جو کہہ رہا ہے وہی ہو رہا ہے۔ علم لوگ بھی اسی کو بزرگی سمجھتے ہیں اور جس سے ایسا ہو رہا ہے وہ بھی اسی کی بزرگی سمجھتا ہے۔ اس لیے وہ اپنے ناقص عمل کی وجہ سے اس میں الجھ جاتا ہے جب الجھ جاتا ہے تو نفس کے پھندے

میں آتا ہے نفس کا کارن ہوا ہے اسی لیے وہ برائی میں مبتلا ہو جاتا ہے کب ہے۔ جو باحقیقت انسان ہیں وہ جو برتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ہیں یاد وہ بزرگانِ دین کے ماست پر رہتے ہیں۔ ان کا عمل جو بھی

اللہ تعالیٰ صبر اور رضا کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے پیاروں کا ساتھ ساتھ رکھے اور غیر سے محفوظ رکھے بزرگانِ دین کی دعا و برکت سے۔ امین ثم امین

(۲۰)

اہل تصوف و اہل حق کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں شنید

تعلق رکھتے ہیں اور کتب سے تعلق رکھتے ہیں جس طرح اور مذہبوں والے تعلق رکھتے ہیں وہ اپنی شنید اور کتابوں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملا سکتے ہو جاتے ہیں۔

اہل حق :- ان کی دین سے بنیاد رکھی جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب علی علیہ وسلم سے باہر رہتے ہیں پانچ وقت، سات وقت اور وقت اور اللہ تعالیٰ سے پاک رہتے ہیں۔ لفظ ہی اپنے آپ پر خود دلالت کرتا ہے۔ اہل حق اس کو وہ پاسکتا ہے جو اہل ہو اور جو حق کے اہل ہو اہل کون ہے؟

المحبوا للہ والطیعو للرسول والذی الامر منکم محبوب علی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے مانوس ہے۔ میں محبوب کے اہل ہونا چاہیئے۔ اہل ہونے کی مسلمان کی پہلی شرط یہ ہے کہ محبوب سے باہر نہ ہو۔ اہل تصوف کتاب شنید سے تعلق رکھتا ہے۔ اہل حق وہ حق کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جس طرح عاشق اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ اہل تصوف روحی، طبعی، فنی اور مری انہی مقامات میں الجھ رہتا ہے۔ جس میں جاتا ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے۔

اس مقام پر سلطان باپ فرماتے ہیں کہ  
تکلیف ہے دنیا کی ہریا کی ہریا ذکر زانی ہو  
روشنی جتنی ترستی سہی راہ حسیدانی ہو  
اسی مقام پر حضرت میراں سید صبیحہ فرماتے ہیں  
پڑھنا گناہ کسب ہے اور سوائے جیب  
جس پر عیاں شوہ لے اور پڑھنا کے نصیب  
بزرگان دین فرماتے ہیں با حقیقت مذہ ہے اور بے حقیقت مردہ کہتا ہے خیر  
میں جو اچھا رہیگا وہ بے حقیقت رہیگا۔ جو حق دلوں سے لگ جائیگا اُسے حق عطا  
ہو جائیگا۔

(۲۱) تقدیر سبب کے ساتھ واجب ہے جو سبب کے گزیر  
جاتا ہے تقدیر اُس کے تابع ہو جاتی ہے۔ انسان کا  
اپنا سبب ذاتی تقدیر کا بگاڑ ہے۔ بزرگان دین سبب نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی  
طرف سے وسیلہ اور دعائے کا دروازہ ہیں۔ کیونکہ بزرگان دین داخل ہیں جو  
انہیں وسیلہ پاتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ سے داخل ہو جاتا ہے۔ بزرگان دین فرماتے  
ہیں شرک سے پاک ہوئے کی بس ایک ہی صورت ہے سبب سے دور شرک سے  
دور۔ تیس سے پاک۔ اس مقام پر ساری حلال ہو جاتا ہے جسے روشنی میں اذیت  
روشنی کا کوئی سایہ نہیں، اذیت کے سایہ موجود ہے۔ ہر مقام پر یہ ذاتی ہے  
روشنی ساکن چاندیہ متحرک ہے۔ روشنی علی ہے اذیتہ جزو ہے۔ روشنی  
کے معنی لطافت ہے اور ساتھ ساتھ ہی خیر بھی موجود ہے۔ اذیتہ اگلافت ہے اور  
ساتھ ساتھ خباثت بھی موجود ہے۔ اذیتہ اذیل ہے اور روشنی دین ہے۔  
پیارو! جان لو جس سبب کا نتیجہ رہا ہو وہ سبب کامل ہے اور لطافت  
کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جس سبب کا نتیجہ دنیا ہو وہ سبب ناقص ہے اور  
کثافت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم  
کو ذاتی سراجامینہ فرمایا۔

(۲۲) قلبی الروح صریحاً ہے۔

پیارو! جان لو حقیقت روح جو ہے وہ امر رب  
ہے جو صاحب اللہ تعالیٰ کے امر میں رہتا ہے وہ روح ہے۔ جو صاحب نفس  
کے تابع رہتا ہے وہ بے روح ہے کیونکہ روح امر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جو  
صاحب اللہ تعالیٰ کے امر کے تابع رہتا ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باطن  
رہتا ہے وہ روح با حقیقت ہے اور جو نفس کے تابع رہتا ہے وہ بے روح ہے  
اور بے حقیقت ہے۔

پیارو! عمل کو فضیلت نہیں۔ محبوب کے رخ کو فضیلت ہے۔ عمل تو اور  
ہو جس میں بھی ہو رہا ہے صرف نام بدلے ہوئے ہیں۔ وضو اور نہ زکوی اور  
غصب میں نہیں ہے۔ جو صاحب اللہ تعالیٰ سے پاک ہو جاتا ہے۔ وہ  
حقیقت ہے اور جو صاحب محبوب سے باطن ہو جاتا ہے وہ با حقیقت ہے۔

(۲۳) ساروں کا تقدیر سے تعلق  
تساروں سے انسان کی تقدیر کا کوئی  
کام نہ ملندہ ہے یا انسان کا مقام بلند ہے یا تسارے انسان کے لیے  
ہیں یا انسان ستارے کے لیے ہے؟ اللہ تعالیٰ ساروں سے پاک ہے۔  
پیارو! حقیقت یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا ستارہ دیکھ پائے انسان پیارے  
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی میں لکھ جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ستارہ جو محبوب کی میں کو دیکھ لیتا  
ہے وہ تر جاتا ہے دونوں جہانوں میں۔ تمام روشنیوں بزرگان دین کی روشنی  
ضیائے رہی ہیں سرور مینو۔ اللہ تعالیٰ نے چراغ جلیلا منوت اور  
جلوت کے اذیتہ کو روشن کرے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے۔ دعائیت کا چراغ  
میں ہوتا تھا چراغ سے چراغ لگ جائیگا ہے۔ مشرکت کے لیے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم  
کو روشن کیا گیا۔ طریقت کی رو سے منور کیا گیا محبوب کو۔ حقیقت کی رو سے جمال  
عطا کیا گیا محبوب کو۔ اور معرفت کی رو سے کمال عطا کیا گیا محبوب کو۔



### جمال محمد کمال محمد

یہ چار مقام اللہ تعالیٰ نے ضیاء کے رکھے ہیں اس کے علاوہ جو اور ہے وہ سب اندھا ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے جس ستارے کو انسان مان لے گا وہ ستارہ انسان پر غالب آ جائے گا کیونکہ اس نے اسوا کو مان لیا۔ اور جو عجب اللہ تعالیٰ کو جان لے گا ستارہ اس کے تابع ہو جائے گا۔ شدید جزو ہے کتاب جزو اعظم ہے درام الکتاب کل ہے۔ حقیقتاً پہلے جزو اور جزو اعظم کل کے جزو ہیں۔ جسے کل عطا ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں مقام (جزو اور جزو اعظم) اس کے جزو ہو جاتے ہیں۔ کل دعویٰ ہے جزو اور جزو اعظم یہ دونوں شہد ہیں۔ دعویٰ موجود ہو تو شہادت ہوتی ہے۔ مگر دعویٰ ہی موجود نہ تو شہادت غیر کا کام دیتی ہے۔ پیمانہ: یہ سب امور صداقت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ صداقت کے لیے غیر بھی خیر ہو جاتی ہے۔ اگر صداقت موجود نہ ہو اس کے لیے خیر بھی ہو جاتی ہے۔ جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے محبوب علی اللہ علیہ وسلم سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جن لوگوں کے اندر چل تھا وہ چل کے جیسے بن گئے۔ اس مقام پر حضرت مولوی غلام رسولؒ فرماتے ہیں:

ماہل آپ قرآن سٹ جو ماردا اے  
کوئی کہے توڑی سکدا مار نہیں

(۲۴) معجزہ قرآن پاک

قرآن پاک حکم ہے  
اللہ تعالیٰ کا حکم  
انسان مرنے سے جانا ضروری نہیں ہے چاہے قول سے اس کے بعد اعمال ہے۔ اعمال کے بعد علم ہے۔ ماننے کے معنی عمل ہے۔ عمل کے معنی علم ہے اور علم کے معنی جانا۔  
پیادہ! حکم کو جاننے کی کوشش نہ کرو مشقت میں پڑ جاؤ گے اسی

لئے بزرگان دین نے فرمایا ہے۔ قول سواری ہے جو اللہ تعالیٰ نے اعمال تک پہنچا دیئے کے لیے عنایت کی ہے۔ اعمال بزرگان دین۔ اور جو وہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کر رہے ہیں اور جو وہ جان رہے ہیں دل سے جان رہے ہیں۔ اسی لیے بزرگان دین نے فرمایا قول حکم ہے۔ اعمال بزرگان دین کا وجود ہے۔ حکم بزرگان دین کا مل ہے۔ انما یرفعہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل دل کے لیے۔ اسی لیے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دل عنایت کیا۔ فرشتے کو دل نہیں عنایت کیا عمل عنایت کیا ہے۔ اس لیے فرشتے حکم کو جانتے ہی نہیں۔

قرآن پاک کو جانا ہو تو بزرگان دین کو جاتو۔ اگر بزرگان دین کو نہ جانو گے تو قرآن پاک کو جانا تمہارا اپنے علم سے ہوگا۔ انسان کا علم حادث ہے قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور قدیم ہے۔ قدیم قدم سے بنتا ہے۔ قدم بزرگان دین کا نقش قدم غلاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دالہ داصحابہ و بارک وسلم۔

بزرگان دین کو جانا یہ قرآن پاک کو جانا ہے۔ ان کے قول کو سننا یہ قرآن پاک کو سننا ہے۔ قرآن پاک کو پڑھنا یہ سنت ہے اور سننا فرض ہے۔ اسی مقام پر حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں:۔۔۔

منے قرآن ہم ہیں قرآن بیان ہمارا

اللہ کے پیادو! اٹھو۔ قرآن پاک سے دین کا بھی فائدہ اٹھاو اور دنیا کا بھی فائدہ اٹھاو۔ جس جا پر مصائب آلام جمع ہو جائیں۔ وہاں قرآن پاک سارا بڑھ کر ختم کرو دنیا چاہیے۔

اب حال پر رات قدر (سیدہ القدر) کی کوئی ہے؟ اللہ کے مقبول اور معجب جب تہجد کے وقت اٹھیں ان میں آفت ہو سوز ہو اگر گراں ہو اور ساز ہو۔ اسی ساز سے ملاطمتیں اور طوطی نہیں ہے۔ وہ خاص

کہاتے پیارے کی زبان سے کھلائے جاتے ہیں اور نئے جاتے ہیں حال پر۔  
جس رات کو جس پیارے پر چاروں مقام آجائیں۔ الفت، سوز، گماز اور  
ساز عا اس پر رات قدر کی آجاتی ہے۔ اس پیارے کا قطرہ سمندر اور نذر

پناہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں۔ قطرہ چشم سوز الفت۔ اس لیے بزرگان دین  
فرماتے ہیں قرآن پاک ختم کرنے سے تمام مصائب آلام ختم ہو جاتے ہیں جب  
ایک مصائب آلام ختم نہ ہوں۔ بار بار اسی عمل کو دہرانا چاہیے۔ واسطے  
ہر کام کے سہولتی ہوگی۔ یہ عمل کرنے والا اپنی طرف سے کسی دنیاوی کام  
کی نئی ابتدا نہ کرے۔ اگر کرے گا تو سلامتی کی وحدانیت ٹوٹ جائے گی۔  
نئی سبب دیکھا ہے کہ ہوا اللہ کے اور کچھ چاہنا۔ اپنی طرف سے ابتدا  
نہ کرے ساکن رہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔

اللہ کے پیارے۔ سوز۔ قرآن پاک سے دین اور دنیا کا فائدہ اٹھاؤ۔  
بزرگان دین فرماتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد قرآن پاک پڑھنا۔ بزرگان  
دین کا خاص ایک دکن ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے دربار میں جو بھی  
اللہ تعالیٰ کا محبوب عمل کرے وہ اولیٰ ہو جاتا ہے جس کا عمل اولیٰ ہو جاتا ہے وہ  
اولیٰ ہو جاتا ہے اولیٰ کا پہلا مقام تہم الہا۔

جو قرآن پاک پڑھا سوز پڑھے گا وہ بزرگان دین کی صف میں شمار نہ  
کیا جائیگا۔ جو صاحب قرآن پاک پڑھا سوز انہیں وہ کوئی نہ کوئی کسرت  
یاد رکھتے۔ اولیٰ سورۃ فرقان یاد رکھتے ہیں۔

صاحبو! صبح کی نماز کے بعد سورۃ تزلٰی پڑھی جائے پھر اللہ تعالیٰ کے  
ہم کا ذکر کیا جائے۔ اس کا عمل بھی آسانی ہوگا جتنا قرآن پاک پڑھے ہوئے گا۔  
دعا کے دو شاہد ہیں۔

دعا درود پاک اور الدین کے لیے دعا مغفرت۔

اللہ تعالیٰ کے دربار میں جس وقت مومن کوئی دعا کرے۔ کم از کم تین مرتبہ  
درود سلام پڑھے اور درود بھیجے۔ دو تین مرتبہ اپنے والدین کے لیے دعا کرے  
اللہ تعالیٰ کے دربار میں۔ دکن موجود ہو جائیں گے وہ دعا قبول ہو جائیگی۔

(۱) دعائیں درود پاک پڑھنا ابتداء میں محبوب پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا

(۲) قرآن پاک پڑھنا صبح کی نماز کے بعد۔

(۳) اور ماں باپ کے لیے دعا مغفرت کرنا۔

ہیں دعائیں یہ تین کن پائے جائیں گے وہ دعا جلدی سے جلدی قبول  
ہو جائے گی۔

عالم تانس کے لیے ذکر غفری کی زیادہ فضیلت  
(۲۵) ذکر غفری ذکر جلی ہے۔ ذکر اللہ تعالیٰ سے مانوس ہوتا ہے۔

اس کے لیے ذکر غفری کی بھی فضیلت ہے اور ذکر جلی کی بھی فضیلت ہے نہ کہ  
اللہ تعالیٰ سے مانوس ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہر مقام پر نصیب  
ملے رہتا ہے۔

خاص انخاص۔ وہ اللہ تعالیٰ سے مانوس ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ  
مخلوق کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نعمت اترتی

اس کے پاس۔ وہ ہر وقت مخلوق اللہ کو تقسیم کرتا رہتا ہے۔ یہ  
تمام رحمت اور برکت کے ہیں۔

تقسیم کیا ہے؟ ہدایت اور نور۔ نور ہدایت — بغیر ہادی کے ہدایت  
ہو سکتی ہے۔ نور ہدایت نہیں ہو سکتی۔ نور ہدایت اللہ تعالیٰ نے ہادی کی

شاہد عطا فرمایا ہوا ہے۔ ہدایت دعویٰ ہے، نور ہدایت اس کا شاہد ہے  
دعویٰ کا کوئی شاہد نہ ہو وہ دعویٰ قابلِ سماعت نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ

مخلوق ہے۔

ہدایت کا مرتبہ - اللہ امین ہر مقام پر

نور ہدایت کا مرتبہ - زبان برائی سے پاک ہو۔

حلال چیزیں حلال ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہوئی ہیں اپنے محبوب کے لیے (صلی اللہ علیہ وسلم) تکبیر جو جائز ہے تو طیب ہو جاتا ہے۔ تکبیر نہ ہو تو خطرہ موجود رہتا ہے ہر مقام پر۔ یہ خطرہ خطرے سے خالی نہیں۔ کیونکہ تکبیر کے شاہد بزرگان دین ہیں۔ جس پر تکبیر نہ ہو وہ غرور ہے اور غیر ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے سب کو مقام تسلیم و رضا عطا فرمائے بزرگ دین کی دعا و برکت سے۔ (امین شہ امین)

(۲۹) (۱) الفا - دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ

۱۲۳

کا فرمان عبادت کی صورت سے آتا

(۲) ورود - سائل کے سوال کے لیے فیض ہونا اللہ تعالیٰ کا چاہے

سائل کی صورت قول سے ہو یا اعمال سے ہو یا علم سے ہو یا اخلاص سے ہو۔

دروود کی حقیقت - نہ ہونے کو ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے صاحب حال کے لیے۔ یہ درود ہے۔

دل نہ خفا ز کے بعد سے جنت میں جائے گا نہ روزہ کے سبب سے

جنت میں جائے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں جائیگا۔ سخاوت،

پاک دلی، انصاف اور شفقت کے سبب سے جنت میں جائیگا۔

حدیث شریف میں ہے۔ سخی لا فریہی ہر اس کی اللہ تعالیٰ حفاظت

فرماتا ہے۔

سخی کا مدارج نہ دے پاک ہے۔ سخاوت گزر جانے پر جاری ہے ہر

مقام پر۔

سخی کو اللہ تعالیٰ نے تین مقام عطا فرمائے ہیں۔ سائل جس وقت آتا

ہے اس کا مقصود موجود ہو تو آتا ہے۔ کیونکہ بھیجے والا علم سے بیجا ہے۔ پہلا مدارج۔ جلوت میں تلاش کرے صاحب حال مقصود سائل کا۔

اگر وہاں نہ ہو تو جلوت میں تلاش کرے صاحب حال۔ جلوت میں نہ

لے تو حائل درپیش آسکا ہے اس کا مقصود اس کے پاس ہوگا۔ صاحب حال

- تلاش کر کے اسے مقصود دے اور بے نیاز کرے سائل کو جیسے بے نیاز

کیا ہے اللہ تعالیٰ نے صاحب حال کو۔

(۳) الہام (خواب) اللہ تعالیٰ ان کی کم کم کنیز بتاتا مگر جیسے چاہے۔

.... اور ادب ہی کے متعلق راز افشا کیا جاتا ہے محبوب (دلی) پر۔

جن جن تمام یز نقصان پہنچے کا احتمال ہو اس کے متعلق آگاہ کیا جاتا

ہے۔ عام کے لیے خاص کے لیے اور خاص خاص کے لیے۔ جو لوگ محبوب کے

حکم کو اللہ تعالیٰ کا حکم مانی کہ اس پر کار بند رہتے ہیں۔ ان پر جو نقصان کے

مقام آئے دالے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تبدیل ہو جاتے ہیں۔

بزرگان دین جو فراتے ہیں جو لوگ نہیں مانتے وہی ابدی ازلی بن کر

وارد ہو جاتا ہے۔ پھر اس کا کوئی تدارک نہیں رہتا۔ اسی لیے بیان دیا ہے بزرگان

دین نے ہوت و قسم کی ہے ازلی اور ابدی۔ جو صاحب ابدی کو قبول کر لیتا

ہے ازلی اس کی سواری بن جاتی ہے۔ اور جو صاحب ابدی کو قبول نہیں کرتا۔

ازلی اس پر سوار ہو جاتی ہے۔

ابدی حال ہے ازلی متعلق ہے۔ جو صاحب حال کو قبول کر لیتا ہے متعلق

اس کے لیے حال بن جاتا ہے۔ حکم سب ازلی ہے اللہ تعالیٰ کا۔

کائنات محبوب کے لیے ہے۔ اور جہاں جہاں مخلوق کو نقصان پہنچے گا

احتمال ہو۔ اس کے متعلق آگاہ کیا جاتا ہے عام کے لیے خاص کے لیے اور

خاص خاص کے لیے۔ جو لوگ محبوب کے امر کو مان لیتے ہیں ان کے لیے

وہی ازلی ابدی بن جاتی ہے۔ وہ صاحب صاحب حال ہو جاتا ہے اور



مستقل اس کا شاہرہ ہو جاتا ہے۔ جو صاحب امر کی حد کے اندر آ جاتا ہے  
اللہ تعالیٰ اذی اُسے معاف کر دیتا۔ ابدی اُسے عطا کر دیتا ہے۔ جس طرح  
حضرت نور علیہ السلام کی شہادت میں جو آگے وہ محفوظ رہے۔ جنہوں نے  
تسلیم نہیں کیا وہ سادہ و برباد ہو گئے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے، ولی کا اپنا ذاتی نہ صفاتی، کوئی زیر اثر نقطہ، نقطہ  
اور حرف۔ نہیں ہوتا۔

پیارا! جو کچھ بھی ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔ اسی بزرگان  
دین فرماتے ہیں۔ بزرگان دین کتاب اور شہید سے نہیں ہیں کتاب اور شہید بزرگان دین  
سے ہے۔ عام شہید کے ساتھ ہے خاص کتاب کے ساتھ ہے اور خاص خاص ام  
الکتاب کے ساتھ ہے۔

(۴) نظر بصیرت۔ جو صاحب اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے وہ کثرت  
کو دیکھتا ہے۔ کیونکہ آنکھ کثیف ہے اور کثیف ہی کو دیکھ رہی ہے اور جو صاحب  
معنوں کے اعتبار سے دیکھتا ہے وہ لطافت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور دل کی آنکھ  
سے دیکھتا ہے۔ نظر بصیرت اُسے عطا ہو جاتی ہے۔ پہلے قول ہے اس کے بعد اعمال  
ہے اور اعمال کے بعد علم ہے۔ جسے علم اپنی عطا ہو جاتا ہے اُسے علم کی آنکھ عطا ہو  
جاتی ہے وہ صاحب مدقن ضمیر ہو جاتا ہے۔ جو صاحب اپنے علم سے گزر جاتا ہے  
اللہ تعالیٰ کا علم اُسے عطا ہو جاتا ہے۔ اسی بزرگان دین نے بیان دیا ہے۔ ساری  
کائنات کی بنیاد اربعہ عناصر سے ہے۔ بزرگان دین کی مشاعر عشق سے ہے۔ جن  
لوگوں کا تعلق اربعہ عناصر سے ہوگا۔ اُن کی بصیرت بھی اربعہ عناصر سے ہوگی اُن  
کو درد بھی اربعہ عناصر سے ہوگا۔ اُن کا الغیا بھی اربعہ عناصر سے ہوگا۔ جس صاحب  
کی سم اللہ عشق سے ہوگی اُسے نظر بصیرت بھی اللہ تعالیٰ سے عطا ہوگی۔ الغیا بھی  
اللہ تعالیٰ سے عطا ہوگا اور درد بھی اللہ تعالیٰ سے عطا ہوگا اربعہ عناصر سے  
جو مقام تعلق رکھتے ہیں وہ اُن نام ہی ہوگا انعام نہیں ہوگا۔ انعام نام میں موجود

(222)

نہیں، انعام اللہ تعالیٰ سے ہے۔

فلح کس لیے نہیں ہے؟ اربعہ عناصر و دے جہیں وہ نام سے تعلق رکھتے  
ہیں۔ جو عاشق ہیں وہ نام سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور نام والے سے بھی تعلق رکھتے  
ہیں۔ اربعہ عناصر کے جتنے مقام ہیں وہ کثرت سے تعلق رکھتے ہیں عشق کے  
جتنے انعام ہیں وہ لطافت سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اولیاء، ولی  
غوث، قطب اور اہل جزد کی بھی صورت رکھتے ہیں۔ جزد و غلیم کی بھی صورت  
رکھتے ہیں اور کل کی بھی صورت رکھتے ہیں کسی کو نظر بصیرت عطا ہوتی ہے کسی  
کو درد عطا ہوتا ہے کسی کو الغیا عطا ہوتا ہے۔ یہ تینوں انعام کل کو عطا ہوتے  
ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندے کو عطا ہوتے ہیں اور کل سے عطا ہوتے ہیں۔

بزرگان دین نے بیان دیا ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے  
جتنے ہی اور رسول آئے جزد اور جزد و غلیم کی صورت سے آئے حضور پر نور صلی اللہ  
علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سب مقامات عطا کیے اور حضور پر نور کل ہوئے۔ سب  
نیووں کے تمام مقامات اور مقامات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا کیے۔

اب قیامت تک اولیائے امت  
کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدفے جتنے دیں گے۔ انہی سہارے تمام  
ذریعہ اور آلے قیامت تک چلتے ہیں گے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پاک ہو کر  
اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری دیتے رہیں گے محبوب کی بدولت صلی اللہ علیہ وسلم  
اللہ تعالیٰ سب ماحول کو بزرگان دین کے نقش قدم پر چلیے گی کو توفیق  
عطا فرمائے۔ ہر تمام پر سلامتی عطا فرمائے۔ (آمین)



### بیان شہادت

” اللہ کے پیار و سناہ میں اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر رہے ہیں۔ کیونکہ جہاد اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور محبوب کا راستہ ہے۔ جو اس راستہ پر شہید ہو جاتا ہے اسے شہادت اللہ تعالیٰ کے فضل سے عطا ہو جاتی ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر لگ جاتا ہے۔ یہ لگن ہی لگن ہے۔ پس جو لگے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستہ پر یا یہ ان سے لگ جاتے ہیں۔ شہدائی جماعت استیلا سے نبی چلی آئی ہے اور انتہا تک پہنچی رہی۔

پیارو۔ حال پر ہو گیا رہا ہے؟ جو پہلے جماعت نبی ہوئی ہے، حال پر جو لڑ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر۔ ان کی مدد کے لیے تمام شہداء آج بڑے ہیں حال پر وہ جماعت شہداء کی معنوں کے اعتبار سے بھی کام کر رہی ہوئی ہے اور صورت کے اعتبار سے بھی کام کر رہی ہوئی ہے۔ وہ برگزیدہ انسان ہر حال میں ثابت ہے یہی اور ثابت قدم رہتے ہیں جو جماعت حال پر غیور کی صورت سے لڑ رہی ہوئی ہے وہ شہدائی جماعت کی برکت کی وجہ سے ثابت قدم رہتی ہے اور کامیاب رہتی ہے۔ جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر کام آجاتے ہیں وہ شہدائیں شامل ہو جاتے ہیں اور جو صاحب باقی رہ جاتے ہیں انہیں غازی ہوتے کا مقام اللہ تعالیٰ عطا کر دیتا ہے۔

صاحب! سن لو۔ شہید شہادت سے بنتا ہے جو زمین اللہ تعالیٰ کے حکم کو مانے

ہیں اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر رہے ہوتے ہیں حال پر۔ حکم ایک دعویٰ ہے جو حکم کو مان لیا ہے جس کا حکم ہوتا ہے وہی اس کا شاہد ہے۔ محبوب کا راستہ بھی ایک دعویٰ ہے۔ جو محبوب کے راستہ پر لگ جاتا ہے محبوب اس کا شاہد ہے۔ اس لیے شہید کے دو شاہد ہیں۔

اللہ تعالیٰ شاہد ہے شہید کا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب شاہد ہے شہید کا۔ حکم کو ماننا ضروری ہے جاننا ضروری نہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم“۔ مرنے کی شان۔ شان تسلیم۔ بزرگان دین نے حال پر جب وہ کے چار مقام فرمائے ہیں:-

- (۱) پہلا جہاد نفس سے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننا۔
- (۲) دوسرا جہاد۔ جان سے جان کو محبوب کے راستہ پر لگنا۔
- (۳) تیسرا جہاد۔ مال سے مال کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا۔
- (۴) چوتھا جہاد۔ زبان سے زبان سے اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرنا اور محبوب پر صلوات و سلام بھیجنا۔ دودھ پاک جاری رکھنا۔ دیون کا شیوہ ہے۔ جن نفسوں کو اللہ تعالیٰ شرف کیے چار مقام عطا کر دیتا ہے وہ انسان پاک تر ہو جاتے ہیں۔

سب اللہ والے عالم کے لیے بھی دعائے خیر کر رہے ہیں۔ خاص کے لیے بھی دعائے خیر کر رہے ہیں اور خاص انھیں کے لیے بھی دعائے خیر کر رہے ہیں۔ تمام جماعتیں اللہ تعالیٰ تمام مومنوں اور مسلمانوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور محبوب کے راستہ پر

لڑ رہے ہیں اور دعائے خیر کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں فتح نصرت عطا فرمائے۔ ہر مقام پر کامیابی عطا فرمائے اور حفاظت فرمائے جس طرح بزرگان دین کی حفاظت فرمائی ہر مقام پر اپنی رحمت سے۔ آمین ثم آمین۔



حکم نہ ہے جس لیے وہ حکم لیتے تھے وہ تیرہ نکلے تو ہم کے لیے حیوانی کا مقام آتا ہے اس کے بعد پریشانی ہوتی ہے جہاں پریشانی آجاتے پھر دوبارہ حکم کی ہاں ضرورت پر مانی ہے جو حکم پیسے ہو چکا ہو جس پر اگر پیسے حکم پر ماضی رہے تو حیوانی اور پریشانی سے محفوظ رہتا ہے۔ مگر اگر پریشانی کا اثر فعال نہ پائے گا تو اسے بھی اسی اثر فعال کے حکم سے جوتا ہے مگر بھی اثر فعال کے حکم سے ہوتی ہے۔ اس میں پوچھ نہیں ہوتی چاہیے۔ پوچھ ہوگی جو اسے ملنے والا تھا، ملے گا مقام نہیں رہیگا اور اسی پر اس کو چھوڑ دیا جائے گا۔ سب سے پہلے جاننے والی یہ بات ہے اس مقام پر جو کچھ میل جول سے کوئی کا نہ نہیں پسنا جو پہلے کہے تھے ہی کرنا پڑتا۔

نہیں لوگ جو تربیت کی صورت سے ہی وہ جانتے ہیں منافع بھی اثر فعال کی طرف سے

نقصان بھی اثر فعال کی طرف سے ہے۔ حیوانی بھی اس میں آتی اور پریشانی میں اس میں نہیں آتی۔ اور نہ ہونے پر پوچھ کر مقام ہی نہیں پسنا تو اسے وہ خاص لوگ فلاح کے نام میں شمار جاتے ہیں۔ اور خاص میں اس میں بھی جو تربیت کی صورت میں کوئی ضرورت نہیں کہتے سوائے محبوب کے بجاہت بھی نہیں دیتے۔ اس لیے ان کے لیے محبوب کا حکم کہ ہے وہ حکم کو گھڑنا ہے جس میں اور حقیقتاً محترم حکم ہو جاتے ہیں۔

ہاں لوگ جو سمجھتے ہیں خود پروردگار کے متعلق کو حضور پروردگار کا علم جانتے تھے اور دنیا کا علم نہیں جانتے تھے جہاں میں چاہیے تھا جو اثر فعال کے لیے چاہتے تھے جو کچھ لیے ساری کائنات بنائی جس کے لیے کائنات بنائی وہی کائنات کا عالم ہو سکتا ہے اگر وہ اس کا علم نہ جانے گا تو اور کوئی اور ملنے والا نہیں ہو سکے گا اور نہ اس سے مل سکے گا۔ جتنی شےیں اثر فعال نے بنائیں محبوب کے لیے شےیں بھی نکالیں۔ ساتھ میں ہی قرار دیں اثر فعال نے جو کچھ لیے سب کچھ کیا وہ فعال تھے سب کچھ اثر فعال نے نہ ضرورت کے لیے جو شےیں بنائیں، غیب میں رکھا ہوا ہے۔

ہاں لوگ درمیں لوگ مقررہ اثر بنا سکتے ہیں یا شکل دستور دیکھ سکتے ہیں۔ یا رنگ و بو نہ سکتے ہیں حقیقتاً شکل دستور بھی جو کچھ لیے لوگ جو بھی جو کچھ لیے ہے درمیں کو اثر بھی جو کچھ لیے ہے اور ان میں جو غیب میں ہے جس کیلئے سب شےیں بنائی ہیں اسی کو وہ عمل اثر فعال نے نکالا ہے۔

اس لیے سب کچھ اثر فعال نے محبوب کیلئے بنایا تو اس کا علم بھی اثر فعال نے محبوب کو عطا کیا ہے۔ ہم لوگوں کیلئے بزرگان دین فرما تھے کہ تو بات دین کی سمجھتا ہے تو وہ سمجھتا ہے تو اس پر ماضی میں کونسا کونسا کونسا ہے جو غلط جانتے والا ہے، حقیقتاً وہ اس کا علم نہیں جانتا۔ اس کیلئے وہ غلط ہے کیونکہ وہ خود غلط ہے۔ جو زبان کو زبان کو اس کو نہ پڑھو کہ وہ۔ میں فتنا اثر فعال اس کا علم عطا کرے گا پھر یہی غلط۔ ہمارے لیے سب کچھ ہو گا کہ کسی۔ سمجھ بھی آتا ہے نہ تھا۔ غلط جانتے والا حقیقتاً وہ اپنے ایک مقام کو غلط کر لیتا ہے۔ وہ ساری عمر کے لیے اس سے گزر جاتا ہے۔ اس میں کچھ ایسا کہ وہ جہاں بھی رہے فعال فی الواقع اسے۔ یہی کوئی اور شے کا ذمہ اثر فعال نے نہ رکھا ہے۔

الرَّحْمَنُ نَأْسُلُكَ بِهِ خَيْرًا

(پہلے فرقان)

(وہ) مہر والا ہے، اپنی جانتے والے (مہر عزت) سے اس کے اوصاف پوچھو۔

تشریحات آں باہو





## تعارف

حضرت سلطان العارفين باہر کو تصوف سے تعلق رکھنے والے عام خاص اور خاص انہیں بھی لوگ ملتے ہیں۔ آپ اُس زمانہ میں تصوف کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔ آپ مادر زاد دلی تھے۔ نو عمر ہی میں آپ انوار الہی اور تجلیات الہی میں مستغرق رہتے تھے جو آپ کو دیکھ پانا دیوانہ و مستانہ ہو جاتا۔ اس چشمہ معرفت سے بے شمار مخلوق خدا راہ راست پر لائی۔ حال پر بھی آپ کا دیوانہ سحر چمکھ خلق عام و خاص ہے۔ آپ علم ظاہری نہیں رکھتے تھے بلکہ انہی تھے۔ اس مقام پر برنگین دین فرماتے ہیں کہ بزرگان دین کتاب شنیعہ سے نہیں ہیں بلکہ کتاب شنیعہ بزرگان دین سے ہے۔ عام شنیعہ کے ساتھ ہے۔ خاص کتاب کے ساتھ ہے اور خاص انہیں اُم الکتاب کے ساتھ ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ علم اللہ تعالیٰ ہی کو عطا فرماتا ہے اس لیے کہ مخلوق خدا یہ کہہ سکے کہ اللہ تعالیٰ کا پیرا کتاب شنیعہ سے بول رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قول ہی عطا کیا تھا اعمال بھی عطا کیا تھا اور علم بھی عطا کیا تھا۔ علم الہی۔ آپ نے مخلوق خدا کو متعلق حقانی عرفان ربانی سے روشناس کرایا ہے۔ آپ نے جو حقائق بیان کیے ہیں سوائے عارف کامل اور عارف مکمل کے اور کوئی بیان نہیں کر سکتا۔

عامی زبان میں آپ نے تصوف کی ایک سو چالیس کتب لکھی ہیں۔ وہ سب تصوف میں بلند مقام رکھتی ہیں۔ آپ نے جو کلام پنجابی آیات کی صورت میں کیا ہے وہ سب حقائق حقہ اور جہر و ریزہ سے مزین ہے۔ ادیبانے کلام پر گہر اور بعض بعض مقامات پر دعوائی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اس وقت جو کلام فرماتے ہیں وہ بھی حقائق حقانی پر مبنی ہوتا ہے۔ عام مخلوق جو ظاہری بینی سے تعلق رکھتی ہے وہ علم الہی کو نہیں پاسکتی حقیقت تو یہ ہے کہ انسان کے پاس جو سپاہ ہوتا ہے اُس سے ہی ناپتا ہے۔ انسان حادث ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب قدیم

ہے۔ حادث قدیم کے علم کو پاس نہیں سکتا۔ عارف بائند کے متعلق کو ماننا سوائے عارف کامل اور عارف مکمل کے کسی کو علم نہیں کیونکہ عام مخلوق کا یہ مقام ہی نہیں۔ اس کے متعلق خود حضرت باہر فرماتے ہیں کہ

”عارف دیگی عارف جاننے کی جاننے نفسانی ہو“

عارف کے کلام کو عارف ہی جانتا ہے عام کو بھی وہی درک نہیں خاص کو بھی ہاں درک نہیں۔ خاص انہیں کو درک ہے جتنا اللہ تعالیٰ عطا فرمائے حقیقت یہ ہے کہ جس صاحب کو اللہ تعالیٰ اپنا علم عطا فرمائے، وہی اس کلام کو جان سکتا ہے۔

محبوب کو اللہ تعالیٰ نے اپنا علم عطا فرمایا۔ اس مقام پر حضور پر نور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صیغہ پاک میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو میں سب سے زیادہ انعام عطا کرنا چاہتا ہوں اُسے اپنا علم عطا فرماتا ہوں اور سچے کی بھی توفیق عطا فرماتا ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے مخلوق خدا کی تعلیمی کام میں چاہتا ہے تو اس بندے کو مخلوق خدا کی طرف اپنا علم عطا کر کے بھیجا جاتا ہے۔

معلوم ہو گیا کہ جس صاحب کو علم الہی ہوگا وہی حقائق کو لکھا حقا بیان کرے گا اور اُس کا بیان کرنا مخلوق خدا کی نفع اور بہتری کے لیے ہوگا۔ مجازی علوم و فنون میں بھی ایسا ہی ہے۔

حضرت سلطان باہر کا وصال جاری تھا فی ۱۱۰۲ھ بروز جمعہ المبارک کو ہو رہا تھا۔ آپ کے وصال کے بعد سے لے کر آج تک پنجابی آیات کا کسی بزرگ دیدہ انسان نے اس قدر مقامی عارفانہ بیان نہیں دیا۔

اب حال پر سلطان العارفين آئے ہوئے ہیں اور وہی مقام رکھتے ہیں جو حضرت سلطان باہر کا تھا۔



”ناظرین و سامعین کو اس مقام پر۔ جتنا ضروری ہے کہ عطا باجوہ کی ایک مقام کا نام ہے اور سلطان العارفین بھی ایک مقام کا نام ہے۔ یہ مقام ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ ہر زمانے میں سلطان العارفین اور سلطان باجوہ بھی موجود رہتا ہے۔ یہ مقام دائم ہے۔ آئے جلتے والے حکم سے آتے جاتے ہیں۔

کسی نام کا انسان جو جب یہ سلطان العارفین اور سلطان باجوہ کے مقام پر آجاتا ہے تو وہی سلطان العارفین اور سلطان باجوہ جاتے ہیں۔ قیامت تک مقامات جاری رہیں گے اور نام بدلتے رہیں گے۔ پیادوں کو مرتبہ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔ جس زمانے میں جو صاحب اس مرتبہ پر آجاتا ہے اُسے وہی مقام عطا ہو جاتا ہے۔

صاحب! ہو کا ہر وقت ذکر کرنے والا باجوہ جاتا ہے اور ہو کر جاری کرنے والا سلطان باجوہ جاتا ہے۔ یہ مقامات قیامت تک جاری رہیں گے۔ باجوہ ہوتے رہیں گے اور سلطان باجوہ آتے رہیں گے۔

حال پر حضرت مولانا محمد نذیر صاحب (پھر شریف لاہور، امام العارفین، حضرت مولانا محمد حسین صاحب مخدوم شاد دگر جالندہ) حضرت خلیفہ محمد یوسف صاحب سراج ادلیہ راولپنڈی۔ شیخ دوست علی محمد صاحب کراچی۔ حضرت مرزا نجیب الدین بیگ بہاولپور۔ شیخ عبداللہ صاحب بہاولپور۔ حاجی برکت علی صاحب (باجوہ) حضرت مرزا محمد عبداللہ بیگ صاحب (بہاولپور) حضرت مولانا حسین صاحب۔ حضرت پیراقت حسین صاحب۔ شاعر شیشی صاحب۔ حافظ محمد اسماعیل صاحب۔ آغا علی بشیر صاحب۔ احمد دستگیر صاحب۔ میاں بوست ان خان صاحب۔ شیخ سردار علی صاحب۔ حافظ محمد رمضان صاحب بٹرا فضل صاحب۔ میاں صراج الدین صاحب۔ حضرت میاں محمد اسماعیل صاحب۔ خدیو احمد صاحب حضرت سالار صاحب۔ خواجہ محمد الی صاحب۔ خواجہ بیگ عبداللہ صاحب۔ چودھری نواب الدین صاحب (رحیم یار خان)۔ حضرت غلام نبی صاحب و حضرت علی محمد

صاحب (لاہور)۔ ماسٹر غلام علی صاحب و غلام قادر صاحب۔ مولانا رحمت اللہ صاحب (لاہور)۔ چودھری سردار محمد صاحب (لاہور)۔ خواجہ غلام فرد صاحب۔ شیخ محمد نیات صاحب۔ حضرت رفیق شاہ صاحب، حافظ محمد حسین صاحب۔ چودھری عبدالغنی صاحب (بہاولپور)۔ شاہ صاحب۔ چوہدری پاکباز اور

عارف ہیں۔ اور پاکستان میں بے شمار انسان موجود ہیں جو پاکباز ہیں۔ ان دوسلوں نے احقر راہم المعروف (مذہب اسلام) سے اصل لیا کہ حضور پر نور خلیل العارفین، سلطان تعقیق، سراج ادلیہ، سراج عاشقان،

سراج عارفان، قطب لائٹاب، غوث الاعظم، تلمذ اعظم حضرت فضل شاہ صاحب، قطب عالم مذہب اعلیٰ سے درخواست کی جائے کہ حضرت سلطان العارفین سلطان باجوہ کے پنجابی آیات کی عارفانہ اور مقامی تشریح فرمائی جائے تاکہ اس مخزن معانی سے مخلوق خلک رہبری ہو اور اس سے غلام، غافل اور غافل انصاف بھی استفادہ کر سکیں۔ آپ نے درخواست منظور فرمائی اور حضرت سلطان باجوہ کے چند آیات کی عارفانہ تشریح فرمائی جو قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ جو تمام مخلوق کی فلاح و بہتری کے لیے مشائخ کی گئی ہے تاکہ اس سے مخلوق خدا بین دنیا کا فائدہ اٹھا سکے اور صحیح راستہ فقر پر چل سکے۔

عارف کے کلام کو عارف کے سوا اور کوئی نہیں جان سکتا۔ اس کے متعلق ”نارین حضرت کی توجہ مبذول کرنے کے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جس کو حضرت سلطان باجوہ نے اپنی کتاب عین فقر میں لکھا ہے اس واقعہ میں ادلیہ کے کلام کے بیان ہیں امدان بیان پر حضرت سلطان باجوہ نے بھی بیان دیا ہے لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ حضرت سلطان باجوہ کے دھماکے کو قریباً تین سو سال ہو گئے کسی نے آج تک اس میں پلٹنا کوئی بیان نہیں دیا۔ برگزیدہ انسان آپ کے بعد بھی آئے۔ لیکن جزو اور جزو اعظم کی صورت سے آئے۔ حضرت سلطان باجوہ کو اللہ تعالیٰ نے کل کا مقام عطا کیا تھا۔ اس واقعہ میں تمام ادلیہ کے کلام کے بیان، بیان کل سے تعلق

کہتے ہیں جس پر گزیدہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے "نکلی" کا مرتبہ و مقام عطا فرمائے وہی اس کا بیان کر سکتا ہے۔

حال پر حضور پر نور شمس الدینین، سلطان حقیقت و ممدون جود و سخا، تلمذ و عظیم حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم و غلام العالی نے اس پر بیان دیا ہے۔ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو جزد کا بھی مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ جزد و اعظم کا بھی مرتبہ عطا فرمایا ہے اور نکل کا بھی مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ حضرت پر نور و درنا و دل میں: بچپن میں آپ کی حالت سنی تھی۔ ۱۲ سال سنی حالت پر رہے اس زمانہ میں جو زبان پاک سے فرماتے وہ خود اللہ تعالیٰ کے دربار میں منظور ہو جاتا اور اس کو عطا ہو جاتی۔ ایک بات غور طلب ہے کہ تمام مکتبہ میاں دیا، ادیبوں، محققوں، تفسیروں، دیوانوں اور مستوفیوں کا سید لگا دینا ہے۔ ان کا تمام سامان ہوتا ہے ان میں سے جس سے مخلوق خدا کی بھلائی کا کام لینا پاتا ہے۔ اس کو مخلوق خدا کی طرف علم اپنی عطا کر کے عطا جاتا ہے۔ جب انسان صحت سے سرسبز ہو جاتا ہے اور باہوش ہوتا ہے تو پھر اس کے کلام کا کائنات میں جواب نہیں ہوتا۔ جب آپ کی سنانی صحت تھی، جس پر نظر پڑتی تو نگاہ کا شکار ہو جاتا۔ وہ دیوانہ اور ستانہ ہو جاتا۔ اب حال پر بھی یہ کیفیت موجود ہے۔ اس زمانہ میں نرنگان دین کی مجلس میں سے اکثر دیوانے اور ستانے ہو جاتے۔ آپ جس کو چہ بازار میں سے گزرتے، صدق و صدا کی آہ بواستہ لگتی۔ تو حسید و رسالت کا پرچم لہلہ لگ جاتا۔ اب حال پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق غرض و غایت ہے پاک ہو کر اللہ تعالیٰ سے دراصل ہر دہی ہے اور جو آپ کے دامن کے ساتھ لگ جاتا ہے وہ قطب ہو جاتا ہے اور اس کو پاکلاستی عطا ہو جاتی ہے۔ جو صاحب حضور پر نور کے قدم قدم ہو جائے اسے تمام دوام عطا ہو جاتا ہے۔ آپ کے دربار پاک پر ایک ہی تقسیم ہو رہی ہے عام سے، خاص سے اور خاص الخاص سے۔ آپ کا باب فیض ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ جو صاحب جس وقت آئے مزار پائے۔

موجود! یہ بات بھی ضرور جان لینا چاہیے کہ اس واقعہ میں پہلے جتنے لوگوں کے بیان ہوئے ہیں ان سے صرف دلی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ عام و خاص کا تمام ہی نہیں۔ آپ نے حضور پر نور (جو بیان دیا ہے۔ اس سے عام بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ خاص بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور خاص الخاص بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بیان درج ذیل ہے تاکہ اس شخص طاعت قلب عطا ہو۔ سبھی اس سے پورا پورا استفادہ اٹھائیں۔ اور ایمان کو تقویت عطا ہو۔

۱۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت باخیر و سلطانیؒ اور حضرت ذوالنون مصریؒ حضور پر نور اکرام المسلمینؒ امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں طاعات کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت امام عظیمؒ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ تاش کو صاف کر کے اس میں شہد بھر لاؤ اور شہد کے اوپر ایک بال رکھ لاؤ۔ خادم حکم بجالایا پھر اپنے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "ان تینوں چیزوں کے متعلق بیان فرمائیں۔ حضرت باخیر و سلطانیؒ نے فرمایا کہ "بہشت اس تاش سے زیادہ روشن اور صاف ہے۔ اس کی نعمتیں شہد سے زیادہ شیریں ہیں اور بطرح سے گزر جاتا ہے بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔"

اس کے بعد حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ اسلام کی حفاظت کرنا یا تاش سے زیادہ روشن ہے۔ اہل اسلام ہونا یہ شہد سے زیادہ شیریں ہے اور اسلام کی حفاظت کرنا یہ بال سے زیادہ باریک ہے۔"

اس کے بعد حضور اکرام عظیمؒ نے فرمایا کہ تملک دین اس تاش سے زیادہ روشن ہے۔ مسائل فقہ شہد سے زیادہ شیریں ہیں اور ان کی باریکیاں بال سے زیادہ باریک ہیں۔ حضور اکرام عظیمؒ کے خادم نے فرمایا کہ تمہانوں کا سند اس تاش سے زیادہ روشن ہے۔ ان کی خدمت کرنا یہ شہد سے زیادہ شیریں ہے اور ان کا مل خوش کن یہ بال سے زیادہ باریک ہے۔"

فقیر باہر حضرت سلطان العارفین سلطان باہر فرماتے ہیں کہ بزرگ تمام اللہ  
اس تماشے سے زیادہ روشن ہے۔ لہذا تماشہ بہرہ شہد سے زیادہ شیریں ہے۔  
تفانی اللہ بڑا، وحدانیت میں فرق ہوتا، خودی سے نکل آنا اور نفس کو مارتا یہ  
بال سے زیادہ باریک ہے۔

اس تمام پر معارف بزرگان حضور پروردگار میں سلطان العارفین و سلطان حقیقت  
سراج الہی حضرت فضل شاہ صاحب خط عظیم مظاہر العالی فرماتے ہیں کہ :-  
"اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہر وقت مشغول رہنا یہ تماشہ سے زیادہ روشن اللہ  
صاف ہے۔ وہ دو پاک میں ہر وقت مصروف رہنا یہ شہد سے زیادہ شیریں ہے اور  
اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت پاک رہنا اور محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہر وقت  
باد و منور رہنا یہ بال سے زیادہ باریک ہے۔"

صاحبو! یہ جان لو کہ ادنیٰ کے گرام کے جو بیان میں سب اپنے اپنے  
تمام پر دفع اور بند ہیں جب تک انسان صاحب مقام نہ ہو اس تمام کو پا  
نہیں سکتا اللہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ انسان صاحب مال سے جب تک  
صاحب مال نہ ہو اس پر وہ مقامات نکلتے نہیں ہوں گے۔ بزرگان دین نے  
جو حال پر بیان دیا ہے اس سے ہم بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں خاص بھی فائدہ اٹھا  
سکتے ہیں اور خاص بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ (اگر کسی نے لیے کسی مسئلہ میں الجھتا  
پیدا ہو تو آپ سے دریافت کر سکتا ہے سب کو امانت ہے)

منہر بالا اعلیٰ کے گرام کے جو بیانات ہیں ان میں ظاہر بھی ہے غفلت رکھنے  
والے لوگوں کے لیے نقصان دہ ہو رہے ہیں۔ لیکن حقیقت میں ان میں کوئی نقصان نہیں  
ہے۔ ہمارے بزرگان دین نے اس شک و شبہ کو یقین میں بدل دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عربیؒ نے شریعت کے متعلق بیان دیا۔  
حضرت ذوالنون مصریؒ نے طہارت کے متعلق بیان دیا حضور اکرمؐ نے حقیقت  
کے متعلق بیان کیا۔ آپ کے خادم کا جو بیان ہے اور وہ محبت کا تمام ہے حضرت

سلطان العارفین سلطان باہر فرماتے۔ معرفت کے متعلق بیان کیا :-  
حاضر وقت بزرگان دین حضرت محمد فضل شاہ صاحب خط عظیم مظاہر العالی  
کا بیان تمام بیانات کا جامع ہے۔ آپ کا بیان شریعت، طہارت، حقیقت اور  
معرفت کا جامع ہے۔ دین دنیا کے تمام علوم اس میں عبور گری کر رہے ہیں اور  
کرتے ہیں گے۔ دین دنیا کی نہیں اور کینیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور درود و شریعت  
میں موجود ہیں۔ انشاء اللہ ان حقائق سے عام، خاص اور خاص الہی میں بھی تغیر  
مستفیض ہوں گے اور ان کے ایمان کو اور تقویت نصیب ہوگی۔

ان ادراک میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہر کے بارہ آیات کی  
تشریح بزرگان دین نے فرمائی ہے۔ وہ شائع ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ اس سندہ  
اشاعت میں مکمل آیات کی شرح شائع کی جائیگی۔

میں بزرگان دین کی آیات سلطان باہرؒ کی شرح کے مجموعہ کا نام  
"تشریح آیات اس باہر" رکھا ہوں۔ یہ نام مقام بھی ہے اور تاریخی بھی۔  
(تشریحات اس باہر)  
۱۳۵۵ھ

آخر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ ایزدی میں دست بردار ہوں کہ اللہ تعالیٰ  
اس سرور کامل کے فیض سے ساری کائنات کو باریاب کرے۔ بزرگان دین کے  
نقشہ تدبیر پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

دعا توفیق الہی بالاندر علیہ کریمتہ والیہ انیب ط

خادم الفقرا

اتر حافظ محمد تکریم الدین اسلام (فاضل قادی)

۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ

بروز جمعہ المبارک



## دیسپاچہ باہو

اللہ تعالیٰ کا راستہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بزرگان دین کو راستہ عطا کیا ہے۔

راستہ کیا ہے؟ انسان راہِ راست پر ہو تو اسے راستہ عطا ہو جاتا ہے۔ راہِ درست کی ضرورت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سچا ہے اس کا کلام بھی سچا ہے۔ انسان بھی سچا ہی ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے کلام سے فائدہ اٹھا سکے گا اور پورا پورا فائدہ اٹھا سکے گا۔

ہم کو اتنا فائدہ ضرور پہنچے گا کہ ایک عادت رہی کہ بزرگان دین نے جو کلام کیا ہے وہی اب حال پر ہر دہائی و قیامت تک سنا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اللہ والوں پر اللہ تعالیٰ کا اتنا کرم ہے کہ ان کا کلمہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے محبوب کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ اس تمام پر بزرگان دین نے بیان دیا ہے کہ عمل کو فضیلت نہیں اور رخ کو فضیلت ہے، صاحبِ حال اس لیے کلام کرتے ہیں کہ مخلوق اللہ کا رخ محبوب کی جانب ہو اور غیر کی جانب سے پرہیز کرے جن صاحبوں کا رخ بزرگان دین کی طرف ہوگا ان کا رخ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگا اور جن لوگوں کا رخ بزرگان دین کی طرف

نہیں ہوگا ان کا رخ غیر کی طرف ہوگا

صاحبِ رخ وہی ہیں۔ غیر کا یا غیر کا۔ تمیر تمام سی نہیں رکھا اللہ تعالیٰ نے جس صاحب نے غیر کو قبول نہ کیا۔ غیر کو اسے لازمی قبول کرنا پڑے گا اور کسی عمل سے رو نہیں کر سکے گا سوائے تسلیم کے۔ اسی لیے فرمایا کہ "مومن کی شان۔ شانِ تسلیم"۔

حال پر جو بزرگان دین نے بیان دیا ہے اس بیان سے سچے صاحب کو اتنا فائدہ پہنچے گا کہ اسے نیک عادت عطا ہو جائیگی۔ پورا پورا فائدہ ہرگز زیادہ انسان

اس وقت اٹھا سکے گا جب انسان صاحبِ حال سے صاحبِ حال ہو جائے گا۔ اب حال پر بزرگان دین نے حضرت سلطان العارفين سلطان باہو کی پنجابی اہلیات پر بیان دیا ہے۔ جو لوگ حضرت سلطان باہو کے ساتھ عقیدت رکھنے والے ہیں ان کے لیے، بیان بزرگان دین کا، سمجھ آئے یا نہ آئے۔ فائدہ مندرجہ ثابت ہوتا ہے اور جو صاحبِ عقیدت کے درجے کو ابھی نہیں پہنچے۔ ان کے لیے دور رخ میں کہ انہیں اس کلام سے فائدہ بھی پہنچ سکے گا اور نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ چند ایک مقامات پر بزرگان دین نے بیان دیا ہے تاکہ ناظرین کا رخ بزرگان دین کی طرف رہے، غیر کی طرف نہ ہو۔ ہر کوئی حضرت باہوؒ نے فرمایا ہے اگر ایک ایک شعر کا ترجمہ کیا جائے تو کتاب بن سکتی ہے۔ حال پر اتنا مختصر ترجمہ کیا ہے تاکہ ناظرین اور سامعین کا تامل کی طرف رخ نہ ہو، حقیقت کی روشنی سے فائدہ اٹھائیں۔ حال پر بزرگان دین جو بیان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیان کر رہے ہیں۔ صاحبِ حال کا زیر، زبر، نقطہ اور حرف کوئی اپنا نہیں۔ اور حال پر جو ان کو عطا ہو رہی ہے وہی عطا کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ ہم اور خاص پر بھی ہوئی اور سنی ہوئی بنائے ہیں۔

صاحبِ حال! بزرگان دین پر بھی ہوئی اور سنی ہوئی بھی بناتے ہیں اور جو حال پر ان پر عطا ہو رہی ہوتی ہے۔ وہ عطا کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ اسی لیے بزرگان دین فرماتے ہیں کہ بزرگان دین کتاب اور شہید سے نہیں ہیں، کتاب اور شہید بزرگان دین سے ہے۔ عام شنید کے ساتھ ہے۔ خاص کتاب کے ساتھ ہے اور خاص ان خاص ام کتاب کے ساتھ ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ کلام اللہ تعالیٰ ہی کو عطا فرماتا ہے۔ جتنے نبی اور رس مسمور پر نور سرود کا ثبات کتابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آئے وہ جزو اور جزو اعظم کی ہندوئے آئے۔ مسمور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سب کے بعد آئے اور سب کے کئی آئے۔ اور سراجِ انبیا و مرسلین کا انعام عطا فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ اور آتی ہونے کی صفت



اللہ تعالیٰ نے آخری نبی کو عطا فرمائی۔ یہ صفت ایسی پیاری صفت ہے حضور  
پہنچو صلی اللہ علیہ وسلم کی کرب حال پر تپنا دیا، ولی غوث، قطب اور ابدال  
موجود ہیں وہ ائمہ کے جزو اور جزو اعظم ہوں گے اور جسے اللہ تعالیٰ اُم عطا  
کرے گا اُسے اللہ تعالیٰ اُم بکتاب عطا کرے گا ہے، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمی  
سہنے کی صفت قیامت تک جاری رہیگی۔ اس لیے کہ ہر زمانے میں انسان اچھے  
نہ پائے۔ دنہ خرد و خوش سے انسان بھی بھوکتا ہے کہ اُمی سارے علوم  
کا معدن کس طرح ہر سکتا ہے۔

صاحبو! جان لو۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب کے پاس اللہ تعالیٰ

کے علم سے غیر کچھ نہیں۔ عطا جو حال پر ہوتی ہے وہ محبوب کے قدم سے ہوتی  
ہے۔ اللہ تعالیٰ پہلے محبوب کو علم عطا فرماتا ہے اور وقت و وقت پر محبوب کے  
لیے عطا ہوتی رہتی ہے۔ اس عطا میں خطا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عطا اللہ تعالیٰ  
کی عطا ہے اور صاحب عطا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں۔

عطا کیا ہے؟ محبوب کی ایک صفت

خدا کیا ہے؟ غیر کی ایک صفت

صاحبو! جان لو۔ محبوب کو اللہ تعالیٰ نے سچ عطا کیا۔ غیر حجب ہے وہ  
جھوٹ ہے۔ جھوٹے کو جھوٹ کیا اللہ تعالیٰ نے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا: **مَنْ كُنَّ دُورًا وَهَكَذَا اللَّهُ، فَإِنَّهُ خَيْرٌ أَلَا كَرِيمٌ**۔

اس لیے سب صاحبوں کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ادلی صفت کو قبول  
کر لینا چاہیے۔ حرص و ہوا، طمع، غرض و غایت اور حجاب علم پر جتنی صفتیں ہیں  
یہ غیر کی صفتیں ہیں۔

صاحبو! جان لو! طمع مصیبت کا بلا وہ ہے جس گھر میں طمع ہو۔ جتنے  
غیر علوم میں وہ سب آتا ہے اور ساتھ ہی غیر مقامات بھی سب آجاتے ہیں  
طمع کے تینوں حرف غالی ہیں۔

طبع راسد حرف است

و ہر سہر تہی است

صاحبو! یاد رکھنا چاہیے کہ خیر در پیا یا ہوا ہے اور خیر کو اللہ تعالیٰ نے  
مال کا بڑا عطا کیا۔ غیر ماضی ہے اور ماضی کو دعوت دی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو خیر کا پہلو عطا فرمائے اور غیر سے دور رکھے اپنی  
رحمت سے۔ (آمین ثم آمین)

صاحبو! جان لو! ہم جو دیکھ رہے ہیں کثافت کی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں۔  
کثافت کی آنکھ ہمیشہ کثافت کو ہی دیکھتی ہے۔ کثافت جھوٹ ہے اور لطافت  
سچ ہے۔ ہنگام بن فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو  
کثافت کی آنکھ سے دیکھو۔

لطافت کی آنکھ کیلئے؟ محبوب کی ایک ادلی صفت۔

صاحبو! اپنے چہنچہ پھرنے اور کھانے پینے سے اور جسم و جان کو دیکھنے  
کے کثافت پیدا ہوتی ہے اور کثافت کا علم پیدا ہوتا ہے۔ اور کثافت کا ہی  
پالاک اُسے عطا ہوتا ہے۔ وہ صاحب کثافت ہی پالنے سے پاتا ہے جو بھی پاتا  
ہے۔ جو صاحب محبوب کی ادلی صفت کو دیکھتا ہے اُسے لطافت کا پالاک  
عطا ہو جاتا ہے اور وہ اُس پالے سے تمامی مخلوق کو دیکھتا اور پاتا ہے۔  
کثافت کا پالاک کثافت عطا کرتا ہے اور لطافت کے پالے سے لطافت عطا  
ہوتی ہے ہر مقام پر۔ اُسے کاسرہ عطا ہو جاتا ہے، وہ اپنی ذات سے  
ہر راہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے ہر راہ ہو جاتا ہے۔

اسی مقام پر حضرت سلطان العارفین سلطان باہر فرماتے ہیں

مجدد امرشد کاسرہ و تادھ دی بے پردہ ہی ہو

کی ہر راہے رایتیں جاگیں جے مرشد جاگ نہ لائی ہو

صاحبو! جان لو! رات کے جاگنے کے معنی جاگ کے نکلنے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ

کا حکم اور محبوب علیؑ شریف و ستم کار راستہ ہے۔

صاحبو! جاگو، جاگئے والوں کے ساتھ۔ کیونکہ جاگ افسانہ کو کسی طرح  
گم سکتا ہے۔ اور "جاگ" جاگئے والوں کے ساتھ گناہ ہے۔ کہیں جو صاحب  
جاگے گا اس کا ساتھ نہ ہوگا۔ جو صاحب جاگئے والوں کے ساتھ جاگے گا، اس کا ساتھ  
ہوگا اور وہ جاگئے ڈاکوں کے ساتھ ہوگا۔ جاگنا ایک دعویٰ ہے اور جاگئے والے  
اس کے شاہد ہیں۔ اس لیے جو صاحب اترتے تھے کہ کم سے اور محبوب (علیؑ) اتر  
علیؑ و سلم کی خوشنودی کے لیے جاگتے تھے، اُسے جاگ گم جاتی ہے، اس تمام  
پر حضرت میرؑ یہ بھی کہہ فرماتے ہیں۔

۱۔ دھن گھر چلی دھن جاگ ہائے شہرہ لیا ریل بھیکیہ دوائے  
صاحبو! جو اترتے تھے طے ہوئے ہیں، اس سے ریل جاؤ، ریل جاؤ  
اور گھل جاؤ۔ اور انہی کی تلاش کرو جو پھٹا اترتے تھے سے داخل ہیں۔

بزرگان دین پر ہر وقت تین کام مل رہے کرتے دیتے ہیں۔

پہلا کام۔ بزرگان دین کی ذات کے متعلق ہوتا ہے۔

دوسرا کام۔ بزرگان دین کے حرکات و سکنات اور حسنات کے متعلق ہوتا ہے  
تیسرا کام۔ تعبیر حال میں ہوتا ہے۔

صاحبو! ہمارا یہ حال ہی نہیں، ہمارا یہ تمام ہی نہیں تو ہم کس طرح صاحب  
کے کام کو جان سکتے ہیں۔ ہمارا پیالہ مملکت ہے اور بزرگان دین کا علم، علم قدیم  
ہے۔ پیالہ قدیم سے جو چھلک رہا ہو۔ حادثہ پیالے میں قدیم کا تصور ہی نہیں  
سکتا۔ قدیم کیا ہے؟ محبوب کی ایک اور صفت (علیؑ) شریف و سلم

حادثہ کیا ہے؟ اپنے حرکات اور سکنات اور کیجئے ہوئے اور نہ ہوئے  
اور تھکے سب صاحب کو اپنے حرکات اور سکنات سے محفوظ رکھے اور  
اپنے محبوب علیؑ شریف و سلم کی ایک چھلک عطا فرمائے اپنی رحمت سے۔ بزرگان  
دین نے نقشہ تہذیب پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی۔ (آمین ثم آمین)۔

(مختصر پرتو) حضرت افضل شاہ صاحب قلعہ نظام  
(علاء الدینی)

۱۳۱۳ھ میں ایک ۱۳۸۵ھ

مطابق ۶ جنوری ۱۹۶۶ء

ادارہ قادی۔ نزد والوں کا

ڈیرہ۔ انٹرنی روڈ

دھرم پورہ۔ لاہور

## تشریحات آیات سلطان باجو

(۱)

ذکر کتب سب سے اہم ہے جان بانی فدا زانی ہو  
فدا فانی تھاں مائل ہر لمحے جھڑے دسمن لاکھانی ہو  
فدا فانی نہایتوں پر جان بانی چمکی عشقی کانی ہو  
باجو، ہو دا ذکر ستریا ہر دم بار نہ لیا جانی ہو

حضرت پیر سلطان العارفين، ستریا ج اولیا شہاب العباب حضرت فضل شاہ صاحب  
غوث الاعظم دہلوی فرماتے ہیں، کہ:-

”ذکر اور فکر دونوں تمام فقر کے ذمے تمام ہیں۔ ذکر کا فکر شاہ پر تو وہ  
ذکر مکمل ہو جاتا ہے۔ مگر اس تمام پر یہ جاننا ضروری ہے کہ ذکر با حقیقت ہو تو مکمل  
ہے۔ مگر بے حقیقت ہو تو نامکمل ہے۔ اسی لیے بزرگانی دین نے فرمایا کہ با حقیقت  
زندہ ہے اور بے حقیقت مردہ ہے عمل کی کوئی صورت ہو۔“

حضرت سلطان العارفين سلطان باجو نے بے حقیقت کے لیے فرمایا ہے  
با حقیقت کے لیے نہیں فرمایا کیونکہ ذکر اور فکر دونوں تمام اولی اور ارفع ہیں۔ بے  
حقیقت کا ذکر اُسے رہ جائے اور با حقیقت ذکر اُسے (حکم دینیہ) ۱۱۱  
کے ساتھ جان لگ دیتا ہے اور اس کے ہر لمحے کے سامنے وہ فانی رہتا ہے۔ فدا فانی  
سا لکھ کے آجاتا ہے فدا فانی اللہ اس کا تمام ہو جاتا ہے اور عطا ہو جاتا ہے،  
اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

”فدا فانی تھاں مائل ہر لمحے جھڑے دسمن لاکھانی ہو“

تہیں یا ربانی عطا ہو جائیگے۔ غیر جاننا ہیگے۔ خیر کا مقام عطا ہو جائیگے۔

(۲)

قلب ہے بیتاں کی جو کیا ہو یا ذکر زانی ہو  
روحی و قلبی، یعنی ستری سبتے راہ حسدانی ہو  
شاہ نگ نہیں نزدیک وہ رہیں یا زانی جانی ہو  
نام فقر تنہا نہ باجو جھڑے دسمن ۱۱۱ مکنی ہو  
حضرت سلطان العارفين سلطان باجو فرماتے ہیں:-

”قلب ہے بیتاں کی جو کیا ہو یا ذکر زانی ہو“  
حاضر وقت بزرگان دین حضور پیر نور حضرت فضل شاہ صاحب قبلہ عالم دہلوی علیہ  
اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ:-

”جو صاحب کتاب اور شہید سے لگے رہتے ہیں اکثر وہ اسی تلاش میں رہتے ہیں کہ  
”قلب جاری ہو جائے اور روح کا صدق سے راستہ تلاش کرتے رہتے ہیں۔  
صاحبو! جان لو۔ قلب اور فرقوں میں بھی جاری ہے۔ ہندو ملکہ و عیسائی  
اور یہودی و غیرہ میں بھی اور فرقوں میں بھی قلب جاری ہے اور وہ  
”کبھی“ جاری ہوتا ہے۔“

دنیا کا اولیا ہو جاتا ہے۔ دین سے دور رہتا ہے اور وہ جو کہے ہوئے لگ  
جاتا ہے۔ دنیا کے شوق۔ ذکر کرنے والا ہے۔ آپ کو اولیا سمجھتا ہے اور لوگ  
بھٹا سے اولیا جانتے ہیں۔ وہ انسان نفس کی گردان میں آ جاتا ہے۔ اور جس  
مشاکے لیے انسان آ جاوے اُس سے دور رہتا ہے۔ اس تمام پر حضور پیر نور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں فرمایا ہے کہ ”کافر اور مومن میں فرق  
کیا ہے؟ صرف نماز کا۔“

با حقیقت ذکر صاحب اہم پر فدا ہو جاتا ہے۔ اس کے ہر لمحے کے  
سامنے فانی ہو جاتا ہے۔ اس لیے اُسے تمام فدا ہو جاتا ہے۔ پیر سے مقام  
”لا مکن“ عطا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جھڑے دسمن لاکھانی ہو۔ جو  
اس کا نہ ہو جاتا ہے وہ بھی جھڑے دسمن لاکھانی ہو جاتا ہے۔

”فدا فانی انہوں پر جان بانی چمکی عشقی کانی ہو“  
کتاب اور شہید سے عشق جاری ہو جاتا ہے اور وہ سب مکمل پہلے ہے اور  
با حقیقت انہوں کو عشق، ایمان عطا ہو جاتا ہے۔ جسے عشق ایمان عطا ہو جاتا  
ہے۔ وہ عشق کی کانی انہوں سے اور عشق کی پاشنی چمکے لگ جاتا ہے۔  
”باجو، ہو دا ذکر ستریا ہر دم بار نہ لیا جانی ہو“

(حضور پیر نور فضل شاہ صاحب قبلہ علیہ السلام) فدا فانی فرماتے ہیں کہ جس تمام  
پر جو جاری ہو جاتا ہے۔ اس کو اس کا شہرے لگ جاتا ہے۔ عام لوگ یا کہے کہ ذکر  
دور سے میں رہتے ہیں۔ حقیقت یا وہ جھڑے دسمن لاکھانی ہو۔ بدستوری بھی اللہ تعالیٰ  
کے لیے سزاوارتہ نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے (المریث) جس طرح حضور پیر نور فرماتے ہیں  
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں فرمایا ہے:-

لَا يَوْمِيْنَ اُخَذَ كُفْرٌ حَتَّى الْكُفُوتِ اَسْبَغَ الْاَلْبُومِ وَالْاَلْبُومِ وَذَكَرَ لِدِهِم  
مَّا نَاسِ الْجَحِيْمِ (سجدة علیہ)

(ترجمہ) تم میں کوئی یا ذرا نہیں ہو سکتا جب تک اس کو اپنے والدین، اولاد  
اور تمام لوگوں سے پیار اور محبت میں (صلو اللہ) نہ ہو جائے۔

جانی یا دے دونوں فدا سے پہنچتے ہیں۔ دین کا فدا بھی پہنچتا ہے اور دنیا کا بھی  
فدا پہنچتا ہے۔ اس تمام پر بیان دیتے ہیں بزرگ دین نے، ساری کائنات میں  
ایک ایسا بزرگ زندہ انسان تلاش کرو جو با حقیقت ہو۔ جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اُسے تم  
میں چاہو جو اُس کے لیے ایسے ہی امت چاہو جو اللہ تعالیٰ سے بزرگ زندہ انسان لے  
جائے جسے جب تم اُن سے مل جاؤ گے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پہلے ہوئے ہیں

نمازیں، دونوں کن جوید ہیں، اور صوم بھی موجود ہے اور سجدہ بھی موجود ہے۔  
یا اور فرقوں میں نہیں ہے۔ ربانی ذکر کرنے والا خواہ ملک سے ہو یا زبان سے  
ہو بے حقیقت رہتا ہے۔

اس کے اور حضور پیر نور سلطان العارفين سلطان باجو فرماتے ہیں  
”روحی، قلبی، یعنی ستری سبتے راہ حیرانی ہو“

وہ صاحب روح کے تمام پر بھی بے حقیقت رہتا ہے۔ قلب کے تمام پر  
بھی بے حقیقت رہتا ہے۔ ذکر کرنے سے بھی بے حقیقت رہتا ہے اور ذکر  
ستری کرنے سے بھی بے حقیقت رہتا ہے۔ ذکر کرنے سے ذکر بے حقیقت رہتا  
ہے۔ مقصود سے دور رہتا ہے۔ اس لیے حیران رہتا ہے۔ سوائے حیرانی کے  
اور کچھ اس کے فدا نہیں آتا۔

صاحبو! یہ سب تمام جو حضور سلطان باجو نے بیان کیے ہیں۔ با حقیقت  
کے لیے اولی اور ارفع ہیں اور بے حقیقت کے لیے حیرانی اور حیرانی کا باعث ہیں۔  
با حقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور بے حقیقت اپنے عمل کے ساتھ ہے۔

”شاہ نگ نہیں نزدیک وہ رہیں یا زانی جانی ہو“

صاحبو! جان لو! جس اللہ تعالیٰ کی تم تلاش میں ہو وہ تمہارے  
تم سے زیادہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ جس سلوک کھو گے تو  
تہیں جہان ”یا ربانی“ مل جائے گا۔

اس تمام پر حضرت سلطان العارفين سلطان باجو اپنی کتاب ”عین الفقیر“  
میں فرماتے ہیں:- جو شخص کمزورت نہیں رکھتا، اگرچہ اُس نے نیکوئی کیا ہے  
کیوں نہ چمکیں میں گرد وہ بھی سلوک سے ناواقف اور نقصوت سے بے خبر ہے

لَا تَحْتِ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ تَحْتِ اَلْاَرْضِ

یہ حضرت شیخ شاہ صاحب نے اسی تمام پر فرماتے ہیں:-

(باقی ص ۱۳۸ پر)



اور اس کی زبان اد دل مردہ ہے۔ ایسا صاحب علم مالک و مالک و مالک سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا باوجودیکہ خدا نے تعالیٰ کرہوں کی شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تَحْقُقْ أَخْرَ بَابٍ إِلَيْهِ مَوْجِبُ مَحَلِّ الْوَحْيِ"۔ "ہم نصیحتیں بنا باہر جہیز کے دس لاکھ لاکھ کر"۔  
نظر کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لیے پاک ہونا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے رہنا۔

اللہ تعالیٰ "لا ملام" ہے جو صاحب اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہر معاملہ کرتا ہے وہ بھی "لاملام" ہو جاتا ہے اور فقرائے عطا ہوتا ہے۔  
فقر کے تین درجہ ہیں - ف - فاقہ - ق - قناعت  
۱۰۸ ریاضت

(بقیہ ماضیہ صفحہ)

کدام واجب شرط اب دی ہے ہر پروردگار صحت سب سے ہے  
کتے غلام کر کے چھیندی ہے مذہبی بات نہ رہی ہے  
جو انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ یکساں ہو جائے تو اپنی صورت کوئی صورت نہیں ہے۔  
پاک مذہب کے کی صفت ہے اور جو پاک ہو جاتا ہے وہ بھی باطنیت ہوتا ہے جو باطنیت ہو جاتا ہے  
جس کا ادب واجب ہو جاتا ہے اور صفوں پر۔ جو ادب کرے اسے اُسے علاج عطا ہو جاتا ہے۔  
بلکہ ادب مقصود ہے اور وہ جہاں ہے اور بہتر ندر رہتا ہے۔

(۳)

غوث قطب سب اُسے اُسے عاشق جان الیہ ہے جو  
جہیز میں منزلوں عاشق پیچھے اپنے غوث نہ پائے ہے جو

عاشق و چہ وصال دے سہ سے جہاں لاکھائی دیر سے ہو  
دین قرآن تہاتوس باہر جہاں ذات بیستے ہو  
حضرت سلطان العارین سلطان باہر کے فرمایا ہے کہ -  
"غوث قطب سب اُسے اُسے عاشق جان الیہ ہے جو"  
ماہر وقت بزرگان دین حضور پر نور شمس العارین قبل فضل شاہ صاحب  
محبوب عالم مظلہ العالی فرماتے ہیں کہ -

"غوث اور قطب برابر استقام ہے حضرت سلطان العارین سلطان باہر  
کو اللہ تعالیٰ نے غوث اور قطب سے بھی ملکہ تمام عطا کیا تھا۔ غوث اور قطب  
درجات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور عاشق درجات والے کے ساتھ تعلق رکھتا  
ہے غوث اور قطب کا وہ مقام ہی نہیں جو عاشق کا مقام ہے۔ اس لیے  
اُسے حضرت سلطان باہر فرماتے ہیں -

"جہیز میں منزلوں عاشق پیچھے اپنے غوث نہ پائے ہے جو"  
جس منزل کو عاشق پہنچا ہے وہاں غوث اور قطب کا مقام ہی نہیں ہے۔  
اور وہاں غوث اور قطب کا پیرا ہی نہیں ہوتا۔  
جس غوث اور قطب کو عاشق ہونے کا مقام عطا ہو جائے اُسے بلند مقام  
عطا ہو جاتا ہے اور اُسے کاپیرا وہاں منظور ہو جاتا ہے۔ یہاں آپ (سلطان باہر)  
نے صرف درجات کا بیان کیا ہے۔

"عاشق و چہ وصال دے سہ سے جہاں لاکھائی دیر سے ہو"  
عاشق درجات والے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لیے ہر وقت وہ وصال  
میں رہتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ اپنا کوئی مکان نہیں لکھا اسی طرح عاشق کا بھی  
کوئی مکان ہوتے ہوئے نہیں ہوتا۔ جس گھر میں عاشق ٹھہرے وہ اس کا گھر۔  
حقیقتاً عاشق کو کوئی گھر نہیں ہوتا جس طرح اللہ تعالیٰ کے سب گھر اور  
سب گھروں سے اللہ تعالیٰ پاک۔ عاشق بھی اس کے ساتھ ہے اس لیے وہ بھی



گھر سے پاک ہو جاتا ہے۔ اُسے تمام لامکاں عطا ہو جاتا ہے۔ وہ مال ہونے لگ جاتا ہے۔ دوری چلی جاتی ہے، حضور کی کاشف عطا ہو جاتا ہے ہر مقام پر۔

”دین قربان تہا نہ توں باہر تہاں ذاتوں ذرا میرے ہو“  
 بزرگان دین حضور پر نور حضرت فضل شاہ صاحب تلمذِ اعظم مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ:-

”جو محبت اپنی ذات سے گزر جاتا ہے اُس کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ میرا ہو جاتا ہے۔ ایسے برگزیدہ انسان پر سے دین پڑھا پڑا اور سنا پڑا محبت قربان کر دیتا ہے۔

قربانی کی صورت کیا ہے؟ بزرگان دین فرماتے ہیں محبت اپنی کوئی صورت نہیں رکھتا، شرط محبت ہی نہیں کہ محبت اپنی کوئی صورت رکھے۔ عاشق کا تمام ہی نہیں ہے کہ عاشق محبوب کے سامنے نہ دینا رکھتا ہے نہ دین۔

دین کیا ہے؟ محبوب کی ایک صفت، وضو کی قربان کیا ہے؟ دنیا۔

(۴)

علیہ باجھ کوئی فقر کما ہے کافر مرے دیوانہ ہو

نتے دریا ندی کرے عبادت ہے اللہ کو دیکھتا ہو

غفلت کوئی کھٹن پرے مل جا بل بوتہ نماز ہو

میں قربان تہا نہ توں باہر تہاں ملیا یاد دیکھتا ہو

حضرت سلطان الدارین سلطان باہوج فرماتے ہیں کہ:-

”علیہ باجھ کوئی فقر کما ہے کافر مرے دیوانہ ہو“

حضور پر نور سرورجہ عالمین محمد اکرم محمد اسرار الہی حضرت

فضل شاہ صاحب مدظلہ العالی اس کی ترویج فرماتے ہیں کہ:-

حقیقتاً ”علم ماننے کو کہتے ہیں۔ جاننا غیر ماننے کے نہیں آتا۔ پہلے

ساک قول کو ماننا ہے پھر اعمال کو ماننا ہے۔ کیونکہ پہلے قول ہے قول کے بعد

اعمال ہے اور اعمال کے بعد علم ہے۔ اس لیے حضرت سلطان الدارین سلطان باہوج

نے اُس علم کے متعلق فرمایا ہے جو عمل کے بعد علم عطا ہوتا ہے۔ جو اس علم

حقیقت کے بغیر راستہ فقر چلے گا وہ نہ اس کے لیے ٹھیک ہوگا اور نہ اُس

کے ساتھیوں کے لیے ٹھیک ہوگا۔ کیونکہ قاعدہ کلیہ اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کہ پہلے

قول ہے، قول کے بعد عمل ہے عمل کے بعد علم ہے اور علم کے بعد انخلا ہے۔

پہلے تینوں مقام میں اور انخلا اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے۔ کیونکہ

فقر کے معنی ”علم“ کے ٹکٹے ہیں اس لیے حضرت سلطان باہوج نے فرمایا کہ:-

”علیہ باجھ کوئی فقر کما دے کافر مرے دیوانہ ہو“

ساک تانا ہے خبر ہو جاتا ہے لاعلمی کی وجہ سے کہ وہ کفر میں دیوانہ ہو جاتا

ہے۔ ”قول فقر“ سے نہ خود وہ فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ اس کے ساتھی اس

سے کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

فقر کیا ہے؟ محبوب کی صفت۔ جس طرح حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: *الْفَقْرُ غَيْرِي وَالْفَقْرُ مَعِي* (راہِ بیت) ترجمہ:- فقر میرا فقر ہے

اور وہ مجھ سے ہے۔“

دوسری حدیث میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

*الْفَقْرُ غَيْرِي فَإِنْ نَاسًا سَأَلَ عَمَّالَ الْأَنْبِيَاءِ مَا لَمْ يَسْأَلُوا*۔ ترجمہ

”فقر میرا فقر ہے اور میں اپنے فقر سے تمام انبیاء اور رسولوں کے اعمال پر فقر کروں گا۔“

ان اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ فقر ”علم کو کہتے ہیں۔ لیکن علم یہ قسم ہے

نبی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ قدم بقدم فقرش قدم جو بزرگان دین

کے فقرش قدم پر چلے گا اُسے تمام فقر عطا ہوگا۔“

تقدیم تمام علوم کا مصلیٰ ہے، تقدیم قدم۔ علم قدم کی صفت ہے۔ بزرگانِ دین کا قدم شریعت ہے۔ طریقت تقدیم قدم۔ حقیقت قدیم ہے۔ اور معرفت قدم انتہا ہے اور شریعت قدم کی ابتدا ہے۔

تھے دریا مذی کے عبادت پہلے اندکوں کی گمان ہو  
محض پرورد حضرت فضل شامہا سب طبع عالم مدخل اعلیٰ فرماتے ہیں کہ  
"با حقیقت جو کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے لیے کرتا ہے اور بے حقیقت جو کرتا ہے اپنے لیے کرتا ہے۔ با حقیقت کا عمل اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور بے حقیقت کا عمل اپنے لیے ہے۔ اعمالِ دین نہیں اعمالِ دنیا ہے۔ اس لیے وہ اللہ تعالیٰ سے بیگانہ رہتا ہے۔ با حقیقت بیگانہ رہتا ہے۔ محبت کی شرح پر ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا چاہتا ہے وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا سوتا ہے تو بندگی ہے ورنہ نیک عادت ہے۔

نیک عادت کو خطرہ ہر مقام پر موجود رہتا ہے خطرہ بیکراصل ہے بیکر جو جائے تو طیب ہو جاتا ہے "جھٹکا" ہو جائے تو ناپاک ہو جاتا ہے۔ بیکر ہے تو ناپاک، لیکن اس پر عمل کیا گیا وہ ناپاک عمل کیا گیا اس لیے وہ عمل کی وجہ سے ناپاک ہو گیا۔ پاک پر پاک عمل کیا جائے تو طیب ہو جاتا ہے۔

"غفلت کنوں نہ کھنک پر دے دل مابل ست خانہ سو"

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ بے حقیقت اُسے کہتے ہیں جو غفلتوں میں الجھا ہوا اور با حقیقت اُسے کہتے ہیں جو نیک کاموں میں لکھا ہوا ہو۔ جو انسان نیک کاموں میں لکھا جاتا ہے اُسے بزرگانِ دین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ فرماتے ہیں کہ نیکو غفلت نیک صفتیں ہیں وہ سب محبوب کی صفتیں ہیں۔ بے حقیقت حقیقت سے دور رہتا ہے۔ جو انسان حقیقت سے دور رہتا ہے اس کا وجود بدست خانہ بن جاتا ہے اور جہالت کی چرا اُسے عطا ہونے لگ

جاتی ہے۔

جرا کیا ہے؟ اس کے خیالات ایسے کچھ جائیں گے اُس کے وجود میں جیسے کہ بت خانہ میں تمام بت گئے سرے ہیں وہ اتنا غفلت میں الجھا جاتا ہے غرض غفلت کے بت اُسے ستانے لگ جاتے ہیں اور انعام اُسے یہ بت ہے کہ دین اُس کے ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور دنیا اس کو آگھیرنی ہے پھر وہ چھپتا کر زبان حال سے کہتا ہے۔  
نہ خدا ہی ملا نہ وہاں صغیر نہ اُدھو کے دے نہ اُدھو کے ہے  
"میں قرآن تنہا دے باہر جنہاں ملتا یا رنگ نہ ہو"

با حقیقت بیگانہ ہے اور بے حقیقت بے گانہ ہے۔ جو صاحب اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک لے رہتا ہے وہ بیگانہ ہو جاتا ہے۔ جو صاحب دنیا میں الجھا جاتا ہے وہ بیگانہ ہو جاتا ہے۔ محبت اپنی مستی کو یاد پر قربان کر دیتا ہے اور اپنی تمام صفتیں محبوب پر قربان کر دیتا ہے اور محبوب کی صفتیں اُسے عطا ہو جاتی ہیں، صاحبو! یہ بڑا فرق کا تمام ہے جس صاحب پر یہ عطا ہوتا ہے وہ محبوب کی ہر صفت پر قربان ہو جاتا ہے، قربان ہونے لگ جاتا ہے اور قربان ہو جاتا ہے۔

نوٹ

صاحبو! یہ جان لینا چاہیے کہ دنیا کے معنی مخلوق اور نہیں بلکہ دنیا کے معنی غرض و غایت کے نکلنے ہیں۔ غرض غایت پر تو دنیا، غرض غایت اٹھ جاتے تو میں دین۔ غرض غایت ہو تو بے حقیقت۔ غرض غایت سے پاک ہو تو با حقیقت ہے۔ کوئی انسان غرض و غایت سے پاک نہیں ہو سکتا۔ جب تک کوئی پاک کرنے والا نہ مل جائے۔ و ما فوقہ لا اللہ۔

(۵)

بزرگ گفت یہی دھائیے شے رُج منہ کالا ہو  
لا الہ الا کہنا منیاں نہ بک کی لگ داسالا ہو

إلا الله محمد بن عبد الله  
بصير بالضرور پتیا باجو آب حیاتی والا ہو  
حضرت سلطان العارین سلطان باجو فرماتے ہیں :-  
" بزرگی گفت نہیں رڑھایے ملے رچ منہ کا لاہو "

مہندری نور سلطان حقیقت، مہندریضی کرم، مہندریضی حضرت  
فضل الدین شامی صاحب مابن عالم، مہندریضی حضرت سلطان باجو کے فرمان کی  
تشریح بے نظیریوں بیان فرماتے ہیں کہ :-

" باحقیقت کی بزرگی فقر کے ساتھ ہے اور علم کے ساتھ ہے ۔ وہ پیسے نوٹ  
پرچکا ہے اس بل پر ادبیات کیا جاتا ہے ۔ فقر کیا ہے ؟  
فت، فاقہ، قی، قناعت، ر، ریاضت ۔

علم کی صورت سے بزرگی ہو تو اللہ تعالیٰ کے علم سے جو ۔ علم الہی ۔ فاقہ  
شرعیہ ہے ۔ قناعت طریقت ہے اور ریاضت حقیقت ہے ۔ کیونکہ ریاضت  
سے تعلق رکھتی ہے ۔ باحقیقت واقعی برضا رہتا ہے چہر شام پر اور بے حقیقت  
چیزیں تلاش کرتا رہتا ہے سب جہاں پر ۔ جتنا وہ اسباب اکٹھا کر لیتا ہے  
اتنا ہی وہ حساب کتاب کا موجب ہو جاتا ہے ۔ جتنا اسباب اللہ تعالیٰ کے لیے  
ہوگا وہ حساب سے پاک ہوگا جو دنیا کے لیے ہوگا وہ با حساب ہوگا ۔ حضرت مولانا  
جامی فرماتے ہیں :-

اے مروتیت کہ دنیا دارد  
گر داور برائے دوست دارد

محبت کوئی اسباب نہیں رکھتا اپنے لیے اسو اللہ کے جو کوئی اسباب  
نہیں رکھتا وہ حساب سے پاک ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسباب سے پاک ہے ۔  
اسی لیے محبت بھی کوئی صورت نہیں رکھتا ۔ شرط محبت ہی نہیں کہ محبت کوئی صورت  
رکھے ۔

باحقیقت کی بزرگی عظمت رکھتی ہے ۔ بے حقیقت کی بزرگی قیل و قال رکھتی  
ہے ۔ حضرت سلطان باجو نے بے حقیقت کی قیل و قال کے تعلق فرمایا ہے اگر اس  
نفس کی بزرگی ہو تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ۔ قیل و قال کو دیکھنی زمانی ہیں ہا  
دو ۔ کیونکہ اس کا نتیجہ کوئی نہیں ۔ قیل و قال رکھنے والے کو نہ خود کوئی فائدہ پہنچتا  
ہے ذاتی نہ صناعی ۔ قیل و قال رکھنے والے کو ایک انعام ضروری مل جاتا ہے کہ  
وہ منگتا ہو جاتا ہے اور بے حقیقت رہتا ہے ۔ باحقیقت داتا ہو جاتا ہے ۔  
اللہ تعالیٰ نے جو آئے نعمتیں عطا کی ہوئی ہیں وہ مانگنے لگ جاتا ہے ۔ حضرت  
سلطان العارین سلطان باجو فرماتے ہیں کہ قال کے ساتھ جو بزرگی تعلق رکھتی  
ہے اس کا منہ کالا کر دو اور اُسے وہیں میں رکھا دو ۔ جس صاحب کو حال اللہ تعالیٰ  
مطا کر رہے اس کا معاملہ بھی اللہ تعالیٰ سے ہے اور وہ باحقیقت ہے حقیقت  
حق سے ہے اور حق حق دالوں سے ہے ۔

( جو بزرگی انسان کو منگتا نہایتی ہے اس کے متعلق حضرت سلطان العارین سلطان  
باجو پہلی کتاب عین الفقیر میرا شا فرماتے ہیں کہ " وہ فقر جو دنیا کا محتاج بنائے  
اور اس سے توجہ الی اللہ مطلق نہ ہو، اس فقر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے پناہ مانگی ہے ۔ فرمایا " فَعَوِزٌ بِأَمْنِهِ مِنَ الْفَقْرِ الْمَلِكُ " ۔ پورہ لگا ۔ ہم فقر  
ملک سے پناہ مانگتے ہیں ۔

فقر ملک ۔ کہ کو توڑنے والا ۔ یا کہ کو جھکانے والا جیسا کہ ہر ایک کے کالے  
جھک کر گتے ہیں ۔ یہ فقر نہیں کہ کہہ دنیا میں اس کی محتاجی ہے ۔ )

" لا إله إلا الله میناں مذہب کی نگہ داسلا ہو "

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جو انسان اللہ تعالیٰ کے لیے پاک ہو جاتا ہے  
وہ لا ہو جاتا ہے ۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ الا اللہ ہو جاتا ہے ۔ لا جو تمام ہے  
وہ اللہ تعالیٰ کا کھر ہے جو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو جاتا ہے وہ بھی لا ہو جاتا ہے ۔



مذہب جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور محبوب کی صفت ہے اس لیے مذہب روایات پر اور صالح کا تعلق روایات والے کے ساتھ ہو جاتا ہے اس کا تمام مذہب سے اونچا ہو جاتا ہے۔ مذہب کا اس کے ساتھ تعلق ہو جاتا ہے اور وہ مذہب سے گزر جاتا ہے۔

پیادو۔ یہ بھی جان لینا چاہیے اس گزر جانے کی حقیقت یہ ہے کہ مذہب اس کا راستہ بن جاتا ہے اور منظور کا مقام اسے عطا ہو جاتا ہے۔

عامی لوگوں کا مذہب غرض و غایت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور بے حقیقت ہوتا ہے۔

عامی لوگوں کا مذہب محبوب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

اور با حقیقت کا مذہب۔ جو اللہ تعالیٰ نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا ہے وہ لکھتا ہے۔ بے حقیقت پیسے ہوئے اور سنے ہوئے پر ہی جارتا ہے۔

اس تمام پر بزرگان دین نے بیان دیلے کہ ساری مخلوق پر ہی برنی اور برنی ہوئی جاتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے نبی سے ہیں وہ پر ہی برنی اور برنی ہوئی جاتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے نبی سے ہیں وہ پر ہی برنی اور برنی ہوئی جاتے ہیں۔

”اللاہ گھریسے ایامیں ان اٹھا جائے پالا ہو“

موسا پاک ہو جاتا ہے ”الا للہ اس کے گھر آ جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ بڑا انسان اس کے لیے ہر وقت پاک رہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی صفت عطا ہو جاتی ہے۔ لکھنا قافہ جاتا رہتا ہے۔ ”پالے“ کے معنی ”لکھنا“ ہے۔

اس لیے حضرت سلطان باجو فرماتے ہیں کہ جب الا للہ گھر آ جاتا ہے لکھنا قافہ نہیں رہتا۔ دور کی چلی جاتی ہے اور حضور کی کا تمام عطا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ

سب صاحبوں کو نوری سے دودھ لکھنے اور حضور کی کاشف عطا فرمائے اپنی رحمت سے۔ آمین ثم آمین۔

سچر پالہ حضور پتیا باجو آب حسیاتی والا ہو

حضور پر نور حضرت قبلہ فضل شاہ صاحب راحت اللہ تعالیٰ منہ اللہ العالی فرماتے ہیں۔

”جو صاحب اللہ تعالیٰ کے لیے پاک ہو جاتا ہے اسے پالہ عطا ہو جاتا ہے اور جب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے با وضو ہو جاتا ہے اسے پالہ خضر عطا ہو جاتا ہے۔ پیاسے۔ پیاسی عطا ہے جس میں خطا نہیں۔ اس لیے یہ پالہ آج عطا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو نعیم فرمائے اپنی رحمت سے۔ آمین ثم آمین“

نہیں فقیری جلیاں مایں ستیاں لوگ جگادن ہو  
نہیں فقیری دہیلیاں ندیاں سنگیاں پارنگے دن ہو  
نہیں فقیری دچر ہوا دے مٹھلے پا سٹھرا دن ہو  
فقیری نام تنہدا باجو دلوچر دوست ٹھہرا دن ہو

حضرت سلطان العالی مدین سلطان باجو مذکورہ بیت میں راستہ فقر کے متعلق فرماتے ہیں۔ اس واسطے فقر کی رہبری کے متعلق حاضر وقت بزرگان دین حضور پر نور حضرت فضل شاہ صاحب، سربراہ عارفان و سراج کلاں۔

”طلب الاقطاب مدخلہ العالی اور شاد فرماتے ہیں کہ۔“

”مجلدت کی صورت میں جو لوگ کسی طور پر مجھوں میں اور منقوس سے علیحدگی میں ہوں مارتے رہتے ہیں۔ حقیقتاً وہ انسان کے آنے کے منشا سے بے خبر ہیں۔

انہیں یہ نہیں معلوم کہ ان کے آنے کا منشا کیا ہے؟ وہ کتاب اور شنید میں ہمیشہ الجھے رہتے ہیں۔ یہ اللہ نہیں ہیں بھی موجود ہے۔ جلیاں مارنا یا مادی



و دریا سے سوکھا پانچ کال دنیا یا کتا ہے پر لگا دینا یا مھٹے کو ہوا میں اڑا دینا یہ کسی طور پر اور ہم میں بھی ہو جوسے۔

اس مقام پر حضرت سلطان باجوڑ اپنی کتاب عین العقرین فرماتے ہیں کہ :-  
 اگرچہ تو مجید میں کتا ہی غرق ہو جائے۔ مگر خلافت شرع ظاہر نہ ہو جاتا ہے۔  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (اِذَا مَاتَ رَجُلٌ فَبُطِنَ فِي الْهَوَاِ  
 اَوْ نَشِيَ عَنْ الْمَسَاعِدِ وَتَرَكَ شَيْئًا سَنِيًّا فَاصْبِرُوا بِالْمُتَعَلِّقِينَ) اگر  
 کوئی کو ہوا میں اڑا دیا یا پانی پر چلتا ہوا دیکھے اور تجھے معلوم ہو کہ میری سنت پر  
 عمل نہیں کرتا تو اُسے جوڑنے اور یعنی اس کی عزت کے لئے نہ دیکھ کچھ عزت نہیں ہے  
 شیطان کو خدا تعالیٰ نے اس سے زیادہ قدرت دی ہے ۔

۳۔ نماز دائمی باقت پرستار کے لئے خواہ پس گنہگار  
 "نماز ہمیشہ اپنے وقت پر پڑھتا رہ اور جو شخص ایک وقت بھی نہ پڑھے تو وہ گنہگار  
 ہے"۔

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ حقیقتاً دین کیا ہے ؟ اللہ تعالیٰ سے پاک رہنا  
 اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باطن رہنا اور سب قیستے غالی کرنا۔  
 جلوت میں اللہ تعالیٰ نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت کا وضو عطا فرمایا۔ طہارت  
 کا وضو عطا فرمایا اور حقیقت کا وضو عطا فرمایا۔ وضو کی صفت اللہ تعالیٰ نے جو بہر  
 کو عطا فرمائی۔ اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے محبوب کو شریعت کی نماز عطا  
 فرمائی، طہارت کی نماز عطا فرمائی اور حقیقت کی نماز عطا فرمائی۔ اسی پر حضور پر نور  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو عمل اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں فرمایا  
 کہ "اگر افرادِ مومن میں فرق کیا ہے ؟ فرمایا صرف نماز کا فرق ہے"۔

نبیائے آئے دے کو، ندی و دریا سے سوکھا پار اتارنے والے کو اور ہوا  
 میں مھٹے اڑانے والے کو لوگ دیکھتے ہیں اور وہ خود ناقص اعمال کی وجہ سے  
 اپنے آپ کو ادیا سمجھتا ہے۔ نہ خود اس کو جو عمل کر رہا ہے اس کو کئی ناواقف سمجھتا ہے

ز اس کے ساتھیوں کو سمجھتا ہے۔ ایک نام نہی رکھے ضرور مل جاتا ہے جو مخلوق اللہ تعالیٰ کی طرف  
 رجوع کرنے والی ہوتی ہے اُن کے راستے میں وہ آڑ بن جاتے ہیں۔ وہ خود مقنن  
 سے دور رہتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی مقنن دوسے دور رکھتے ہیں۔ اس  
 لیے وہ سب بے برادریں۔ یہ کوئی فقیری نہیں ہے اس قسم کی نیرنگیاں لگانے ہیں۔  
 فقیری کی اصل اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے جو اس سے مانوس  
 ہو جاتا ہے اُسے جلوت کا انعام مل جاتا ہے فقیری کا، بے برادریوں میں بھی  
 ایسا ہو رہا ہے۔ جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ با وضو ہو جاتا ہے  
 اُسے جلوت کا انعام مل جاتا ہے فقر کا۔ فقر کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ف،  
 ناقہ، قناعت اور مریاضت۔ اس لیے بزرگانِ دین نے فرمایا کہ  
 ساری کائنات کی دنیا دارانہ عناصر سے ہے اور اور بزرگانِ دین کی بسملہ اللہ عشق  
 سے ہے۔ جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے با وضو ہو جاتا ہے۔ محبوب اللہ تعالیٰ  
 کا دوست ہے۔ جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کو پا جاتا ہے اُسے  
 دوست مل جاتا ہے اور دوست دل میں ٹھہرنے لگ جاتا ہے۔

صاحبزادہ جان لور۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ دوست کے ٹھہرنے کی جگہ بھی  
 دل ہے اور دل میں اُسے ٹھہرایا جاتا ہے۔ دوست مل جائے تو دین ہے۔ غیر  
 مل جائے تو بے دین ہے اس لیے حضرت باجوڑ نے فرمایا ہے کہ  
 "عمر فقیر نام نہنید! باجوڑ جہڑے دلچہ دوست ٹھہر نہ ہو"  
 فقیری دوست کے ساتھ ہے اور دوست اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ  
 سب ماحجوں کو اللہ تعالیٰ کے پیادوں کا ساتھ عطا فرمائے اپنی رحمت سے  
 بزرگانِ دین کی دعا و برکت سے۔ (آمین ثم آمین)



عاشقان کو وضو جو کیا روز قیامت تائیں ہو  
وچ رکوع نماز بھولے دھندے سبج صاحبیں ہو  
ایچھے اوتھے دوہیں جہانیں سب فقر دیاں جائیں ہو  
عزیزوں ہے منزل آگے پتھر وچ پاک تہائیں ہو

حضرت سلطان العزیزین سلطان باجوہ دہرائیت کے وضو کے متعلق عاشق  
کا مقام بیان کرتے ہیں کہ

”عاشقان کو وضو جو کیا روز قیامت تائیں ہو“  
دہرائیت کے وضو کی شرح لیسٹھنر پور، سہ تاج عاشقان،

نصرت العاشقین حضرت فضل شاہ صاحب طباطبائی دہلوی فرماتے ہیں۔

”دہرائیت کا وضو میر میں ایک مقام ہے۔ وضو کے تین مقام کے ہیں بزرگان دین  
نے اشریت کی رو سے وضو، طہریت کی رو سے وضو، اور حقیقت کی رو سے وضو۔  
جس بزرگ و انسان کا یہ وضو ہو جاتا ہے قیامت تک اس کا وضو رہتا تا کہ دروگا  
اس مقام پر بیان دیا ہے بزرگان دین نے، جس صاحب کا دہرائیت کا وضو ہو جاتا  
ہے، وہ قیامت کے بعد با وضو اٹھایا جائیگا اور پاک اٹھایا جائیگا اور بزرگان دین کی  
صف میں سے اٹھایا جائیگا۔“

حضرت سلطان باجوہ عاشق کی کتب حقیقت کے متعلق فرماتے ہیں۔

”وچ رکوع نماز بھولے دھندے سبج صاحبیں ہو“

ماضی وقت بزرگان دین حضرت پور محرم اسرار دہلی، سرخیز رشید دہرائیت،  
حضرت فضل شاہ صاحب محبوب عالم دہلوی، احوال نماز حقیقت کے متعلق فرماتے ہیں،  
”جس صاحب کا دہرائیت کا وضو ہو جاتا ہے اُسے حقیقت کی نماز عطا ہو جاتی

ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ نماز شریعت پانچ وقتی نماز طہریت سبب وقتی اور  
نماز حقیقت ہر وقتی۔ نماز حقیقت کے متعلق فرماتے ہیں بزرگان دین :-

پیارو! اس نماز میں نعوذ نہیں ہے، رکوع بھی نہیں ہے اور سجدہ بھی نہیں  
ہے جلوت کی صورت سے۔ پیارو! ہو سب کچھ رہا ہے رکوع بھی ہو جود ہے،  
قدو بھی ہو جود ہے اور سجدہ بھی ہو جود ہے۔  
”نکھ والا تیرے چون کا تماشا دیکھے  
دیدہ کو کر کیا نظر آئے کیا دیکھے“

جس صاحب پر ہر وقت یہ غلبہ حال رہیگا اُس کے لیے صبح و شام ایک ہو جائیگی۔ وضو  
کی پائی یہ ایک دعویٰ ہے۔ دو اس کے شاہد ہیں۔ پہلا شاہد شریعت کا وضو۔ دوسرا  
شاہد طہریت کا وضو۔ جس دعویٰ کے دو شاہد ہوں وہ دعویٰ سچا ثابت ہو جاتا ہے  
اللہ تعالیٰ کے دربار میں، جلوت کی صورت سے بھی اور خلوت کی صورت سے بھی۔  
حضرت سلطان باجوہ نماز حقیقت کے بعد ”فقر کے مقام“ کے متعلق فرماتے  
ہیں کہ :-

”انتیخہ اوتھے دوہیں جہانیں سب فقر دیاں جائیں ہو“

ماضی وقت بزرگان دین قبلہ فضل شاہ صاحب طباطبائی دہلوی فرماتے  
ہیں کہ :-

”جس صاحب کی اس جہان میں حقیقت ہو جاتی ہے وہ اس جہان میں انعام  
یافتہ ہو جاتا ہے۔ دنیا میں ”نکھ“ ملتی ہے اُسے، اور جنت میں جگہ مل جاتی  
ہے اور وہ دونوں جہانوں میں سرخرو ہو جاتا ہے۔“

اس کے بعد حضرت سلطان باہر عاشر کی منزل کے متعلق فرماتے ہیں:-  
 "عرش کو لوں ہے منزل اگے باہر و پنج سیاکم نہایت ہو"  
 بزرگان دین فرماتے ہیں کہ عرش اللہ تعالیٰ کا مقام ہے اور عاشر کا اللہ تعالیٰ  
 سے کام ہے۔ اس لیے عرش سے آگے منزل ہے عاشر کی۔

(۸)

نفل نماز کم زمانہ سے روزے صدقہ روٹی پڑ  
 تکتے دیوں سوئی مادے گھروں جہاں تردی پڑ  
 اچیاں بانگاہ سوئی دیوں بت نہاں دی کھوئی پڑ  
 کی پردہ تنہا سوں باہر جہاں گھر وچ تو صی بوی پڑ

حضرت سلطان السارین سلطان باہر فرماتے ہیں:-  
 "نفل نماز کم زمانہ سے روزے صدقہ روٹی ہو"  
 حضور پر نور سراج اسلمین سلطان حقیقت، حضرت فضل شاہ صاحب  
 جان عالم مظلہ العالی اس کی تشریح عرفان فرماتے ہیں کہ:-  
 طَالِبُ الدُّنْيَا يُحْتَسِبُ وَطَالِبُ الدِّينِ حَقَّ حَقِّهِ وَطَالِبُ  
 الْآخِرَةِ يَكْتَسِبُ

(طالب دنیا محاسب ہے اور طالب عقیقہ کسبت ہے اور طالب آخرت کسبت ہے)  
 حضرت باہر نے یہ اس واسطے فرمایا کہ اگر نفل اور نماز عقیقہ کے لیے ادا کی  
 جادے تو یہ کام مردان خدا کا نہیں یا یہ کام عورتوں کا کام ہے۔ کیونکہ حضرت  
 سلطان باہر مردان خدا تھے، اس لیے ان کے سامنے کوئی عیبی عمل عقیقہ کا کیا  
 جائے تو وہ عمل عورتوں کا عمل ہے۔  
 حقیقت یہ ہے کہ مردان خدا کوئی عیبی عمل کرے وہ حاصل اللہ تعالیٰ کے

حکم سے ہر ماہ ہوتا ہے اس کے محبوب علی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پہنچ رہے ہیں۔ چلتے  
 والوں کے ساتھ۔

دعویٰ لوگ ایسے روزہ دیکھتے ہیں کہ روزہ کے صدقہ سے روٹی اچھی ہے اچھی  
 مل جاتی ہے اور اکثر اتہام بھی روزے میں کھانے دانے کا اور مہینوں سے اچھا  
 ہی کیا جاتا ہے۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ روزے کے معنی "رضا" کے ہیں۔ روزے  
 میں رضا کا ایک ایسا مقام رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے محبوب کی بدولت وہ کسی عمل میں نہیں  
 پایا جاتا۔ دو راستے راستہ فقر میں رکھے ہیں۔ "ارادہ نبی"۔ جن چیزوں سے  
 اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے مومنین ان چیزوں سے منع رہتے ہیں اور جو جائز

ہیں ان پر کراہت نہ رہتی ہے۔  
 روزوں میں اللہ تعالیٰ نے چند گھنٹوں کے لیے جو جائز ہیں ان سے بھی منع  
 فرمایا ہے۔ جب کو جائز چیزوں سے بھی منع کیا جائے تو وہ منع رہتا ہے اور راضی  
 برضا رہتا ہے۔ جو ناجائز ہیں وہ پیسے ہی تب کے لیے منع ہیں اور جو جائز ہیں وہ  
 تو جائز ہی ہیں ان کے لیے۔ جو پہلے جائز ہو چکی ہیں وہ رضی ہیں اور حضرت شریف  
 کا مہینہ تانا مبارک ہے کہ راضی کو اللہ تعالیٰ مال عطا فرماتا ہے۔ مومنین اللہ تعالیٰ  
 کی خوشنودی کے لیے اپنی جائز چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہوئی ہیں وہ مال پر  
 اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے قربان کر دیتا ہے۔

حال کیا ہے؟ روزہ۔ رضا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی خوشنودی۔  
 عرفان حقیقت - محب جو پہلے منع کی ہوئی چیز ان سے منع نہیں اور  
 جو جائز ہیں ان پر کراہت نہیں۔ حال پر محبوب جو محب کو حکم دیتا ہے اس پر محب

کا رند رہتا ہے اور جو اس کے پاس راضی موجود ہوتا ہے وہ محبوب پر قربان کر  
 دیتا ہے۔ رمضان شریف کے مہینہ میں وقتی حال عطا ہوتا ہے محبوب سے،  
 اور کبھی کبھار بعض مقامات پر رضا کے متعلق محبوب سے دائمی حال بھی عطا  
 ہو جاتا ہے۔ محب کو جہاں جائز حق موجود ہو اور اس سے نساہت پر پابرجا رہنے کا



اس تمام قصہ پر نور و روایات جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیث پاک میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "انسان کے جسم میں ایک بوٹی ہے جسے گشت کا لافڑ فرماتے ہیں۔ حقیقہً وہ قلب ہے۔ جس کا قالب پاک ہوا ہے اس کا سوا جسم پاک رہتا ہے۔"

اَوْدَانٌ فِي الْحَدْسِ مَعْنَاهُ اِذَا صَلَّحْتَ صَلَّحَ الْبَدَنُ اِذَا فُسَدَ فُسَدَ الْجَسَدُ لَمْ يَلَمْزِ الْقَلْبُ ۔



(تعبیر) انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو اگر دوست سے تو تمام جسم بدست ہے اور اگر وہ بزرگی تو تمام بدن بزرگیاں۔ خبردار وہ کفر مل ہے۔)

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جس کا جسم پاک ہو جاتا ہے وہ انسان اپنی فائز کے لیے بے پردہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے بے پردہ ہو جاتا ہے جسم ایک گھر ہے اور دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا نزول ہو جاتا ہے۔ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندے کا ہو جاتا ہے۔

(۹)

جو پاکی بن پاک ماہی دے سو پاکی جان پلیستی ہو  
ہک بٹلنے بادا وصل ہوئے ہک غالی ہے سیتی ہو  
عشق ہی بانی نہیں لپٹی نہیں سرنیدیاں وصل نہ کیستی ہو  
ہرگز دوست نہ لیا انہیں باہو خنیاں تری چوڑ نہ کیستی ہو

حضرت سلطان الاسلامین سلطان باہو پاکی کے متعلق فرماتے ہیں کہ:-

”جو پاکی بن پاک ماہی دے سو پاکی جان پلیستی ہو“

حضرت پیر نور محمد العارفین قطب الانظار حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم مذکورہ الاعلیٰ فرماتے ہیں کہ:- وصایت کی پاکی متعلق حضرت سلطان باہو کے بیان کیا ہے۔ پاکی کئے تین مقام رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے پہلی پاکی، شریعت کے ساتھ دوسری پاکی۔ طریقت کے ساتھ اور تیسری پاکی حقیقت کے ساتھ۔

یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف عطا فرمایا ہے۔

پہلی پاکی جزو ہے، دوسری پاکی جزو اعظم ہے اور تیسری پاکی کل ہے۔ شریعت کا وضو اور نماز پانچ وقتی۔ طریقت کا وضو اور نماز سات وقتی۔

اور حقیقت کا وضو اور نماز ہر وقتی۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچ وقتی وضو جو ہے۔ شان اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا فرمائی ہے۔ طریقت کا وضو سات وقتی اور حقیقت کا وضو ہر وقتی۔

حضرت پیر نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پانچ وقتی بھی با وضو رہتے تھے۔ سات وقت بھی با وضو رہتے تھے اور ہر وقت بھی با وضو رہتے تھے۔

v. J. 100

پیارو! اس مقام پر جان لینا چاہیے۔ یہ صفت ہے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جو محبوب کی شریعت کی صفت کو قبول کر لیتا ہے۔ شاہراہ اس کو عطا ہو جاتا ہے اور یہ راستہ سب سے بڑا راستہ ہے۔ سات وقتی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی وضو کی جو صفت ہے یہ مقام ہے۔ ہر وقتی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی وضو کی جو صفت ہے یہ شان ہے جو صاحب تینوں مقاموں پر محبوب کی شان کو پا لیتا ہے وہ با شان ہو جاتا ہے۔ وہ شہنشاہ ہو جاتا ہے صورت کے اعتبار سے۔ اور جو صاحب اللہ تعالیٰ کی پاکی کو قبول کر لیتا ہے اس کی اپنی بات نہیں رہتی۔ جس کی اپنی کوئی بات نہیں رہتی اسے اللہ تعالیٰ اپنی بات عطا کر دیتا ہے اور وہ صاحب سچا بادشاہ ہو جاتا ہے، محضوں کے اعتبار سے۔ اس لیے حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں:- ”کہ وصایت کی پاکی اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک ماہی کو عطا کی ہے۔ جو صاحب محبوب کی جو وضو کی اسی صفت ہے اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہوئی شریعت کی صورت سے قبول کر لیتا ہے وہ پاک ہو جاتا ہے قول سے۔ اور جو محبوب کی طریقت کی پاکی ہے جو اس پر کا بند رہتا ہے وہ طریقت کی صورت سے منتر ہو جاتا ہے۔ جو حقیقت کی صورت سے پاکی ہے محبوب کی۔ جو صاحب اسے پا جاتا ہے وہ ”اظم“ ہو جاتا ہے۔ یہ تمام اوصاف اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیے ہیں۔ جو صاحب محبوب کے ساتھ لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پاکی کے تمام مقامات عطا کر دیتا ہے محبوب کی بدولت۔ تمام مقامات محبوب کی صورت

سے رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے جو صاحب محبوب کی صورت کے سامنے اپنی کوئی صورت نہیں رکھتا اُسے اللہ تعالیٰ محبوب کی صورت عطا کر دیتا ہے۔ اس لیے بزرگانِ دین کو یہ بات نہیں کہ محبوب اپنی کوئی صورت نہیں رکھتا بشرطِ حقیقت ہی نہیں کہ محبوب اپنی کوئی صورت رکھے۔ ”ہم بتھانے جاؤا مسلسل ہونے تک خالی رہے سیتی ہو“

صاحبو! جان لو۔ بزرگانِ دین سب نہیں ہیں، وسیلہ اور وصال کا دروازہ ہیں۔ بزرگانِ دین کو محبوب کی آنکھ سے دیکھنے والا دیکھنے کا تو وہ صفتِ خاتمہ ہوگا۔ رتبہ کی آنکھ سے دیکھنے کا تو محبوب ہوگا۔ وسیلہ پائے گا وصال کے دروازے سے گزرنے کا۔ اور جو وہاں جائیگا وصال کو پائیگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا محبوب اللہ تعالیٰ سے دامن ہے، جو صاحب محبوب سے دامن ہو جائیگا وہ اللہ تعالیٰ سے دامن ہو جائیگا۔ اس مقام پر بزرگانِ دین نے بیان دیا ہے۔

صاحبو! جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیٰ نبیہ وسلم کو چاہتا ہے۔ ہیں چاہیے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب کو چاہیں تاکہ ہم بھی چاہیے جائیں طاعت کی آنکھ سے دیکھنے کا تو وصال پائیگا۔ کثافت کی آنکھ سے دیکھنے کا تو ت خار پائیگا۔ اس لیے حضرت سلطان بہرہ مخوف خدا کو دامن باللہ کرنے کے لیے مخاطب فرمایا کہ ”بتھانے جاؤا دامن ہونے تک خالی رہے سیتی ہو“

مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور محبوب کا در ہے۔ اللہ تعالیٰ کا گھر اور محبوب کا در جانے والا جان جائے تو جانے جب اللہ تعالیٰ کے گھر جانے تب محبوب کے دو کو پائے۔

پیارو! نماز جماعت مسجدیں ہوتی ہے۔ اس لیے جماعت کی فضیلت اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ اس کا شاہد ہے۔ آخر توجہ کیونکہ گھر اللہ تعالیٰ کے محبوب علیٰ نبیہ وسلم اس پاک جماعت کے شاہدین جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا شاہد ہے اپنے محبوب کا۔ یہ پاک بندوں کی ایک لڑی بن جانے کی ابتداء سے کہ انتہا تک۔ عہدِ امتیاز۔ پاک ماہی جیسے پاک کر دے گا وہ پاک ہو جائیگا اور جس کا وضو کر دایں

گئے اس کا وضو منظور ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں۔

صاحبو! جان لو۔

دین کی بنیاد پاک ہے

دین کی انتہا نماز سے ہے

نماز میں دونوں رکن ہو چکے ہیں وضو بھی موجود ہے اور سجدہ بھی ہو چکا ہے۔

(۱۰)

پاک پلید نہ ہونے پر گزرتوڑے رستے چھ پلیتی ہو  
وحدت سے دیا اچھلے تک دل صیغ نہ کیسی ہو  
ہم بتھانے جاؤا دل ہونے تک پھر پڑھ چکے مسیتی ہو  
فاضل چھو فضیلت جیسے باہر عشق نماز میں پلیتی ہو

حضرت سلطان العالیین سلطان باہر فرماتے ہیں۔

”پاک پلید نہ ہونے پر گزرتوڑے رستے چھ پلیتی ہو“

حضرت پیر زکریا العالیین دراج السالکین، نجم الہدیٰ حضرت فضل شامہ صاحب

تعلیم عالم مذکور العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

”اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اپنی ذات سے پاک ہے جو انسان اللہ تعالیٰ کے لیے پاک ہو جائے اُسے دائمی پاکی عطا ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ پاک ہے۔ جو انسان بھی اس کے لیے پاک ہو جائے وہ بھی ہر وقت پاک رہتا ہے۔ اور جو صاحب محبوب (علیٰ نبیہ وسلم) کے لیے وضو دیتا ہے۔ وہ طیب ہو جاتا ہے۔ جو پاک طیب ہو جائے وہ پلیتی کے طور سے گزرتا ہے۔ اس کے پلید ہونے کا امکان ہی نہیں رہتا۔ جس طرح بکا اسلٹل ہے تکبیر ہو جائے تو

طیب ہو جاتا ہے۔ پھر اس کو کسی صورت سے جدا کر دیا جائے وہ جدا نہیں ہوتا لیکن رہتا ہے جیسے کہ نہیں ہوتا۔ جیسے مقام اُس پر آئیں گے سب جائز ہیں اُن گے راستہ میں ہو جاتا ہے۔ دل روشن ہو جاتا ہے ہم محبوب کی کار میں لگ جاتا ہے۔ ہاتھ این ہو جاتا ہے۔ اس لیے تمام تمام پاک کے اُس پر جاتے ہیں وہ ہرگز طیب ہو جاتا ہے نہیں۔ اس لیے حضرت سلطان باہر فرماتے ہیں کہ پاک طیب ہو جاتا ہے۔

”وعدت دے دیا اچھے کب دل صحیح نہ کیتی ہو“

ہر ایک انسان پر وعدت کا مقام آیا ہوتا ہے اور ایک ہی کا وعدہ کر کے ان وعدت سے آیا ہوا ہے۔ انسان نے اللہ تعالیٰ سے وعدت کا اقرار کیا۔ اس اقرار پر عمل دے گا بھی اس کا ہو۔ ورنہ کیا ہے؟ اسو اللہ سے پاک۔ جو انسان اسو اسے پاک ہو جاتا ہے، اس کا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے اور صحیح ہو جاتا ہے۔ جو انسان ماضی میں اچھا ہوا ہو۔ اس کا میں جو ماضی سے پاک ہو جاتا ہے ان کی ”نئی چیز“ ہو جاتی ہے اور دوست انہیں مل جاتا ہے۔ وہ اپنے دوست سے گزر جاتے ہیں اور جو صاحب دوست سے گزر جاتا ہے دوست اُسے عطا ہو جاتا ہے۔

نوٹ:-

وحدانیت کی پاک اللہ تعالیٰ نے پاک ہادی کو عطا کی ہے۔ پاک ہادی اللہ تعالیٰ سے پاک ہے، جو صاحب اللہ تعالیٰ سے پاک ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کی پاک منظور ہو جاتی ہے۔ محبوب مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کی جو صفات صفت ہے جو صاحب محبوب کی صفات کو قبول کر لیتا ہے اس کا وضو منظور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں۔

ثبوت:- صاحبو! جان لو۔ پاک ہونا ایک دعویٰ ہے جس دعویٰ کا کوئی شام نہ ہو وہ دعویٰ سچا ثابت نہیں ہوتا۔

اپنے آپ کوئی انسان پاک دے اور کتنا بھی پاک ہے اس کی پاک کا بھ

بھی نہیں نکلتے گا۔ پاک نہ نکلتے گا جبکہ علیحدگی نکلتے گا کیونکہ اُس کا کوئی شام نہیں ہے۔ جو صاحب اللہ تعالیٰ سے پاک ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا شام ہو جاتا ہے۔ اور جو محبوب مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بار وضو ہو جاتا ہے محبوب اس کا شام ہو جاتا ہے۔

جس مردان خدا نے آپ کی وضو کر دیا ہے وہ آپ کا شام بن جائیگا۔ جس مردان خدا نے آپ کی وضو کر دیا ہے اس کا پیٹے کسی مردان خدا نے وضو کر دیا ہے وہ اس کا شام ہے۔ اس مردان خدا کا پیٹے کسی مردان خدا نے وضو کر دیا ہے۔ وہاں ہم بھی موجود ہے اور تقدیر بھی موجود ہے نماز فرض ہے وضو سنت ہے۔ دو شام بھی نمازیں،

ایمان اولیٰ۔ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں۔

ایمان دوم۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے۔

اَنْ تَكْبُرَ لِلّٰهِ كَاَنْتَ تَكْبُرُ اِنَّ كِبْرَهُ لَخَيْرٌ مِّنْ كِبَرِكَ فَاِنَّكَ تَكْبُرُ

(وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اس کو

نہیں دیکھتا تو تجھ کو دیکھ رہا ہے۔) (الہدیت)

یہ صودت جن زمین کی ہوگی اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کا گھر بن جائے گا اور محبوب کا درجن جائیگا۔ اس صودت پر کار بند نہ ہوگا تو مسجد میں خالی آنا مانا ہوگا اور با حقیقت نہ ہوگا۔ نیک عادت ہو سکی۔ اعمال کی صودت نہ بن سکے گی اللہ خالی ہوگا۔ اس لیے حضرت سلطان باہر فرماتے ہیں کہ گھر کب خالی رہے یہی ہو

عشق کی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک رہنا۔

عشق کا ثبوت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ عرض و غایت سے پاک رہنا۔ جو صاحب اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک رہے باہر اُسے مل جاتی ہے جو صاحب اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ عرض و غایت سے پاک ہے وہ اپنے



”سرمے گزرتا ہے۔ اور وہ اپنے لیے دھیل نہیں دیتا ماہ خدا میں۔“

”ہرگز دوست نہ ملتا انہاں باتو جہاں تملیچہ نہ کیسی ہو“  
غرض دعا کے ساتھ جو گئے رہتے ہیں وہ اپنی تری اور ہی میں گئے رہتے

دل ایک نہیں ہوتا، نہ صبح ہوتا ہے۔ لگانہ ہو جائے تو صبح ہو جاتا ہے۔ بجائے  
ہو جائے تو غیر ہو جاتا ہے۔ اس لیے حضرت سدا بانہ نے فرمایا: وحدت دے دیا اچھے۔

”کب جتنا نے جہاد میں ہوئے کب پڑھ پڑھ تھکے مسیتی ہو“  
مہم لوگ پیرخانہ کو بہت خانہ کہتے ہیں۔ خاص لوگ پیرخانہ کو لگانہ کہتے  
ہیں۔ اور خاص انہیں لوگ پیرخانہ کو شمع کہتے ہیں۔ انعام لینے والے کو پڑانہ  
کہتے ہیں۔ جو صاحب پروردان چمکتے جاتا ہے وہ مراد کو پا جاتا ہے۔ اور اُسے  
وصال ہو جاتا ہے۔

کب پڑھ پڑھ تھکے مسیتی ہو

اس تمام پر برنگانہ دین نے بیان دیا ہے کہ

پڑھنا گنا کتب ہے اور سوائے عیب

جس پڑھیاں شہرے لے اور پڑھنا کے نصیب

جو صاحب کتاب و شہرے پڑھنا دیکھا۔ میں میں کیوں نہ پڑھے۔ وہ  
لگانہ نہیں ہوگا لگانہ دیکھا۔ لگانہ جو اپنے عمل سے تھک کر جا رہا ہے تو یہ  
پڑھنے تک جاتا ہے۔

فانیا زو کے مل چڑھ کے بہروں دے با دارے

ایہ پڑھ جات مضاعت جاناں ہیں سب سے چہ لہ دے

(دروی غلام رسول)

یہ حقیقت کامل اپنی خوشنودی اور خوشنودانے کے لیے ہوتا ہے۔ اور با حقیقت

کامل اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے۔ یہ حقیقت تھک کر بانی دار جاتا ہے اور  
با حقیقت کی حقیقت ہوتی ہے ہر مقام پر۔ با حقیقت ہر قرار دہلے اس کا کیا  
دہلے اور اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہتا ہے۔

”فاضل چھڑ فضیلت بیٹھے ہاوشق نماز جانا ہوتی ہو“

برنگانہ دین فرماتے ہیں کہ خوشی کی شرح یہ ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ سے پاک  
ہو، اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضیلت عطا ہو جاتی ہے۔ جو فاضل اپنی  
فضیلت سے فاضل ہو وہ اپنی فضیلت کو چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل  
کے سامنے۔ اُس کی نماز اللہ تعالیٰ کی نماز ہوگی اور نیت محبوب سے ہے۔

نیت کیا ہے؟ محبوب کی وصول کی مسافت (مسئلہ غلیہ وسلم)  
فضیلت کیا ہے؟ نماز اللہ کی — عشق کی نماز کے لیے وحدانیت کا  
وصو ہر وقت رہتا ہے۔

صاحبو! اس میں تھوڑا نہیں ہے، اگر کوئی بھی نہیں ہے، اور سجدہ بھی نہیں

ہے۔ جو سب کچھ رہا ہے ہر مقام پر

ہاں کھانا لایا ہے جو کچھ کا تماشا دیکھے

دیدہ کو رو کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اگر کوئی بھی موجود ہے، قہور بھی موجود ہے اور جو بھی موجود ہے عاشق کے لیے۔  
اور عاشق کے لیے لکھ ہے۔ اس تمام پر حضرت علیہ السلام صاحب فرماتے ہیں

مبصیا شہوہ سے باجوں گلہ نہیں

پروکھین والی اکھ نہیں

اللہ تعالیٰ اب صاحبوں کو محبوب کا رخ عطا فرمائے، اور کس سے دور رکھے۔

(ابن شہ اسم)



ثابت صدق تھے قدم گیر تھے تائیں رب بھیسوے ہو  
 لوں دیو چہ ذکر اللہ داہر دم سپا بھیسوے ہو  
 ظاہر باطن عین عیانی ہو ہو سپا سنیوے ہو  
 نام فقیر نہاندا با ہو قبر جہاں دی جیسوے ہو

حضرت سلطان الدائین سلطان باجو فرماتے ہیں کہ

”ثابت صدق تھے قدم گیر تھے تائیں رب بھیسوے ہو“  
 جو انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ثابت رہے، صدیق کی اُس پر مہر لگ جائے  
 گی اور قدم اُس کا لکیرے ہو جائیگا۔ کیونکہ ثابت اور صدق یہ دونوں صدیق کے  
 مقام ہیں۔ ہاتھ کی صورت سے مومن ثابت رہتا ہے اور وہ صورت کے اعتبار  
 سے امین ہو جاتا ہے۔ یعنی مومن کا ہاتھ امین ہو جاتا ہے اور ثابت رہتا ہے ہر  
 مقام پر، ہر گھڑی، ہر بل میں۔ صدیق نیز بزرگانِ دین کی ایک صفت ہے۔ جو  
 صاحبِ سچا ثابت ہو جاتا ہے اُس کا قدم آگے ہو جاتا ہے جس مقصود کی تلاش  
 میں ہے وہ اُسے مل جاتا ہے۔ حضرت سلطان باجو نے فرمایا کہ ظاہر مقصود  
 رب ہے، اُسے وہ مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعظیم علم سے ہے اور پالنا بھی  
 علم سے ہے۔ تو جب محب کو یہ علم عطا ہو جاتا ہے کہ پالنا بھی اُسی کے ہاتھ میں  
 ہے اور تعظیم بھی اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ پیچھے وہ خرد میں سے رہتا ہے پھر  
 اللہ تعالیٰ کی خدائی اُس سے چھین سے رہتی ہے۔ جسے یہ دو اہم عطا ہو جاتے  
 ہیں اللہ تعالیٰ اُسے مل جاتا ہے وہ انسان یا مقصود ہو جاتا ہے۔

”لوں لوں دیو چہ ذکر اللہ داہر دم سپا بھیسوے ہو“  
 جو صاحبِ مقصود ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ  
 اُس کا ہو جاتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتے گا کہ اُس کے ”لوں لوں“ سے توحید  
 دیکھنے لگ جائے گی اور ایسا برگزیدہ انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اتنا مشغول ہو  
 جاتا ہے کہ اُس کا ”لوں لوں“ اس کا شاہد بن جاتا ہے۔ وہ انسان آسانی کے  
 ساتھ اپنے آپ کو پرشنے لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔

”ظاہر باطن عین عیانی ہو ہو سپا سنیوے ہو“  
 محب کا باطن باسو اسے پاک ہے اور ظاہر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 ساتھ ہے۔

ظاہر کیا ہے؟ محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وضو کی اولے صفت  
 شریعت کی پہنچ دیے۔

محبوب کی شانی صفت، وضو کی طریقت کی۔ سٹ دیے۔

محبوب کی رحانی صفت، وضو کی حقیقت کی، ہر دیے۔

جہاں تین صفتیں اولے اور اربع آجاتی ہیں ایسے ذکر کو نافع کر دیتا  
 ہے جو صاحبِ فارغ ہو جاتا ہے اُس کے لیے ہر ہو ہو جگہ ہو جاتا ہے اور اُس  
 کو ہو ہو سننے لگ جاتا ہے۔

”فقیر نام نہاندا با ہو قبر جہاں دی جیسوے ہو“

اللہ تعالیٰ باقی ہے جو انسان اللہ تعالیٰ سے پاک ہو جاتا ہے وہ محبوب  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے با وضو ہو جاتا ہے اُسے فقر کا مقام عطا ہو جاتا ہے۔  
 فقر کے تین تمام ہیں۔ ف، ناقہ۔ ق، قناعت۔ ر، ریاضت۔ جسے یہ  
 عطا ہو جاتے ہیں وہ بقا کے ساتھ لگ جاتا ہے۔ اس لیے وہ بھی باقی ہو جاتا

ہے۔ جو انسان اللہ تعالیٰ سے پاک ہو جاتے ہیں اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باوجود رہتے ہیں وہ باقی سے الگ کر باقی ہو جاتے ہیں اور قرآن کی "حجۃ (زندہ) ہو جاتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی باقی کی صفت کو قبول کیا۔ جو صاحب اللہ تعالیٰ کو بقا کی صفت سے تبدیل کر لیتا ہے، اسے تعاطی ہو جاتی ہے۔ اس کی قبر پر "لا" آجاتی ہے۔ بزرگانِ دین کی قبر "لا" ہے۔ بزرگانِ دین معنوں کے اعتبار سے بھی باقی ہیں اور صوفیہ کے اعتبار سے بھی باقی ہیں۔ ایسے بزرگیدہ انسانوں پر قرآن ہو جانا چاہیے جن کی قبر "لا" ہونے کا مقام رکھے اور خود وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک رہنے کا مقام رکھتے ہوں۔ جس کی قبر پر "لا" ہونے کا مقام آتا ہے وہ قبر جی (زندہ) اٹھتی ہے۔ وہ زندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندے کا ہو جاتا ہے۔

(۱۲)

زبان کلمہ ہر کوئی اُسکے دل دا پڑھ دا کوئی ہو  
جیتے کلمہ دل دا پڑھئے اوتھے جیسے بے نہ ڈھوئی ہو  
دلدا کلمہ عاشق پڑھدے کی جانن یار کلوئی ہو  
کلمہ یار (مرشد) پڑھایا باہو میں سدا سوہن ہئی ہو

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو فرماتے ہیں کہ:-

"زبان کلمہ ہر کوئی اُسکے دل دا پڑھ دا کوئی ہو"

پیارو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ کلیہ لکھا ہے کہ زبان سے کلمہ کہے اور ملی کلمہ کی تصدیق نہ کرے تو وہ زبانی ہی جیگا۔ زبان سے بھی کلمہ پڑھنے والے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ پہلا مقام اللہ تعالیٰ نے قول ہی کا رکھا ہے، دوسرا مقام

اعمال کا رکھا ہے اور تیسرا مقام علم کا رکھا ہے۔ علم حقیقی۔ قول کا اعمال شاہد ہو تو قول سب ثابت ہو جاتا ہے۔ اس لیے جو انسان زبان سے کہے، دل اس کی تصدیق کرے۔ وہ انسان سچا رہتا ہے ہر مقام پر۔ اس کو دین کا بھی فائدہ پہنچتا ہے اور دنیا کا بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ قول سے کہے، دل اس کی تصدیق نہ کرے۔ قول اس کے لیے جھوٹا ہو جاتا ہے اور جس سے کیا جائے وہ اس سے بھی جھوٹا ہو جاتا ہے۔ اس لیے حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں کہ:-

زبان کلمہ ہر کوئی اُسکے دل دا پڑھ دا کوئی ہو

جیتے کلمہ دل دا پڑھئے اوتھے جیسے بے نہ ڈھوئی ہو

جس وقت قول سے انسان گزر جاتا ہے تو عمل شروع ہو جاتا ہے۔ قول کا زبان کے ساتھ تعلق ہے اور اعمال کا دل کے ساتھ تعلق ہے۔ وہاں اعمال شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے جیسے "کا مقام ہی نہیں۔ وہاں جیب (زبان) کو ڈھوئی نہیں، اعمال کو ڈھوئی ہے (ڈھوئی۔ گزر)

"دلدا کلمہ عاشق پڑھدے کی جانن یار کلوئی ہو"

عاشق یار کا کلمہ پڑھتا ہے اور عاشق یار کا محبت سے نام لیتا ہے۔ عاشق محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا محبوب، محبوب ہے عاشق کہے۔ جہاں معقب اور محبوب۔ دونوں درج اٹھتے ہو جائیں وہ دو درج ہو گئے اور یار، یار سے مل جاتا ہے۔ جو صاحب بزرگانِ دین کے راستہ پر چلتے نہیں ہیں وہ یار کلوئی "ہیں اور اس کا یار کوئی نہیں۔ اس لیے حضرت سلطان باہو نے فرمایا کہ کلمہ "دلدا کلمہ عاشق پڑھدے کی جانن یار کلوئی ہو"

کلمہ یار پڑھایا باہو میں سدا سوہن ہئی ہو  
کلمہ کا گزر جیسے عطا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے سدا کا سواگ  
عطا ہو جاتا ہے۔

جسے بار عطا ہو جاتا ہے، اُسے کلمہ عطا ہو جاتا ہے۔ جسے کلمہ عطا ہو جاتا ہے وہ پڑھنے لگ جاتا ہے اور اُس کو سدا سوگ عطا ہو جاتا ہے! نہ دیکھنے  
نے۔ قاعدہ کلید رکھا ہے کہ ”جب کلمہ پڑھا تا ہے رہا رہی پڑھا تا ہے۔ اس  
طرح اُسے سدا کا سداگ عطا ہو جاتا ہے۔ اسی لیے حضرت سلطان باجوڑ  
نے فرمایا کہ۔ ”کلمہ بار پڑھا یا باہو میں.....“

## مخزنِ حقائق

(سوال و جواب)



## حضرت صفی محمد زید صاحب کے اوصاف حسنہ

بیان صاحبزادہ رضا حسین صاحب بلالی دہلوی

(نوٹ :- حضرت صاحبزادہ رضا حسین صاحب حضور پر نور حضرت فضل شاہ صاحب علیہ السلام رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادہ ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۲۵۱ھ بمطابق ۱۸۳۵ء میں ہوئی پیارا پیارا اسی خیر نسب ہے۔ آپ نے والدہ ماجدہ کا کئی مہینے دودھ نہیں پیا اور نہ ہی روئے۔ آخر آپ کی والدہ صاحبہ نے حضور پر نور کو اس طرف متوجہ کیا۔ حضور پر نور کبیرہ دو عالم جناب کا تھا حضور پر نور نے فرمایا کہ تجھ سے دودھ پیئے گا۔ آپ سُن کر رقت سے دودھ پیئے گئے لیکن صوف افشاری اور سوری کے وقت۔ آپ وہاں صالح، اخلاق حسنہ کے حامل اور نہایت مہمان نواز ہیں۔ آپ کے حال پر بزرگانِ دین کے دوا سے دلِ ادا ہوئی ہے جو نے نہ انتخاب بھلا ہے۔ آپ کو حضور پر نور کے کائناتِ جناب کی کرمِ برکت سے اس قدر نصیب ہوئی کہ حضرت بلالی بھی انصاف کی ضروری ہے حضور ہی ہوئی۔

اس لیے آپ نے حال پر بیان حضرت صفی صاحب کے اوصافِ حسنہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اے یہاں شامل کیا جاتا ہے۔ (مرتب)

اللہ تعالیٰ نے حکم صادر فرمایا امام کا، شریعت کے لیے۔ امام المسلمین، امام المؤمنین، امام العارفين۔ امام شریعت سے، امام طریقت سے اور امام حقیقت سے۔ شریعت اور طریقت راستہ ہے اور عرفان حقیقت ہے۔ حضرت صفی محمد زید صاحب (اچھرو شریف۔ لاہور) امام العارفين ہیں۔ ان کا یہ بیان حقیقت پر مبنی ہے۔ بزرگانِ دین نے فرمایا۔ جو صاحب بیان دیتا ہے، اُس میں وہ صفت موجود ہوتی ہے۔ تو بیان دیتا ہے۔ ایم اس کا لیتا ہے جس کی طرف سے صفت آتی ہے۔ با صفت کا نام۔ حقیقت کا بھی یہی ہے کہ انہی کا نام لینا چاہیے کیونکہ یہ صفت ان کی ہے جس وقت با صفت کی صفت۔ جہاں آجاتی ہے، اور جس کے پاس آجاتی ہے وہ انسان

با صفت ہو جاتا ہے، اسی لیے بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ "جس پائے نے جس مقام کو دیکھ لیا اُسے وہی عطا کر دیا جاتا ہے۔"

حضرت صفی صاحب امام العارفين کو بزرگانِ دین سے جو غیبات ہوئی ہیں ان سب کا نام لے رہے ہیں اور صداقت سے لے رہے ہیں۔ اس لیے کہ سامعین اور ناظرین کے سامنے یہ نقشہ رکھا جائے۔ تاکہ جس طرح ہم اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اللہ تعالیٰ کی اور مخلوق بھی اس سے فائدہ اٹھا سکے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ جو صاحب صداقت سے اسے کئے گا، صدق اُسے عطا ہو جائیگا کیونکہ یہ بیان کرنے والا صادق اور سچا ہے۔



## مخزنِ حقائق

از صوفی محمد زبیر صاحب دایم العارین

حضور پُر قلندر اعظم سراجِ اولیا، مدظلہ العالی، جو دو سوا سلطانِ عالمین حضرت فضل شاہ صاحبِ تعلیم و علمِ اعلیٰ سے بندہ عاصی پر معاصی نے جبرِ موالات پر استغفار فرمائے کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے نہایت ہی تندہ و پیشانی سے اپنے خصوصی مامنانا ملازمین جامع جوابات فرمائے جنکو اصحابِ خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اس مخزنِ حقائق سے یقیناً فائدہ بخش حضرت مستفید و متفہم ہوں گے اللہ ان کے ایمان کو تقویت نصیب ہوگی۔

(۱) سوال :- دین اور دنیا میں کیا فرق ہے؟

جواب :- دین اور دنیا میں نہایت لطیف سا فرق ہے۔ اگر دنیا دہانہ کو اندھونے کی امانت سمجھ کر اُس کی نشا کے مطابق استعمال کیا جائے تو کھم دین ہے۔ اور اگر ذاتی ملکیت سمجھ کر اپنی نشا کے مطابق استعمال کیا جائے تو سب کچھ دنیا ہے عمل کی کوئی صورت ہو۔ دنیا کی جملہ نعمتیں نشا، علم، ذہانت، قول، جسمانی دولت و ثروت، جاہ و جلال، راسخ و اقتدار، عین دین ہیں اگر ان کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر اُسی کی نشا کے مطابق ان سے کام لیا جائے۔ اور اگر ذاتی ملکیت سمجھ کر اپنی نشا کے مطابق استعمال کریں تو دنیا بن جائیگی۔

صاحبو! حجب جان لو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسے بنا کر بھیجا ہے۔ سب نعمتیں امانت ہیں۔ عطائی نہیں، ذاتی نہیں ہیں۔ اس لیے ان سب کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر اُسی کے نشا کے مطابق ان سے کام لیا جائے۔

(۲) سوال :- نعمت کا شکریہ کس طرح ادا ہونا چاہیے؟

جواب :- ہر نعمت کا شکریہ اُس کی نشان اور نوعیت کے مطابق ادا ہونا چاہیے یعنی نعمت کی تقسیم ہونا چاہیے۔ صرف قول کے ذریعہ شکریہ ادا نہیں ہوگا مثلاً ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے اقتدار عطا فرمایا ہے تو اس کا شکریہ اس طرح ادا ہوگا کہ اُس کے اقتدار سے حق خدائے حقوق کی حفاظت ہو یا کسی مصیبت سے نجات مل سکے۔

(۳) سوال :- طلب صادق سے کیا مراد ہے؟

جواب :- طلب صادق کا مطلب یہ ہے کہ تم دوست کو اُسی کے مفاد کے لیے چاہو۔ دوست کو چاہنے میں تمہاری کوئی ذاتی غرض نہ ہو۔ دوست کے ساتھ دوستی کرو دوست کے لیے اپنے لیے مت کرو کیونکہ مسلمان کی دوستی بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور دشمنی بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

(۴) سوال :- انسانیت کا معراج کس عمل سے شروع ہوتا ہے؟

جواب :- انسانیت کا معراج مخالف کی موافقت سے شروع ہوتا ہے۔ دوست کے ساتھ دوستی کرنا یہ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ مخالف کے مطابق رہنا یہ مروت ہے۔

مطابق کے مطابق رہنا یہ شریعت ہے۔

غیر مطابق کے مطابق رہنا یہ طریقت ہے۔

مطابق اور غیر مطابق دونوں حالتوں کو منجانب اللہ جاننا یہ حقیقت ہے۔

تمام مقاموں پر راضی رضا رہنا یہ معرفت ہے۔

(۵) سوال :- علم حقیقی کب عطا ہوتا ہے؟

جواب :- علم حقیقی اس وقت عطا ہوگا، پہلے شریعت عطا ہوگی اس کے بعد طریقت عطا ہوگی اس کے بعد حقیقت عطا ہوگی اور اس کے بعد معرفت عطا ہوگی۔ پہلے ملک کو قول عطا ہوتا ہے اس کے بعد عمل عطا ہوتا ہے اس کے بعد

علم عطا ہوتا ہے۔ عمل جب پختہ ثابت ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے دہا میں تو اللہ تعالیٰ اس سچے اعمال کو علم کی نگاہ عطا فرماتا ہے۔ یہ علم حقیقی ہے جس سے تنہا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندے کے پاس تو علم غلط کی شان اٹھتا ہے۔ قول، اعمال اور علم یہ تمام ہیں۔ انہما فیہ النعم ہے۔ معرفت خدائی ہے فرمان اللہ تعالیٰ کا۔

فرمان اللہ تعالیٰ کا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کو میں پسند کرے وہ انعام عطا کرنا چاہتا ہوں اسے اپنا علم عطا فرماتا ہوں اور اپنے علم کے سچے کی توہین بھی عطا فرماتا ہوں۔ اس وقت علم حقیقی عطا ہوگا جس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عطا کرنا چاہے گا محبوب کی بدلت۔ کیونکہ محبوب مٹا نہ دیتا۔ دوسرے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا علم عطا فرمایا ہے۔

قول ہامی ہے قول ہامی کے لیے امانی ہے، حال کے لیے حال ہے اور مستقبل کے لیے مستقبل ہے۔ علم حقیقی واردات کے بعد ہی عطا ہوگا۔ اس سے قبل علم قیاسی اللہ تعالیٰ سے جو کسی بھی حالت میں علم حقیقی نہیں بن سکتا۔

(۶) سوال :- انسان صاحب حال کس طرح بن سکتا ہے؟  
جواب :- انسان صاحب حال اس وقت ہوتا ہے کہ امانی کا شکر ادا کرے۔ حال پر صابر رہے اور مستقبل سے پاک رہے۔ اس پر بیان دلی ہے بزرگان دین نے ہماری مخلوق امانی اور مستقبل میں سمیٹی ہے۔ جو چلا گیا ہے جس کی یاد میں رہتے ہیں اور جو آنے والا ہے اس کی تلاش میں رہتے ہیں اور حال سے دور رہتے ہیں۔

حال کیلئے؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک رہو اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ با وضو رہو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کیساتھ معاملہ اللہ تعالیٰ کے لیے رکھو۔ یہ حال ہے اور اس کے علاوہ جو ہے وہ مستقبل ہے۔

حال حقیقت ہے جس نے حال کو تسلیم نہ کیا وہ کبھی بھی صاحب حال نہیں بن سکتا۔ یعنی ستر حقیقت سے آشنا ہونے کی صورت ہی یہ ہے کہ جو کیفیت مروجہ ہے اس کو خدائی سمجھ کر رضا و رغبت تسلیم کرے تو پھر معنوں کے اعتبار سے اس نے اللہ تعالیٰ کی پسند کو پسند کیا۔ اب اللہ تعالیٰ اس کو راز حقیقت عطا فرمایگا۔ پھر وہی صاحب صاحب حال کہلانے کا مستحق ہو جائے گا۔

(۷) سوال :- گناہ کی تشریح فرمائیے؟  
جواب :- اسو اللہ کے کسی چیز میں مبتلا ہو جانے کا نام گناہ ہے۔

(۸) سوال :- انہما فیہم کا احسن طریقہ کیا ہے؟  
جواب :- طہن و طہن سے حقیقت پیدا ہوتی ہے۔ انہما فیہم کے لیے ٹھنڈا ماحول پیدا کرو۔ اگر آپ نے کسی کو کسی قسم کا کوئی طعنہ دے دیا تو اس کے اندر آگ پیدا ہو جائے گی اب اگر آپ نہایت قیمتی بات بھی اس سے کریں گے وہ آگ جو طعنہ سے اس کے اندر پیدا ہو گئی ہے اس قیمتی بات کو بھی جلانے لگی۔ لہذا انہما فیہم کے لیے ٹھنڈا ماحول نہایت ضروری ہے۔ اس مقام پر بزرگان دین فرماتے ہیں کہ انا ٹھنڈا ماحول جو جس کے لیے بزرگان دین صاحب حسنہ و برکات سلطان العارین حضرت میاں خدکیش صاحب سراج اولیاء فرماتے ہیں کہ بٹیا، فیکر کی زبان نہیں بولتی اہل بولتا ہے۔ سب پہلے جو کام کسی درست کو کہنا چاہتے ہو۔ صاحبو آپ پسے اس کا نمونہ بنو۔ جس وقت آپ میں وہ مقامات پائے جائیں گے۔ تاہم جس وقت حاضر ہوگا اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ آپ کا نمونہ بن جائیگا۔ اس مقام پر بزرگان دین فرماتے ہیں :-

ہیں :-  
کہاں شتا کسبک اور سوارے بنیب

جس پر اکھیاں تبت ملے اور کھنسا کے نصیب  
اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے :- اطمعوا اللہ واطمعوا

اموسول وادلی الاہم منکھ۔ (دج) اللہ تعالیٰ کا حکم مانو۔ اللہ تعالیٰ کے رسول کا حکم مانو اور جو تم میں صاحب امر ہے اس کا حکم مانو؟  
صاحب امر کا اٹھنا (حکم دینا) امر ہے۔ انکھ والے پر آکھنے (کہنے) کا مقام آتا ہے اور سالک پورا رہتا ہے امر پر اور اللہ تعالیٰ نہ دکر تا ہے سالک کی ہر تمام پر۔

(۹) سوال :- کلام کرتے وقت کسی مخصوص اختیار کی ملکیت فرمیں؟  
جواب :- کلام کرتے وقت دوسرے کی فہم و فراست کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ دگر نہ اس کے عمل پیرانہ ہونے کی ذمہ داری کلام کنندہ پر ہوگی۔ اس کی مثال یوں سمجھ لو کہ ایک بچہ دین سیردن اٹھانے کے قابل ہے۔ تو اس پر اس سے نامہ بوجھ اٹھانے کی کوشش کرنے والا خود نادان ہو گا اور اگر وہ بچہ جس سیر سے نامہ وزن بہتیں اٹھاسکا تو اس کی ذمہ داری بوجھ لادنے والے پر ہوگی نہ کہ بچہ پر۔

کلام کرتے وقت دوسرے کی فہم و فراست کو ملحوظ رکھو جس طرح والدین بچے کا خیال رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بچے کے لیے سب سے پہلے شیعہ عطا فرمایا اور سالک کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ شرع عطا کرتا ہے۔ اس کے بعد طریقت عطا کرتا ہے۔ اس کے بعد حقیقت عطا کرتا ہے اور اس کے بعد معرفت عطا کرتا ہے

صاحبو! اللہ تعالیٰ نے جہاں سے شیعہ کیا ہے اُن سے منع نہنا چاہیے اور جہاں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، وہاں کابند نہنا چاہیے۔

(۱۰) سوال :- مخلوق سے جس سلوک کا کیا طریقہ ہونا چاہیے؟  
جواب :- موجود کی خبر لو اور جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں چلا جائے اس کے لیے دُعا ہے مغفرت کرو۔

جو چلا جاتا ہے وہ حاضر بھی رہتا ہے جو انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے محبوب کو جو صفیں عطا کی ہیں اس کو عطا ہو جاتی ہیں

صفیں موجود رہنے والی ہیں اس لیے وہ انسان بھی معنوں کے اعتبار سے موجود رہتا ہے۔ صفت موجود رہنے تو صفوں والا بھی موجود ہے۔ یا صفت کی صفت کو جو صاحب پا جاتا ہے جس کی صفت ہوتی ہے وہ وہیں پایا جاتا ہے جس کی صفت ہو۔ صفت پانے والا جس وقت صفت میں ملوث ہو جاتا ہے جس کی صفت ہوتی ہے۔ صفت پانے والا مسترد ہی ہو جاتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ پاک ہے جو انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک ہو جاتا ہے اُس انسان کی کثافت کی جتنی صفیں ہوتی ہیں وہ سب معدوم ہو جاتی ہیں اور طیف عطا ہو جاتی ہیں۔ انسان فانی ہے اللہ تعالیٰ باقی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملگ جاتا ہے وہ فنا سے گزر جاتا ہے اے اللہ تعالیٰ عطا ہو جاتا ہے۔

(۱۱) سوال :- کیا برے آدمی سے وعدہ نہنا ہی بہتر ہے؟

جواب :- برے آدمی کی بری صفت سے الگ رہنا چاہیے۔ لیکن برے کے قریب ہو کر اُس کی بری صفت سے اس کو بچانا آپ پر فرض ہے۔ اگر آپ برے کے قریب ہو کر اُس پر اپنے اخلاق حسنہ کا پرو ڈال کر اُس کو برائی سے متغیر کر کے راہ راست پر نہ لا سکے تو آپ مقصود سے دور رہے۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں آپ جوابدہ ہوں گے۔

(۱۲) سوال :- شرک خفی کیا ہے؟

جواب :- مبتد کی بجائے کسی سبب پر انحصار کرنے کو شرک خفی کہتے ہیں کسی ہی حالت میں کسی سبب پر انحصار کر بیٹھنا یہ سنت نادانی ہے۔ انحصار کے قابل تو وہ ذات وحدہ لا شریک ہی ہے۔

صاحبو! اللہ تعالیٰ کے لیے معاملہ رکھو گے مخلوق اللہ سے تو شرک سے پاک رہو گے۔ اگر غرض و غایت سے مخلوق اللہ سے معاملہ رکھو گے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک خفی ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کے ساتھ شرک مل ہو گا۔



جس سبب کا مقرب ہو وہ سبب کامل ہے جس سبب کا مقیم دنیا ہو وہ سبب ناقص ہے۔ بزرگانِ دین سبب نہیں ہیں وسیلہ اور وصال کا دواؤہ ہیں۔ اور کوئی راستہ ہی اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھا۔ ساری کائنات کی مسم اللہ تعالیٰ سے ہے اور دین کی بنیاد بزرگانِ دین سے ہے۔  
میرے شفق دوستو! بندہ نے حضور پر نور قلندرِ عظیم کے جوابات جو گاہے گاہے بندہ کی طرف سے کیے گئے سوالات کے متعلق تھے۔ اس لیے احباب کی خدمت میں پیش کیے ہیں کہ ان جواہرِ نیروں سے جو حقیقتاً مخزنِ حقائق ہیں آپ کے قلوب میں حقائق کی روشنی پیدا ہو سکے۔ بندہ کو یہ لامتناہی خزانہ صرف فیضانِ صحبت سے ہی نصیب ہوا ہے۔ جس کے مقابلہ میں حقیقتاً نانی استیاء کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔

خداوندِ مہر سراپا غفلت کو مع اپنے جملہ احباب کے ان حقائق سے کام نہ متعارف فرمادے تاکہ پودہ ایمان تعزیرت پر ٹکرا کر بار آور ہونے کے قابل ہو سکے۔

یا اللہ اپنے اس محبوب کو جس طرح تو نے اپنے اسرار پر معنی سے موقوف اللہ کو متعارف کرانے کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ اسی طرح ہمیں بھی اُن اسرار کو سمجھنے اور سنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین ثم آمین)

محمد نذیر احمد دی

### مطبوعات تصوف فاؤنڈیشن

شعبہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ

فتوحات مکیہ تصنیف لطیف: شیخ اکبر محی الدین ابن عربی

ترجمہ و شرح: مولوی محمد فضل خاں

صفحات جلد اول ۸۰۰ صفحات، قیمت جلد - ۳۰۰ روپے

فصوص الحکم تصنیف لطیف: شیخ اکبر محی الدین ابن عربی

ترجمہ و حواشی: محمد بکرت اللہ کھٹوی

صفحات ۳۵۰ صفحات، قیمت جلد - ۱۵۰ روپے

الطحاوی ابن عربی تصنیف و تالیف: مولانا محمد اشرف علی تھانی

مطبوعات

الکلیۃ العلویۃ فی سنیۃ ابن العربی

خلفہ و من الیکمل فی حلل فصوص الحکم

صفحات ۲۵۰ صفحات، قیمت جلد - ۱۵۰ روپے

### تصوف فاؤنڈیشن

لاہوری تحقیق و تصنیف و تالیف و ترجمہ: مطبوعات

۱۲۳۹ھ سن آباد - لاہور - پاکستان

دائرتہ کار: المعارف - صحیح بخاری - لاہور



## فہرست

شمار	عنوان	صفحہ	شمار	عنوان	صفحہ
۱	تعارف از مرتب	۲۷	۱۴	بیان صلیب الامم	۱۰۴
۲	بیہوشیت - ارضی محمد بنیرت	۳۷	۱۵	بیان تعمیر خواب	۱۱۰
۳	ویاچہ انکشاف حضور پر نور	۳۸	۱۶	بیان کرات	۱۱۰
۴	بیان احباب	۴۶	۱۷	بیان ساقی	۱۱۳
۵	بیان قادور حضور پر نور	۵۱	۱۸	بیان کب	۱۱۴
۶	بیان نیت	۶۱	۱۹	بیان بل تصنیف اہل حق	۱۱۵
۷	بیان یقین	۶۴	۲۰	بیان تعمیر	۱۱۶
۸	بیان حقوق العباد	۶۷	۲۱	بیان روح	۱۱۷
۹	بیان ادب	۶۹	۲۲	تبادلہ تعمیر کے تعلق	۱۱۷
۱۰	بیان مجلس	۷۲	۲۳	بیان مجروحہ قرآن پاک - حضور پر نور	۱۱۸
۱۱	بیان مہم انصاف و انصاف	۷۴	۲۴	ذکر خفی و جلی	۱۲۱
۱۲	بیان طرف	۷۷	۲۵	تعارف و ردود اہم	۱۲۲
۱۳	بیان عبودیت و عبادت	۸۴		اولہ نظر بصیرت	
۱۴	بیان نفی - حضور پر نور	۸۵		فت ویاچہ با حق - حضور پر نور	۱۲۸
۱۵	بیان تصور	۸۸		تشریحیات	۱۴۶
۱۶	بیان قدم	۹۳		تلا و ملا	۱۷۸
۱۷	بیان غرض و غایت	۹۸			

## انتباہ

حضور پر نور سلطان الامانین، سرچشمہ کتب و تہذیب، اعلیٰ مالک  
حضرت میاں خدام بخش صاحب تہذیب و تراجم اولیاء  
کی ذات بابرکات کے نام جو کہ لکھے ہوئے تجربے و نظیر  
کے فیوض و برکات سے غلوئی خدائیں باب ہر ہی ہے اور ہوتی رہے گی۔

